پنج وقتہ نماز
اور
ان کے ضروری مسائل
فرض، سنت اور نفل نمازوں سے متعلق ضروری مسائل اور ان کے فضائل پر مشتمل
صحیح و مستند احادیث اور ٹھوس فتاوی کی روشنی میں حنفی مسلک کی اتباع کرنے والوں
کے لئے ایک نادر تحفہ۔
مؤلف
حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی
خلیفہ ومجاز بیعت
حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

پنج وقتہ نماز

اور

ان کے ضروری مسائل

فرض، سنت اور نفل نمازوں سے متعلق ضروری مسائل اور ان کے فضائل پر مشتمل مستند احادیث اور ٹھوس فتاویٰ کی روشنی میں حنفی مسلک کی اتباع کرنے والوں کیلئے ایک نادر تحفہ۔

مؤلف

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

﴿خلیفہ ومجاز بیعت﴾

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز حضرت مولانا حکیم ذکی الدین صاحبؒ پرنامبٹی

خلیفہ ومجاز مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادیؒ

خلیفہ ومجاز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

مخلص اور طالب حق کو طباعت کی اجازت ہے

اگر کوئی نیکی کا طالب اردو کے علاوہ دوسری زبانوں میں اس کتاب کو منتقل کرنا چاہے تو اجازت ہے۔

نام کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پنج وقتہ نماز اور ان کے ضروری مسائل

مؤلف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

کمپیوٹر وکتابت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عبداللہ علاء الدین قاسمی

صفحات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 234

تعداد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملنے کے پتے

☆ قاری عبدالعلاّم صاحب، C-178 تیسری منزل نزد چاند مسجد پُرانی سیماپوری (دہلی۔95)

☆ حاجی عبدالغنی صاحب، A-330 نزد مرکزی جامع مسجد پُرانی سیماپوری (دہلی۔95)

☆ قاری مطیع الرّحمٰن صاحب، اتوار بازار، نزد مدینہ مسجد، اگر نگر مبارک پور، (نئی دہلی)

☆ محمد اسلم وحافظ عبدالعزیز صاحب، چمن جنرل اسٹور 1981 گلی قاسم جان بازار لال کنواں، نزد ہمدرد دواخانہ (دہلی-6)

Mobile:

Abdullah: 7654132008-Q . Abdul Allam: 9818406313

H. Abdul Gani : 9811542512 Md Aslam: 9250283190

H. Abdul Aziz: 9811626704 Q. Mutiur Rahman: 8882919635

Email: Abdullahdbg1994@gmail.com

فہرست مضامین

مضامین | صفحات

مقدمہ

﴿صحت نماز کے بغیر تم کسی میدان کو فتح نہیں کر پاؤ گے﴾

گر تو خواہی حری و دل زندگی
بندگی کن بندگی کن بندگی کن

(اگر واقعۃً پاک اور نیک بننا ہے تو دل اور دھیان سے پابندی کے
ساتھ نماز پڑھ اور زندگی کو ہر وقت عبادت سے لیس رکھ۔)

خداوند قدوس نے فرمایا: بلا شبہ نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰباً مَّوْقُوْتاً۔ (النساء ۴: ۱۰۳)

جو لوگ فرض کے معنی سے واقف ہیں وہ اس پیغام ربانی کی عظمت و اہمیت کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ عربی میں فرض کے معنی کسی قانون اور حکم کو کسی پر لازم اور لاگو کرنے کے ہیں، جس طرح ایمرجنسی اور ہنگامی حالت میں کوئی چیز، یا کوئی قانون، حاکم وقت، یا ولی امر، نافذ کرتا ہے جس سے سرتابی بغاوت اور سرکشی جرم عظیم سمجھا جاتا ہے، اسی طرح جان بوجھ کر نماز کو نظر انداز کرنے والا اور چھوڑ دینے والا بھی خدا کے یہاں بڑے مجرموں اور باغیوں کی لسٹ میں داخل ہوجاتا ہے، اسی لئے قرآن کریم میں سورۂ مریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ **فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ**

خَلْفٌ أَضَاعُوا ٱلصَّلَوٰةَ وَٱتَّبَعُوا ٱلشَّهَوَٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۔(سورۂ مریم ۵۹)

پھر ان کی جگہ آئے ناخلف کھو بیٹھے نماز اور پیچھے پڑ گئے مزوں کے سو آگے دیکھ لیں گے گمراہی کو۔

منکرین نماز، تارکین نماز، یا عدم اہتمام نماز و جماعت کی عادت سیۂ کے مرض میں مبتلا افراد سب اس آیت کے مدلول میں داخل ہیں، اسی طرح بعض نے پڑھی مگر جماعت اور وقت وغیرہ شروط وحقوق کی رعایت نہ کی ان میں سے ہر ایک درجہ بدرجہ اپنی گمراہی کو دیکھ لے گا کہ کیسے خسارہ اور نقصان کا سبب بنتی ہے اور کس طرح کی بدترین سزا میں پھنساتی ہے، حتی کہ ان میں سے بعض کو جہنم کی بدترین وادی میں ڈھکیل دیا جائے گا جس کا نام ہی ''غی'' ہے۔

إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۔(سورۂ مریم، ۶۰)

ہاں جس نے ان کوتاہیوں سے توبہ کی، نیک اور صحیح عمل کئے تو ایسے حضرات جنت میں داخل ہوں گے اور ان کا حق ذرا بھی نہیں مارا جائے گا۔ قرآن کریم سورۂ ماعون میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ** ۔(سورۂ ماعون، ۴، ۵)

بڑی خرابی ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں۔

وہ تمام لوگ جو نماز میں غفلت وکوتاہی کا ارتکاب کرتے ہیں، یا چھوڑ چھاڑ کر، کبھی وقت پر، کبھی ناوقت اور کبھی پڑھی تو بے ہوشی میں، سب اس آیت میں داخل ہیں، اللہ تعالی اس عادت سیۂ وفاسدہ سے ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے، کیونکہ نماز کے حقوق کو جان بوجھ کر ضائع کرنے والا خدا کے یہاں گناہگار مجرم اور جہنمی ہے، دنیا کے ہر کام اور ہر عمل میں تو خسارہ ہوگا ہی آخرت میں بھی بڑے خسارے سے دوچار ہونا پڑے گا۔

جو لوگ سچے اور مخلص نمازی ہیں خدا کے یہاں وہ دونوں جہاں میں کامیاب و کامراں ہیں، وہی محترم ومعتبر بھی ہیں اور جنتی بھی ہیں، ان کی زندگی برکتوں اور رحمتوں سے بھری ہوئی ہے،

اٹھارویں پارے کے شروع میں اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۔(سورۃ المؤمن، آیت:۱)

اللہ کے وہ مومن بندے جو خلوص دل سے نماز پڑھتے ہیں وہ دونوں عالم میں کامیاب ہیں۔ یہ بشارت ان مسلمانوں کے لیے ہے جو نماز کو وقت پر اس کے حقوق وواجبات کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرتے ہیں اور صرف اس کی رضا کے لئے نماز پڑھتے ہیں، ایسے ہی مومنین کا ایک سجدہ آسمان سے ابر رحمت کو کھینچ لاتا ہے اور زمین کے ہر گوشہ میں برکت ورحمت کے چشموں کو خدا سے جاری کروالیتا ہے۔

اسلام میں نماز کی تربیت عہد طفولیت سے ہی دینے کی تاکید کی گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہور حکم ہے: اپنے بچے اور بچیوں کو سات سال کی عمر سے ہی نماز کا حکم وتاکید کرو اور جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو ترک نماز پر ان کی پٹائی کرو۔ قرآن مقدس میں سات سو مقامات پر نماز کا حکم اور سخت تاکید آئی ہے، حالت صحت ہو یا مرض، امن ہو یا جنگ، کسی بھی زمانہ میں کسی بھی صورت میں نماز معاف نہیں۔

مولائی ومرشدی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا نہایت قیمتی ملفوظ ہے فرماتے ہیں: ایک بیمار صاحب نے بار بار اپنی سخت مجبوری نماز سے ظاہر کی کہا کہ کپڑے ناپاک رہتے ہیں۔ فرمایا حرج نہیں، ناپاک کپڑوں ہی سے نماز ہو جاتی ہے اگر پاک کرنے میں زیادہ زحمت مریض کو ہو، کہا کہ حرکت بھی نہیں کی جاتی ہے، فرمایا کہ لیٹے لیٹے پڑھو، کہا کہ زبان سے الفاظ نہیں نکلتے ،فرمایا کچھ حرج نہیں، دل ہی دل میں کہہ کرلیا کرو، نماز کسی حال میں معاف نہیں، (اگر ہوش رہے) اس کی بڑی سخت تاکید ہے، یہاں تک کہ اگر سمندر میں ڈوب رہا ہو اور نماز کا وقت آ گیا تو نیت باندھ کر ڈوب جاؤ، لیکن جہاں اس قدر تاکید ہے وہاں سہولت بھی بے انتہا رکھی گئی ہے، ان باتوں سے بھی مریض صاحب کو تسلی نہیں ہوئی اور وہ یہی کہتے

رہے کہ نماز ایسی حالت میں کیسے ہوسکتی ہے؟ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ رائے کی خرابی ہے، یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح نماز ناقص ہوگی، حالانکہ اللہ تعالی شانہ کے حقوق اس قدر ہیں کہ ان کے سامنے ہماری نماز کامل کبھی ہو ہی نہیں سکتی۔

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کپڑے پاک صاف ہوں، وضووغیرہ سب باقاعدہ ہوں، خشوع وخضوع ہوتو نماز بڑی کامل ہوگی، میں کہتا ہوں کہ عظمت حق کے اعتبار سے وہ بھی ناقص ہوگی، پھر جب ہر حال میں ناقص ہی ہوئی تو اس طرح کیوں جی بھلا نہیں ہوتا۔

راقم السطور کہتا ہے کہ مومن کی شان یہ ہے کہ ایک ہاتھ میں نماز کا ہتھیار ہو اور دوسرے میں ذکرِ الٰہی کا ہتھیار ہو، پھر وہ زندگی کے ہر محاذ پر کامیاب اور ہر میدان میں فتح یاب ہوتا چلا جائے گا، جو مسلمان اخلاص واہتمام کے ساتھ خود کو نماز کا پابند بنالے گا وہ خدا کے ان سعادتمند اور صالح بندوں میں شامل ہوجائے گا جن کی اللہ نے خود سرپرستی کا وعدہ کیا ہے جیسا کہ سورۂ اعراف میں ارشاد باری ہے۔

إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتابَ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِينَ۔ (سورۂ اعراف، ۱۹۶)

بلاشبہ میرا سرپرست اللہ تعالی ہے، جس نے کتاب مقدس نازل فرمائی اور وہی صالحین اور نیک بندوں کی سرپرستی کرتا ہے۔

اس لئے کہ نماز کی یہ خاصیت ہے کہ انسان کو گناہوں کی نحوست اور معاصی کی گندگیوں سے پاک کردیتی ہے، جس طرح کوئی شخص دریا میں داخل ہوجائے تو وہ پورے طور پر پاک صاف ہوجاتا ہے، قرآن پاک کی مختلف آیات اور متعدد احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نماز کی پابندی سے آدمی گناہوں سے محفوظ اور مصائب سے مامون ہوجاتا ہے، اکیسویں پارے کی پہلی آیت میں نماز کے عظیم فائدے کا ذکر خود اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔

اتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ۔ (سورۂ عنکبوت، ۴۵)

اے نبی قرآن پاک میں سے پڑھیئے اور نماز صحیح صحیح پڑھیئے، بلاشبہ صحیح نماز بڑے اور چھوٹے تمام گناہوں سے روک دے گی اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا عمل ہے۔ یہی وہ آیت ہے جو پابند نماز کو صالح بننے کی سند عطا کرتی ہے، اس آیت پاک میں مذکورہ بالا دونوں ہتھیاروں کا ذکر مع خاصیت وتاثیر کے بیان کیا گیا ہے کہ نماز گناہوں سے دور اور پاک کردے گی اور ذکر اللہ کی بھی یہی تاثیر ہے، حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں اس آیت کا ربط قریب یہ ہے: **اِنَّ فِیهَا ذِ کْرُاللّٰهِ وَلَذِ کْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ**۔ نماجو برائی سے روکتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ کا ذکر ہے، لہذا االلہ کا ذکر سب سے بڑا ہے، معلوم ہوا کہ تاثیر ذکر کی وجہ سے نماز بے حیائیوں اور گناہوں سے روکتی ہے، الغرض جب نماز کے ساتھ ذکر اللہ کا بھی اہتمام ہوگا تب ہی گناہوں سے بچنے میں مکمل مدد ملے گی، قرآن شریف میں ایک مقام پر ہے۔

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ۔ (سورۂ زخرف، ۳۶)

اس آیت میں ذکر کی عظمت وتاثیر واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ذکر سے بچنے اور خالی رہنے کی صورت میں ہم تم پر شیطان مسلط کردیں گے۔ اور شیطان کا کام گناہوں کی طرف رغبت دلانا اور معصیتوں میں مبتلا کرنا ہے، اسی لئے اللہ نے اس کے شر سے بچنے کیلئے سورۂ ناس میں یہ ہدایت فرمائی کہ: اے نبی! آپ کہئے کہ میں پناہ میں آتا ہوں لوگوں کے رب کی وسوسہ ڈالنے والے شیطان کے شر سے۔ پتہ چلا کہ جس طرح نماز مومن کیلئے ہتھیار ہے اسی طرح مستقل ذکر بھی مومن کا ہتھیار ہے۔

اور اس کی واضح دلیل خود قرآن پاک نے دسویں پارے میں بیان کیا ہے: اللہ تعالی افرماتے ہیں: میدان جنگ میں جب دشمنوں سے لڑائی ہوتو وہاں بھی کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا تا کہ تم (پہاڑ کی طرح) ثابت قدم ہو جاؤ۔ سورۂ انفال (۴۵) اس سے معلوم ہوا کہ بغیر ذکر الٰہی

کے التزام کے میدان کارزار کو بھی کوئی فتح نہیں کرسکتا، اس لئے کہ ذکراللہ کی تاثیر یہ ہے کہ اس سے ذاکر کا دل مضبوط اور مطمئن ہوتا ہے جس کی جہاد میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ علامہ شبیر عثمانیؒ شیخ الہندؒ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا سب سے بڑا ہتھیار یہی تھا۔ **اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ- اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ**۔ (سورۃ الرعد ۲۸)

اس آیت میں بتلا دیا گیا کہ کامیابی کی کنجی کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ دولت، لشکر اور میگزین وغیرہ سے فتح ونصرت حاصل نہیں ہوتی، ثابت قدمی، صبر واستقلال، قوت وطمانینت قلب، یاد الٰہی، خدا اور رسول اور ان کے قائم مقام سرداروں کی اطاعت وفرمانبرداری اور باہمی اتفاق واتحاد سے حاصل ہوتی ہے۔

''ذکر'' لفظ مشترک ہے اس میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ وصدقات، تلاوت وغیرہ سب اعمال شامل ہیں، مگر قرآن کریم اور احادیث پاک کے تتبع اور تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ صحت نماز اور التزام ذکر اللہ ہی پر تمام گناہوں اور برائیوں سے حفاظت ونجات موقوف ہے، ان دونوں کے اہتمام وتعمیل سے ہی دیگر اعمال میں اثرات اور نتائج پیدا ہوں گے، اس کے بغیر محض تحقیقی کتب کی تالیف، بڑے بڑے خطابات، عظیم عظیم مساجد کی تعمیر وزینت کاری، صدقات بے جا اور ریاکارانہ انفاق فی سبیل اللہ سے فلاح ونجات کا تصور کرنا خام خیالی اور نری غلط فہمی ہے۔

نیک بننے کی تمنا ہر مسلمان اور ہر انسان کے دل میں ہوتی ہے، مگر صالح اور نیک بننے کے جو اسباب واعمال ہیں ان کے لئے کوئی جہد وسعی نہیں کرتا، لہذا اگر کسی کو نیک اور صالح بننے کی واقعتہ تمنا ہو تو پھر اسی ترتیب وترکیب کو اپنائے جو اس کے رب نے اسے اپنی مقدس کتاب قرآن شریف کے ذریعہ تعلیم وہدایت فرمائی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی تفصیل بتلائی ہے، جس کا خلاصہ راقم نے مذکورہ بالا سطور میں بھی ذکر کیا ہے۔

جہاں تک یہ سوال کہ کہاں اور کس کی صحبت میں یہ دولت ملے گی تو اصلاح وہدایت پانے اور نیک وصالح بننے کی دو ہی جگہ ہیں، ایک اہل اللہ جو مرشد کامل ہو، دوسرا وہ نیک عالم جو اہل اللہ کا تربیت یافتہ ہو۔

طالب ہدایت کو چاہئے کہ مذکورہ دونوں قسم کے رہنماؤں میں سے کسی ایک کی سر پرستی اختیار کرے اور اگر ان دونوں کا وجود نہ ہو تو ان میں سے کسی کا متبع و معتقد بھی مل جائے تو کم سے کم اسی کی سر پرستی حاصل کی جائے۔ اس کتاب میں نماز کی فرضیت و اہمیت، اس کے فضائل وفوائد اور ترک نماز پر وعید اور جملہ تمام مسائل جو نماز سے پیشتر، نماز کے دوران اور نماز سے متعلق ہیں مختلف عناوین کے ساتھ بیان کر دئے گئے ہیں، فرض اور واجب نمازوں کے علاوہ دیگر تمام نمازوں کا تذکرہ تفصیل سے کر دیا گیا ہے، وقت نکال کر ضرور ایک بار سرسری ہی سہی مطالعہ کرلیں تاکہ آپ کے باطن کی نگاہیں کھل جائیں اور نماز کا مقصد وحقیقت آپ پر واضح ہو جائے، اللہ تعالی ہمیں بھی اپنے سچے نمازی اور صالح بندوں میں شامل فرمائے۔ (آمین)

ما خلقت الجن و الانس ایں بخو اں

جز عبا دت نیست مقصو د از جہا ں

(میں نے انسان اور جن کو بلاوجہ پیدا نہیں کیا، بلکہ اپنی طاعت و بندگی کے لئے پیدا کیا)

(حضرت مولانا) **محمد علاء الدین صاحب قاسمی**

۳، ذوالحجہ، بروز بدھ، ۱۴۴۲ھ

مطابق، ۱۴/ جولائی، بروز بدھ ۲۰۲۱

خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

﴿وضو کی ضرورت اور فضیلت﴾

نماز کے لئے وضو ایسی ضروری چیز ہے کہ اسکے بنا نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ جان بوجھ کر بغیر وضو نماز ادا کرنے کو علما کفر لکھتے ہیں۔ یہ اسلئے کہ اس بے وضو یا بے غسل نماز پڑھنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔قرآن اور حدیث میں وضو کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ۔(سورۃ مائدہ،ص/6)

اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے مونھ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔

﴿کامل طریقے سے وضو کرنے کی تاکید﴾

حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کامل طریقے سے وضو کرنے کا حکم دیا۔(ابن ماجہ:426)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

يَا عَلِيُّ! أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَإِنْ شَقَّ عَلَيْكَ۔

اے علی !وضو کو کامل اور اچھے طریقے سے کیا کرو! اگرچہ تمہیں اِس میں مشقت ہی کیوں نہ ہو۔(مجمع الزوائد:1213)

﴿اچھی طرح کامل وضو کرنا سنتِ نبویہ ہے﴾

حضرت عُبیدہ بن عَمرو بن کلابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ۔

میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے وضو فرمایا اور اُسے اچھے طریقے سے مکمل فرمایا۔ (مسند احمد: 15950)

﴿وضو میں کوتاہی کرنے والوں کیلئے ہلاکت اور آگ کی وعید﴾

ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا جن کی ایڑیاں (وضو کرنے کے بعد بھی) خشک رہ گئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ۔

وضو میں خشک رہنے والی) ایڑیوں کیلئے ہلاکت ہے، تم لوگ اچھی طرح مکمل وضو کیا کرو۔

(ابوداؤد: 97)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے نماز کیلئے وضو کیا اور اس میں ایک ناخن کے برابر بھی جگہ خشک چھوڑ دی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مکمل وضو کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: **وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔**

یعنی وضو میں خشک رہ جانے والی ایڑھیوں کیلئے ہلاکت ہے۔ (طبرانی کبیر: 8115)

حضرت عمر نے ایک شخص کو (وضو کرتے ہوئے) دیکھا کہ اس نے پاؤں کے ظاہری حصہ کو تو دھویا لیکن اندرونی حصہ کو چھوڑ دیا، حضرت عمر نے فرمایا:

لِلنَّارِ تَرَكْتَهُ۔ تم نے اسے آگ کیلئے چھوڑا ہے۔ (الطہور للقاسم بن سلام: 382)

﴿ کامل طریقے سے وضو کرنا نصفِ ایمان ہے ﴾

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الْإِيمَانِ۔

کامل اور اچھے طریقے سے وضو کرنا ایمان کا آدھا حصہ ہے۔(صحیح ابن حبان:844)

﴿ وضو میں کوتاہی کا نماز میں بُرا اثر پڑتا ہے ﴾

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور اس میں سورہ روم کی تلاوت کی، جس میں آپ کو التباس ہوگیا، نماز سے فارغ ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا بَالُ أَقْوَامٍ يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ مَعَنَا بِغَيْرِ طُهُورٍ، مَنْ صَلَّى مَعَنَا فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ، فَإِنَّمَا يُلَبِّسُ عَلَيْنَا الصَّلَاةَ أُولَئِكَ۔

لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ ہمارے ساتھ بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہیں، پس جو ہمارے ساتھ نماز پڑھے اسے چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے، اس لئے کہ ایسے لوگ جو وضو اچھی طرح نہیں کرتے ہماری نمازوں میں خلل کا باعث بنتے ہیں۔(شعب الایمان:2512)

﴿ کامل طریقے سے وضو کرنا مغفرت اور بخشش کا ذریعہ ہے ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

كَفَّارَاتُ الْخَطَايَا: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَإِعْمَالُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ۔

طبیعت نہ چاہتے ہوئے کامل طریقے سے وضو کرنا، قدموں سے چل کر مسجد جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنا گناہوں کو مٹانے والی چیزیں ہیں۔(ابن ماجہ:428)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

لَا يُسْبِغُ عَبْدٌ الْوُضُوءَ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ۔

کامل طریقے سے وضو کرنے والے بندے کے تمام اگلے پچھلے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (مسند بزار:2/75)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ مَسَامِعِهِ وَبَصَرِهِ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ۔

جس نے اچھے طریقے سے وضو کیا تو اس کے کان، آنکھ، ہاتھوں اور پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ (طبرانی اوسط:4439)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هٰذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

جس نے میرے وضو کی طرح (یعنی سنت کے مطابق) وضو کیا اس کے پچھلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (صحیح ابن حبان:360)

حضرت ابوعثمان فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت سلمان کے ساتھ جہاد میں شریک تھا، نماز کا وقت آیا تو حضرت سلمان نے سنت کے مطابق وضو کیا پھر ایک درخت کو پکڑ کر ہلایا تو اس کے پتے گرنے لگے، اُنہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھ سے پوچھو کہ میں نے یہ کام کیوں کیا ہے؟ لوگوں کے دریافت کرنے پر حضرت سلمان نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک تھا آپ نے بھی اسی طرح کیا اور پھر فرمایا:

إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ تَحَاتَّتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَحَاتَّ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ۔

جب بندہ وضو کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح سے جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (شعب الایمان:2482)

وضو کے فرائض

(۱) ایک مرتبہ سارا منہ دھونا (سورۂ مائدہ:6)

(۲) ایک مرتبہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا (سورۂ مائدہ:6)

(۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا (سورۂ مائدہ:6)

(۴) ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا (سورۂ مائدہ:6)

وضو کی سنتیں

وضو میں اکیس سنتیں ہیں:

(۱) دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔(۲) وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔(۳) مسواک کرنا۔(۴) تین مرتبہ کلی کرنا۔(۵) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا۔(۶) دونوں کو ترتیب سے ادا کرنا یعنی پہلے کلی کرنا پھر ناک میں پانی ڈالنا۔(۷) دونوں کو الگ الگ پانیوں سے ادا کرنا۔(۸) دونوں کام داہنی ہتھیلی سے کرنا۔(۹) غیر روزہ دار کو منہ اور ناک میں اچھی طرح پانی پہنچانا۔(۱۰) ڈاڑھی کا خلال کرنا۔(۱۱) انگلیوں کا خلال کرنا۔(۱۲) ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا۔(۱۳) ایک مرتبہ پورے سر کا مسح کرنا۔(۱۴) کانوں کا مسح کرنا۔(۱۵) ہر عضو کو لگاتار دھونا۔(۱۶) ہر عضو کو مَل مَل کر دھونا کہ کوئی جگہ خشک نہ رہنے پائے۔(۱۷) وضو کی نیت کرنا۔(۱۸) ترتیب سے وضو کرنا۔(۱۹) داہنی طرف سے شروع کرنا۔(۲۰) ہاتھوں کو دھوتے وقت انگلیوں کے سروں سے اور سر کا مسح کرتے وقت پیشانی کی طرف سے ابتدا کرنا۔(۲۱) گردن کا مسح کرنا۔ (مفتاح الصلوۃ، ص/34)

بعض علماء نے اخیر کی چار چیزوں کو مستحبات میں شمار کیا ہے۔

وضو کے مستحبات

وضو میں چودہ چیزیں مستحب ہیں:

(۱) پاک اور اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔(۲) قبلہ کی طرف منہ کرنا۔(۳) لوٹے کو بائیں طرف رکھنا۔(۴) وضو میں بلا عذر کسی کی مدد نہ لینا۔(۵) وضو میں دنیوی بات چیت نہ کرنا۔(۶) نیت کے الفاظ زبان سے بھی ادا کر لینا۔(۷) منقول دعاؤں کا پڑھنا۔(۸) ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ کہنا۔(۹) ہاتھ کی چھوٹی انگلی کانوں کے سوراخ میں داخل کرنا۔(۱۰) کشادہ انگوٹھے یا چھلے کو ہلا لینا۔(۱۱) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔(۱۲) وقت سے پہلے ہی وضو کر لینا۔(۱۳) وضو کے بعد کلمۂ شہادت پڑھنا۔(۱۴) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔

مسئلہ: کسی نے پورا وضو کیا مگر وضو کی نیت نہیں کی تو اس کا وضو تو ہو جائے گا مگر وضو کا ثواب نہیں ملے گا۔

وضو کے مکروہات

وضو کے مکروہات چھ ہیں: (۱) ناپاک جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا (۲) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۳) وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا (۴) ترتیب کے خلاف وضو کرنا (۵) پانی زیادہ خرچ کرنا (۶) منہ پر زور سے پانی مارنا۔

وضو کو توڑنے والی چیزیں

مجموعی طور پر درج ذیل وجوہات سے وضو ٹوٹ جاتا ہے: (۱) آگے پیچھے کی شرم گاہ سے کسی چیز کا عادت کے طور پر نکلنا (مثلاً پاخانہ، پیشاب، ریاح، منی، مذی وغیرہ) (۲) اگلی پچھلی شرم گاہ

سے خلافِ عادت کسی چیز کا نکلنا (مثلاً استحاضہ کا خون، کیڑا، کنکری وغیرہ) (۳) بدن کے کسی حصہ سے نجاست کا نکلنا (مثلاً خون، پیپ، مواد، یا بیماری کی وجہ سے نجس پانی کا نکلنا) (۴) منہ بھر کر قے (۵) نیند (جس سے اعضاء مضمحل ہو جائیں) (۶) بے ہوشی، پاگل پن اور نشہ (۷) رکوع وسجدہ والی نماز میں قہقہہ (۸) مباشرتِ فاحشہ (یعنی بلا کسی رکاوٹ کے شرم گاہ کا شرم گاہ سے ملانا، خواہ مرد کا عورت سے ہو یا مرد کا مرد سے، یا عورت کا عورت سے۔

تیمم کا بیان

تیمم وضو اور غسل کا قائم مقام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ان بڑی نعمتوں میں سے ہے جو اسی امت کے ساتھ خاص ہیں۔ اگلی امتوں میں تیمم نہ تھا، خیال کرو کہ جب ان کو پانی نہ ملتا ہوگا تو وہ لوگ کیا کرتے ہوں گے یا اسی طرح نجاست کی حالت میں نماز پڑھتے ہوں گے یا نماز وغیرہ ان کو چھوڑنی پڑتی ہوگی۔ (عمدۃ الفقہ ج ۱/ ۲۲۳)

تیمم کی تعریف

پاک مٹی یا کسی ایسی چیز سے جو مٹی کے حکم میں ہو بدن کو نجاست حکمیہ سے پاک کرنے کو تیمم کہتے ہیں۔

تیمم کی شرطیں

تیمم کے صحیح ہونے کے لئے آٹھ شرطیں ہیں۔

(۱) نیت کرنا۔ (۲) تیمم کے عذر کا پایا جانا۔ (۳) جس چیز سے تیمم کیا جائے اس کا پاک اور زمین کی جنس سے ہونا۔ (۴) تیمم کے اعضاء پر سب جگہ ہاتھ پھیرنا۔ (۵) پورے ہاتھ یا تین انگلیوں سے تیمم کرنا۔ (۶) ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی طرف سے مارنا۔ (۷) تیمم کے منافی چیزوں کا نہ پایا جانا۔ (۸) بدن پر موم، چربی وغیرہ کا نہ ہونا۔

تیمم کے فرائض

تیمم میں دو ضربیں فرض ہیں، ایک مرتبہ پاک مٹی پر ہاتھ مار کر سارے چہرے پر پھیرنا، دوسری مرتبہ پھر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیرنا۔

تیمم کی سنتیں

تیمم میں چھ سنتیں ہیں۔

(۱) شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔ (۲) ترتیب قائم رکھنا۔ (۳) پے در پے اور لگاتار کرنا۔ (۴) دونوں ہاتھ مٹی پر رکھنے کے بعد آگے پیچھے کی طرف کھینچنا۔ (۵) دونوں ہاتھوں کا جھاڑنا۔ (۶) ہاتھ مارتے وقت انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔

غسل کی سنتیں

(۱) غسل کرنے سے پہلے نیت کرنا۔

(۲) غسل کے شروع میں دونوں ہاتھ کلائیوں تک تین بار دھونا۔

(۳) چھوٹا بڑا استنجا کرنا اگرچہ ان پر کوئی نجاست نہیں لگی ہو۔

(۴) اگر جسم پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کرنا۔

(۵) غسل سے پہلے وضو کرنا، اس میں وضو کے فرائض، سنتوں اور آداب کی رعایت کی جائے گی۔

(۶) غسل میں پورے جسم پر تین بار اچھی طرح پانی بہانا۔

(۷) ترتیب سے غسل کرنا۔ (ردالمحتار، فتاویٰ عالمگیری، عمدۃ الفقہ)

غُسل کرنے کا سنت طریقہ

غسل کرتے وقت سب سے پہلے دل میں نیت کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے غسل

کرتا ہوں، یا یوں نیت کرے کہ میں عبادت کے لیے غسل کرتا ہوں، پھر دونوں ہاتھ کلائیوں تک تین بار دھوئے، پھر چھوٹا بڑا استنجا کرے یعنی چھوٹی بڑی دونوں شرمگاہ کو دھوئے اگرچہ ان پر کوئی نجاست نہیں لگی ہو، پھر اگر جسم پر کہیں کوئی نجاست جیسے منی وغیرہ لگی ہو تو اس کو پاک کر دے، پھر مکمل وضو کرے، وضو اسی طریقے پر کرے جس طرح نماز کے لیے کیا جاتا ہے اور اس میں وضو کے فرائض، سنتوں اور آداب کی رعایت کرے، پھر پورے جسم پر تین بار اچھی طرح پانی بہائے کہ جسم کی کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ جسم پر پانی ڈالنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین بار سر پر پانی ڈالے، پھر تین بار دائیں کندھے پر، پھر تین بار بائیں کندھے پر، پھر اسی طرح تین بار باقی جسم پر پانی بہائے، لیکن اگر کوئی شخص اس ترتیب کا لحاظ کیے بغیر ہی پورے جسم پر تین بار پانی بہا دے تب بھی جائز ہے۔ (صحیح البخاری حدیث: 277، صحیح مسلم حدیث: 744، اعلاء السنن، ردالمحتار، عمدۃ الفقہ، فتاویٰ)

غسل جنابت کے فرائض

(۱) ایک بار اچھی طرح کلی کرنا۔

(۲) ایک بار اچھی طرح ناک میں پانی ڈالنا کہ نرم حصے تک پانی پہنچ جائے۔

(۳) ایک بار پورے جسم پر اچھی طرح پانی بہانا کہ ذرہ برابر بھی کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

(سنن ابی داود حدیث: 247، 249، اعلاء السنن، ردالمحتار، عمدۃ الفقہ، فتاویٰ دار العلوم دیوبند)

مسئلہ: سنت غسل اور اسی طرح وہ غسل جو محض ٹھنڈک یا صفائی کے لیے کیا جائے اس میں کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور پورے جسم پر پانی بہانا فرض نہیں۔ البتہ تین تین بار سر انجام دینا سنت ہے۔

خواتین کے لیے حیض ونفاس سے پاک ہونے کا حکم

خواتین کے ذمے حیض ونفاس سے پاک ہو جانے کے بعد غسل کرنا فرض ہے، اور اس کے احکام بھی وہی ہیں جو غسلِ جنابت کے ہیں۔ (اعلاء السنن، ردالمحتار، فتاویٰ عالمگیری، عمدۃ الفقہ)

غسل کے لیے نیت کا حکم

غسل کے لیے نیت کرنا سنت ہے کہ دل میں یوں نیت کی جائے کہ ”میں اللہ کی رضا کے لیے غسل کرتا ہوں“ یا یوں نیت کرے کہ ”میں پاکی حاصل کرنے کے لیے غسل کرتا ہوں“۔ نیت کرنے سے غسل عبادت بن جاتا ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے، جبکہ نیت کے بغیر غسل تو ہو جاتا ہے لیکن اس پر ثواب نہیں ملتا۔ (ردالمحتار)

غسل کرتے وقت دعاؤں کی حکم

اگر کوئی شخص برہنہ حالت میں ہو یا بیت الخلا میں ہو یا اس جیسی کسی اور گندگی والی جگہ میں ہو تو ایسی صورت میں زبان سے دعائیں نہ پڑھے بلکہ دل ہی دل میں پڑھ لیا کرے۔ اس اصول کو مدّنظر رکھتے ہوئے تفصیل یہ ہے کہ اگر غسل بیت الخلا میں کیا جائے یا ایسے غسل خانے میں کیا جائے جو بیت الخلا ہی کے اندر ہو تو ایسی صورت میں زبان سے دعائیں نہ پڑھے بلکہ دل ہی میں پڑھ لے۔ لیکن اگر کسی صاف غسل خانے میں یا کسی اور صاف جگہ غسل کرنا ہو تو ایسی صورت میں ”بسم اللہ“ ستر کھولنے سے پہلے پڑھ لے اور پھر باقی دعائیں دل ہی میں پڑھے۔ (ردالمحتار)

غسل میں غرارے کرنے کا حکم

غسلِ جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا تو فرض ہے لیکن غرارے کرنا اور سانس کے ذریعے ناک میں اوپر پانی چڑھانا فرض نہیں، البتہ اس کلی کرنے اور ناک میں چڑھانے میں مبالغہ کرنا سنت ہے، اب مبالغہ کرنے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ خوب اچھی طرح کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے کہ منہ اور ناک اچھی طرح دھل جائے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ غرارے کرے اور ناک میں پانی اوپر چڑھائے، ان میں سے جس صورت پر بھی عمل کیا جائے تو مبالغہ کی سنت ادا

ہوجائے گی، البتہ روزے دار کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ نہ کرے کیوں کہ اس سے روزہ ٹوٹنے کا اندیشہ ہے۔ (ردالمحتار)

غسل کے مُستحبّات

(1) قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا۔ (ھندیہ: 1/14، رشیدیہ)

(2) پانی ضرورت سے کم یا زیادہ استعمال نہ کرنا۔ (ھندیہ: 1/14، رشیدیہ)

(3) ایسی جگہ غسل کرنا جہاں لوگوں کی نظر نہ پڑتی ہو۔ (نسائی: 1/70، رحمانیہ، ھندیہ: 1/14، رشیدیہ)

(4) دورانِ غسل باتیں نہ کرنا۔ (ھندیہ: 1/14، رشیدیہ)

(5) غسل سے فارغ ہوکر تولیہ وغیرہ سے بدن خشک کرنا۔

(سنن ابن ماجہ: 135، رحمانیہ، ھندیہ: 1/14، رشیدیہ)

(6) غسل کے بعد جلد از جلد ستر چھپانا۔ (سنن ابن ماجہ: 135، رحمانیہ)

نماز کی اہمیت اور اُس کی تاثیر

اللہ و رسول پر اِیمان لانے اور توحید و رسالت کی گواہی دینے کے بعد سب سے پہلا اور سب سے بڑا فرض اِسلام میں نماز ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت ہے جو دِن میں پانچ مرتبہ فرض کی گئی ہے۔ قرآن شریف کی کئی آیتوں میں اور رسول اللہ کی سینکڑوں حدیثوں میں نماز کی بڑی سخت تاکید فرمائی گئی ہے اور اِس کو دین کا ستون اور دین کی بنیاد کہا گیا ہے۔

نماز کی یہ خاص تاثیر ہے کہ اگر وہ ٹھیک طریقے سے اَدا کی جائے اور اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھتے ہوئے پورے دھیان سے خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھی جائے تو اِس سے آدمی کا دِل پاک صاف ہوتا ہے اور اُس کی زندگی دُرست ہوجاتی ہے اور برائیاں اُس سے چھوٹ جاتی ہیں اور نیکی اور سچائی کی محبت اور خدا کا خوف اُس کے دِل میں پیدا ہوجاتا ہے اِسی لیے اِسلام میں دُوسرے تمام فرضوں سے زیادہ اِس کی تاکید

ہے اور اِسی واسطے رسول اللہ کا دستور تھا کہ جب کوئی آپ کے پاس آ کر اِسلام قبول کرتا تو آپ توحید کی تعلیم کے بعد پہلا عہد اُس سے نماز کا لیا کرتے تھے اَلغرض کلمہ کے بعد نماز ہی اِسلام کی بنیاد ہے۔

نماز پڑھنے والے اور نماز نہ پڑھنے والے رسول اللہ کی نظر میں

اَحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نماز نہ پڑھنے کو کفر کی بات اور کافروں کا طریقہ قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے اُس کا دین میں کوئی حصہ نہیں چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا:

بندہ کے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے۔ (صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ بندہ اگر نماز چھوڑ دے گا تو کفر سے مِل جائے گا اور اُس کا یہ عمل کافروں کا سا عمل ہوگا۔ ایک دُوسری حدیث میں وارِد ہوا ہے کہ:

اِسلام میں اُس کا کچھ بھی حصہ نہیں جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ (دُرِ منثور بحوالہ مسندِ بزار)

نماز پڑھنا کتنی بڑی دولت اور کیسی نیک بختی ہے اور نماز چھوڑنا کتنی بڑی ہلاکت اور کیسی بدبختی ہے، اِس کا اَندازہ کرنے کے لیے رسول اللہ کی یہ ایک حدیث اور سنیے۔ ایک دِن رسول اللہ نے نماز کی تاکید فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

جو کوئی نماز کو اچھی طرح اور پابندی سے اَدا کرے گا تو اُس کے واسطے قیامت میں وہ نور ہوگی اور اُس کے لیے (اِیمان و اِسلام کی) دلیل ہوگی اور نجات دِلانے کا ذریعہ بنے گی۔ اور جو کوئی اِس کو خیال سے اور پابندی سے اَدا نہیں کرے گا تو وہ اُس کے لیے نہ نور ہوگی اور نہ دلیل بنے گی اور نہ اُس کو عذاب سے نجات دِلائے گی اور وہ شخص قیامت میں قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (مسند احمد)

قارئین! ہم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ اگر ہم نے اچھی طرح اور پابندی سے نماز پڑھنے کی عادت نہ ڈالی تو پھر ہمارا حشر اور ہمارا اَنجام کیا ہونے والا ہے۔

اذکارِ نماز مع ترجمہ

نماز میں جو چیزیں پڑھی جاتی ہیں، ان سب کو ہم مع ترجمہ لکھتے ہیں۔

تکبیرِ تحریمہ

اَللّٰهُ اَكْبَرْ۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔

نماز شروع کرتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا جاتا ہے۔ اس کو تکبیرِ تحریمہ کہتے ہیں اور نماز کے درمیان رکوع وسجدہ کرنے کے لیے جاتے جاتے بھی تکبیر کہی جاتی ہے۔

ثنا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری بزرگی بہت برتر ہے اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔

تعوذ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے۔

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں (یا کرتی ہوں) جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

سورۂ فاتحہ یا الحمد شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ o اِيَّاكَ نَعْبُدُ

وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ o اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ o صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ o غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ } (1 الفاتحۃ)

ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔ روز جزا کا مالک ہے، اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھے راستے پر چلا، ایسے لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام فرمایا ہے، نہ ان کے راستہ پر جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ گمراہوں کے راستہ پر چلا۔

سورۃ الکوثر

إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ o إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (1 الکوثر)

ترجمہ: (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے، پس تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو، بے شک تمہارا دشمن ہی بے نام ونشان ہونے والا ہے۔

رکوع میں پڑھنے کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ۔ پاکی بیان کرتا ہوں اپنے پروردگار بزرگ کی۔

رکوع سے اٹھتے وقت کی تسبیح

سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ۔ اللہ نے (اس کی) سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

قومہ کی تحمید

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔ اے ہمارے رب، تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔

سجدہ میں پڑھنے کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى۔ پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے پروردگار برتر کی۔

تشہد یا التحیات

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، سلام ہو تم پر اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اس کو نماز میں ہر دو رکعت کے بعد اور آخری رکعت میں بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔

درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر! اور ان کی آل پر جیسا کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق ہے، بڑی بزرگی والا ہے۔

اے اللہ! برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر! اور ان کی آل پر جیسا کہ برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیمؑ پر اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق ہے، بڑی بزرگی والا ہے۔

درود شریف کو آخری رکعت میں بیٹھ کر التحیات کے بعد پڑھتے ہیں۔

درود شریف کے بعد کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا، اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے، بے شک تو ہی بخشنے والا ہے نہایت رحم والا ہے۔

اس دعا کو درود شریف کے بعد پڑھتے ہیں، اس کی جگہ دوسری دعائیں بھی پڑھ سکتے ہیں، جو قرآن و حدیث میں آئی ہوں۔

سلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ۔ ''سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت۔''

سلام کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی مل سکتی ہے، تو بہت برکت والا ہے اور اے عظمت و بزرگی والے۔

نماز کی برکتیں

جو بندہ پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر دست بستہ کھڑا ہوتا ہے اُس کی حمد و ثنا کرتا ہے اُس کے سامنے جھکتا ہے اور سجدہ میں گرتا ہے اور اُس سے دُعائیں کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاص محبت و رحمت کا مستحق ہو جاتا ہے اور ہر ہر وقت کی نماز سے اُس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اُس کے دِل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور اُس کی زندگی گناہوں کے میل کچیل سے پاک صاف ہو جاتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور نے ایک مرتبہ بڑی اچھی مثال دے کر فرمایا: بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو جس میں وہ ہر دِن میں پانچ دفعہ نہاتا ہو تو کیا اُس کے جسم پر کچھ بھی میل رہے گا؟ لوگوں نے عرض کیا حضور!

کچھ بھی نہیں رہے گا۔آپ نے اِرشاد فرمایا بس پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہی ہے اللہ تعالیٰ اِن کی برکت سے گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔(بخاری و مسلم)

نماز نہ پڑھنے والوں کی میدانِ حشر میں رُسوائی

نماز نہ پڑھنے والوں کو قیامت کے دِن سب سے پہلے جو سخت ذلت اور رُسوائی اُٹھانا پڑے گی اُس کو قرآنِ مجید کی ایک آیت میں اِس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ O خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ۔

اِس آیت کا مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دِن (جبکہ نہایت سخت گھڑی ہوگی اور شروع دُنیا سے لے کر قیامت تک کے سارے اِنسان محشر میں جمع ہوں گے) تو اللہ تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ظاہر ہوگی اور اُس وقت پکارا جائے گا کہ سب لوگ اللہ کے حضور میں سجدہ میں گر جائیں تو جو خوش نصیب اہلِ اِیمان دُنیا میں نمازیں پڑھتے تھے اور اللہ کو سجدے کیا کرتے تھے وہ تو فوراً سجدے میں چلے جائیں گے لیکن جو لوگ تندرست اور اچھے ہٹے کٹے ہونے کے باوجود نمازیں نہیں پڑھتے تھے اُن کی کمریں اُس وقت تختے کی مانند سخت کر دی جائیں گی اور وہ کافروں سے ساتھ کھڑے رہ جائیں گے سجدہ نہ کر سکیں گے اور اُن پر سخت ذلت وخواری کا عذاب چھا جائے گا اور اُن کی نگاہیں نیچی ہوں گی اور آنکھ اُٹھا کر کچھ دیکھ بھی نہ سکیں گے۔ دوزخ کے عذاب سے پہلے ذلت وخواری کا یہ عذاب اُنہیں سرِ محشر اُٹھانا ہوگا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُس عذاب سے بچائے، آمین۔

دراصل نماز نہ پڑھنے والا شخص ایک طرح سے خدا کا باغی ہے اور وہ جس قدر بھی ذلیل ورُسوا کیا جائے اور جتنا بھی اُس کو عذاب دیا جائے بلاشبہ وہ اُس کا مستحق ہے۔ اُمت کے بعض اِماموں کے نزدیک تو نماز چھوڑنے والے لوگ دین سے خارج اور مرتدوں کی طرح قتل کیے جانے کے قابل ہیں۔

لہٰذا ہم سب کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ نماز کے بغیر اِسلام کا دعویٰ بے ثبوت اور بے بنیاد ہے نماز پڑھنا ہی وہ خاص اسلامی عمل ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہمارا تعلق جوڑتا ہے اور ہم کو اُس کی رحمت کا مستحق بناتا ہے۔

فجر کی نماز کی فضیلت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے رات کے وظیفے سے یا اس کے کچھ حصے سے سو جائے اور وہ اسے فجر کی نماز سے لے کر ظہر کی نماز کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لئے لکھ دیا جاتا ہے گویا اس نے اس رات کو ہی پڑھا ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ ہونا، وہ رات کو قیام کرتا، نوافل وغیرہ پڑھتا تھا (یعنی طاقت سے زیادہ) پھر اس نے اکتا کر رات کا قیام چھوڑ دیا۔ (بخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کسی تکلیف یا اور کسی وجہ سے رہ جاتی تو آپؐ دن کو بارہ رکعات پڑھتے تھے۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو دیں، اسے لے لو، اور جس سے تمہیں اللہ تعالیٰ نے روک دیں، اس سے رک جاؤ۔

فرمایا: پیغمبر اپنی خواہش سے نہیں بولتا، وہ تو وحی ہی ہے جو اس کی طرف نازل کی جاتی ہے۔

فجر کی سنّت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب تھی

حضرت عائشہ صدیقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا۔ فجر سے پہلے کی یہ دونوں سنت مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ (مسلم:725)

فجر کی نماز ترک کرنے کی وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

لَيْسَ صَلاَةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيْهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

منافقین پر کوئی نماز فجر اور عشاء سے زیادہ بھاری نہیں ہے اور اگر وہ اِن دونوں نمازوں میں رکھے گئے اَجر کو جان لیتے تو اس میں ضرور حاضر ہوتے اگرچہ اُنہیں (کولہوں کے ذریعہ) گھسٹ گھسٹ کر ہی کیوں نہ آنا پڑتا۔ (بخاری:657)

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور کچھ لوگوں کے بارے میں دریافت کیا کہ فلاں شخص حاضر ہے؟ ہم نے کہا: نہیں، پھر فرمایا: فلاں شخص حاضر ہے؟ ہم نے کہا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَيْتُمُوهُمَا، وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ۔

یہ دونوں (یعنی فجر اور عشاء کی) نمازیں منافقوں پر سب سے زیادہ بھاری ہیں اور اگر تم لوگ اِن دونوں نمازوں کے اجر و ثواب کو جان لو تو اِن دونوں نمازوں میں ضرور حاضر ہو اگرچہ تمہیں گھٹنوں کے بَل ہی کیوں نہ آنا پڑے۔ (ابوداؤد:554)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مُرسلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد مَروی ہے:

بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ شُهُوْدُ الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَا يَسْتَطِيعُوْنَهُمَا۔

ہمارے اور منافقین کے درمیان عشاء اور فجر کی نماز میں (جماعت کے ساتھ) حاضر ہونے کا

فرق ہے، کیونکہ منافقین اِن دونوں (عشاء اور فجر کی) نمازوں میں حاضر ہونے کی اِستطاعت نہیں رکھتے۔(شعب الایمان:2596)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: لَا يَشْهَدُهُمَا مُنَافِقٌ يَعْنِي صَلَاةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ۔ فجر اور عشاء میں منافق حاضر نہیں ہوتا۔(مسند احمد:20580)

حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: كُنَّا إِذَا فَقَدْنَا الْإِنْسَانَ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَالصُّبْحِ أَسَأْنَا بِهِ الظَّنَ۔ ہم کسی کو عشاء اور فجر میں موجود نہ پاتے تو اُس کے (نفاق) بارے میں ہمیں بُرا گمان ہونے لگتا تھا۔(ابن خزیمہ:1485)

اِن احادیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص فجر کی نماز میں کوتاہ اور سست ہو اُسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے اور نفاق کے بارے میں ڈرنا چاہیئے۔

فجر کی نماز پڑھنے والی مرد عورتیں اللہ کے ذمّہ اور حفاظت میں آجاتی ہیں

حضرت جُندب بن عبد اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ، فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبَّهُ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ۔

جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمّہ میں آجاتا ہے، پس (خیال رکھنا کہ) اللہ تعالیٰ تم سے اپنے ذمّہ کے بارے میں کسی چیز کا مطالبہ نہ کریں، اِس لئے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمّہ کا مطالبہ کر دیا اُسے پکڑ لیں گے پھر اُسے اُوندھے منہ جہنم میں ڈال دیں گے۔(مسلم:657)

حضرت سالم اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: "مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ كَانَ فِي جِوَارِ اللهِ يَوْمَهُ" جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اُس دن اللہ کی حفاظت مین آ گیا۔(مجمع الزوائد:1641)

ایک اور روایت میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: "**مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ كَانَ فِي جِوَارِ اللهِ حَتَّى يُمْسِيَ، وَمَنْ صَلَّى الْعَصْرَ كَانَ فِي جِوَارِ اللهِ حَتَّى يُصْبِحَ**" جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ شام تک اللہ کی حفاظت میں آ گیا اور جس نے عصر کی نماز پڑھی وہ صبح تک اللہ کی حفاظت میں آ گیا۔ (الفتن لنعیم بن حماد:468)

فجر کی نماز کا اہتمام کرنے والا جہنم سے بری ہے:

حضرت عُمارہ بن رُوَیبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَقَبْلَ غُرُوبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔

جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے یعنی فجر کی نماز اور سورج غرب ہونے سے پہلے یعنی عصر کی نماز پڑھی وہ شخص ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم:634)

فجر کی نماز کا اہتمام کرنے والا جنتی ہے

حضرت ابوبکر اپنے والد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

جس نے دو ٹھنڈی نمازیں (یعنی فجر اور عصر یا فجر اور عشاء کی نماز) پڑھی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم:635)

فائدہ: دو ٹھنڈی نمازوں سے مراد فجر اور عصر کی نماز ہے، بعض نے اِس کا مصداق فجر اور عشاء کی نماز کو قرار دیا ہے۔ (مرقاۃ:2/540)

حضرت عُمارہ بن رُویبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَقَبْلَ غُرُوبِهَا، وَشَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

جو سورج طلوع ہونے سے پہلے نماز (فجر) پڑھے اور غروب ہونے سے پہلے نماز (عصر) پڑھے اور اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ (طبرانی اوسط:4056)

فجر کی نماز کیلئے جانے والے کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ غَدَا إِلَى صَلَاةِ الصُّبحِ غَدَا بِرَايَةِ الْإِيمَانِ، وَمَنْ غَدَا إِلَى السُّوقِ غَدَا بِرَايَةِ إِبْلِيسَ۔

جو صبح سویرے فجر کی نماز کیلئے جاتا ہے وہ ایمان کا جھنڈا لیکر جاتا ہے اور جو صبح بازار کی جانب جاتا ہے وہ ابلیس کا جھنڈا لیکر جاتا ہے۔ (ابن ماجہ:2234)

فجر کی نماز پڑھنے والے کیلئے بروزِ قیامت مکمل نور کے حاصل ہونے کی بشارت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

اندھیروں میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور (کے حاصل ہونے) کی بشارت دیدو۔ (ابن ماجہ:781)

فجر کی نماز پڑھنے والے مرد اور عورتیں رحمتِ خداوندی میں ڈوب جانے والوں میں سے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

اَلْمَشَّاءُونَ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلَمِ، أُولَئِكَ الْخَوَّاضُونَ فِي رَحْمَةِ اللهِ۔

اندھیروں میں مسجدوں کی طرف (فجر کی نماز کیلئے) جانے والے لوگ دراصل اللہ کی رحمت میں ڈوب جانے والے ہیں۔ (ابن ماجہ:779)

فجر کی نماز پڑھنے والے مرد اور عورتوں کا بارگاہِ الٰہی میں تذکرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

تمہارے پاس یکے بعد دیگرے دن رات فرشتے آتے رہتے ہیں (جو تمہارے اعمال

لکھتے اور بارگاہِ الٰہی میں پہنچاتے رہتے ہیں) اور فجر اور عصر کی نماز میں سب جمع ہوتے ہیں اور تمہارے پاس رہنے والے فرشتے (جس وقت) آسمان پر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بندوں اور بندیوں کے احوال جاننے کے باوجود ان فرشتوں سے (بندوں اور بندیوں کے احوال و اعمال) پوچھتے ہیں: **كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟**

تم نے میرے بندوں اور بندیوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ وہ فرشتے عرض کرتے ہیں: "**تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ۔**

ہم نے اُنہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا ہے اور جب ہم اُن کے پاس آئے تھے اُس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری:555)

فجر کی نماز پڑھنے والے مرد اور عورتیں پوری رات نماز پڑھنے والوں کی طرح ہیں

حضرت عُثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ۔

جو عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اُس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھے اُس نے گویا ساری رات نماز پڑھی۔ (مسلم:656)

فجر کی نماز پڑھنے والے پورے دن نماز پڑھنے والے کی طرح ہے

حضرت عُثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى النَّهَارَ كُلَّهُ۔

جس نے فجر باجماعت پڑھی اُس نے گویا پورے دن نماز پڑھی۔ (طبرانی کبیر:148)

اگر لوگوں کو فجر کی نماز کی فضیلت معلوم ہو جائے تو کوئی پیچھے نہ رہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا،وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

اگر لوگ اذان دینے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کی فضیلت جان لیں پھر وہ اِس کے حصول کیلئے سوائے قرعہ اندازی کے کوئی راستہ نہ پائیں تو وہ قرعہ اندازی کرنے لگیں، اور اگر لوگوں کو اوّل وقت میں (یا دوپہر کی سخت گرمی میں) نماز کیلئے جانے کی فضیلت معلوم ہو جائے تو وہ ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگ جائیں، اور اگر لوگوں کو عشاء کی اور فجر کی نماز کا اجر معلوم ہو جائے تو وہ اِن دونوں نمازوں کیلئے ضرور آئیں اگرچہ اُنہیں کولہوں کے بَل ہی کیوں نہ گھسٹنا پڑے۔ (بخاری:615)(مرقاۃ:2/542)

فجر کی نماز پڑھنے والوں کیلئے دیدارِ الٰہی کا اِنعام:

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چودھویں کے چاند کی جانب دیکھا اور فرمایا:

إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا۔

تم لوگ اپنے ربّ کا دیدار اِس طرح کرو گے جیسا کہ تم اِس چاند کو دیکھ رہے ہو یعنی تمہیں اللہ کے دیدار میں کوئی مشقت نہیں ہوگی، پس اگر تم یہ کرسکتے ہو کہ سورج نکلنے سے پہلے کی نماز یعنی فجر اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز یعنی عصر میں کوئی کوتاہی نہ ہو تو ضرور کرو۔

اُس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾ اور اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو، سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج ڈوبنے سے پہلے بھی۔ (بخاری:554)

فجر کی نماز پڑھنے والے کے دن بھر کے کاموں کی کفایت

حدیثِ قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِبْنَ آدَمَ! ارْكَعْ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ۔

اے ابنِ آدم! دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعت پڑھ لے میں تیرے دن بھر کے کاموں کیلئے کافی ہوجاؤں گا۔ (ترمذی:475)

اِس حدیث میں بیان کردہ چار رکعتوں سے اگرچہ اِشراق اور چاشت کی نماز بھی مُراد لی گئی ہے لیکن ایک قول یہ بھی ہے کہ اِس سے مراد فجر کی دو سنتیں اور دو رکعت فرض ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح:3/980)

پس اِس اعتبار سے مطلب یہ ہوجائے گا کہ جو شخص فجر کی نماز سنت سمیت پڑھنے کا اہتمام کرے اللہ تعالیٰ اُس کے دن بھر کے تمام کاموں کیلئے کافی ہوجائیں گے۔ اور اِس کی تائید ماقبل گزری ہوئی اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں فجر کی نماز پڑھنے والے کو اللہ کی حفاظت اور اُس کے ذمّہ میں قرار دیا گیا ہے۔

فجر کی نماز کے وقت دُعائیں قبول ہوتی ہیں

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں۔

سَلُوا اللهَ حَوَائِجَكُمْ اَلْبَتَّةَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ۔ صبح کی نماز میں اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات کا قطعی طور پر سوال کیا کرو۔ (فیض القدیر:4707)

قطعی طور پر سوال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پورے یقین کے ساتھ مانگا کرو، شک اور

تردد نہیں ہونا چاہیئے۔اور صبح کی نماز چونکہ دن کی پہلی نماز ہوتی ہے اِس لئے اس موقع پر دُعائیں قبول ہونے کی اُمید ہے۔(فیض القدیر:4707)

نماز میں دُعاء مانگنے سے مراد یہ ہے کہ سجدہ میں یا سلام سے پہلے درود شریف کے بعد دعاء مانگی جائے اِسی طرح نماز سے پہلے یا بعد میں بھی دُعاء کا اہتمام کیا جائے۔

چالیس دن تک جماعت سے فجر پڑھنے والا جہنم اور نفاق سے بری ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ جَمَاعَةٍ لَا تَفُوتُهُ رَكْعَةٌ كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ: بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ۔

جس نے چالیس دن جماعت کے ساتھ فجر اور عشاء کی نماز اِس طرح پڑھی کہ کوئی ایک رکعت بھی فوت نہ ہوئی تو اُس کیلئے دو براءت (خلاصی) لکھ دی جاتی ہے،ایک جہنم سے براءت اور دوسری نفاق سے۔(شعب الایمان:2615)

فجر کی نماز باجماعت ساری رات کے قیام سے بہتر ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حضرت سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا،صبح کو آپ بازار تشریف لے گئے،راستے میں سلیمان بن ابی حثمہ کا گھر بھی پڑتا تھا،آپ نے اُن کی والدہ سے حضرت سُلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی خیریت دریافت کی کہ کیا بات ہے صبح کی نماز میں وہ نظر نہیں آئے؟ اُن کی والدہ نے بتایا:"**إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّي فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ**" وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے تھے،صبح کو اُن کی آنکھ لگ گئی اِس لئے وہ نماز میں حاضر نہ ہو سکے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَأَنْ أَشْهَدَ صَلاَةَ الصُّبْحِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُومَ لَيْلَةً۔ صبح کی نماز میں حاضر ہونا میرے نزدیک اِس سے زیادہ بہتر ہے کہ میں رات بھر قیام میں گزاردوں ۔(مؤطا مالک:328)

جمعہ کے دن فجر کی نماز کی فضیلت

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَوَاتِ صَلاَةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةٍ، وَمَا أَحْسِبُ شَهِدَهَا مِنْكُمْ إِلَّا مَغْفُورًا لَهُ۔ بے شک نمازوں میں سب سے افضل نماز جمعہ کے دن صبح (فجر کی نماز) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ہے، اور جو تم میں سے اُس (جماعت) میں حاضر ہوگا اُس کے بارے میں میرا خیال یہی ہے کہ اُس کی مغفرت کردی جائے گی۔(مسند البزار:4/106)

فجر کی دو رکعت سنت کی اہمیت و فضیلت

جس طرح فجر کی نماز پانچوں نمازوں میں ایک اہم اور بہت ہی قیمتی نماز ہے، اِسی طرح فجر کی سنّت بھی دوسری تمام سنتوں کے مقابلے میں ایک انتہائی اہم اور مؤکّد سنّت ہے، احادیثِ طیّبہ میں اِس سنّت کی بہت زیادہ تاکید ملتی ہے۔ ذیل میں اِس سلسلے کی روایات ملاحظہ فرمائیں:

فجر کی دو سنّت دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

”رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا“ فجر کی دو رکعت سنت پڑھنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اُن سب سے بہتر ہے۔(مسلم:725)

فجر کی سنّت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب تھی

حضرت عائشہ صدیقہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا۔

فجر سے پہلے کی یہ دونوں سنت مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔(مسلم:725)

فجر کی دو سنّت کے اہتمام کی حد درجہ تاکید کی گئی ہے

سنتوں میں سب سے زیادہ مؤکّد سنتیں جن کے پڑھنے کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے وہ فجر کی سنتیں ہیں، نبی کریم ﷺ نوافل وسنن میں سب سے زیادہ فجر کی سنتوں کا اہتمام کیا کرتے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

نبی کریم ﷺ نوافل میں کسی بھی نماز کا اِتنا زیادہ خیال نہیں رکھتے تھے جتنا فجر کی دو رکعت (سنّت) کا اہتمام کرتے تھے۔(بخاری:1169)

کسی بھی سنّت کے بارے میں آپ ﷺ نے اِتنی تاکید نہیں فرمائی جتنی فجر کی دو رکعت سنتوں کی تاکید فرمائی ہے، یہاں تک کہ ایک روایت میں ہے، حضرت ابوہریرہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں۔

لَا تَدَعُوهُمَا وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ۔

فجر کی دو رکعت (سنت) کو ترک نہ کیا کرو اگرچہ تمہیں گھوڑے روند ڈالے۔(ابوداؤد:1258)

اِس کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کسی وجہ سے اگر فجر کی سنتیں رہ گئی ہوں تو سورج نکلنے کے بعد بھی اُنہیں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، حالآنکہ دیگر سنتوں کے بارے میں یہ تعلیم نہیں ملتی۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔

جو فجر کی دو رکعت (سنّت) نہیں پڑھ سکا اُسے چاہیئے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد اِن دونوں رکعتوں کو پڑھ لے۔(ترمذی:423)

شرعی مسائل میں بھی فجر کی سنتیں عام سنتوں کے مقابلے میں کچھ نمایاں خصوصیات کی حامل ہیں جو دیگر سنتوں کو حاصل نہیں، مثلاً:

☆ فجر کی سنت کی قضاء کی جاتی ہے، دیگر سنن کی نہیں۔ (عالمگیری:1/112)

☆ فجر کی سنت سفر میں بھی پڑھنے کا حکم ہے، جبکہ دیگر سنن کا نہیں۔ (شامیہ:2/131)

☆ فجر کی سنت فرض نماز شروع ہوجانے کے بعد بھی پڑھنا درست ہے، بشرطیکہ قعدہ اخیرہ میں ملنے کی بھی امید ہو، جبکہ دیگر سنن کا یہ حکم نہیں۔ (شامیہ:2/56)

☆ فجر کی سنت بغیر عذر کے بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے، کھڑے ہوکر ہی پڑھنی چاہیئے، جبکہ دیگر سنن کو پڑھا جاسکتا ہے، اگر چہ بہتر نہیں۔ (شامیہ:2/36)(عالمگیری:1/112)

فجر کی سنت کو سواری پر بیٹھ کر بغیر عذر کے پڑھنا درست نہیں، اُس کیلئے فرائض وواجبات کی طرح نیچے اتر کر پڑھنا ضروری ہے، جبکہ دیگر سنن کو سواری پر بیٹھے بیٹھے بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

(شامیہ:2/38،14)(عالمگیری:1/112)

فجر کی دوسنّت کی پابندی کرنے سے رجوع الی اللہ نصیب ہوتا ہے

حضرت ابوہریرہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

لَا يُحَافِظُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِلَّا أَوَّابٌ۔

فجر کی دو رکعتوں کی حفاظت صرف وہی کرسکتا ہے جو بہت زیادہ رجوع کرنے والا ہے۔ (شعب الایمان:2802)

ظہر کی نماز کے فضائل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَا مِنْ عَبْدٍ يُحْسِنُ وُضُوءَهُ وَيُسْبِغُهُ، وَيُكَمِّلُهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى صَلَاةِ الظُّهْرِ حِينَ يُؤَذَّنُ بِهَا فَيُكْمِلُ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا وَخُشُوعَهَا، إِلَّا كَفَّرَتْ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَهَا فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔

کوئی بندہ اچھی طرح کامل وضو کر کے ظہر کی نماز کیلئے اَذان کے وقت مسجد جائے اور اُس کا رکوع، سجدہ اور خشوع ہر چیز کا مکمل خیال رکھے تو یہ نماز اُس کیلئے اُس دن کے اگلے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی۔(شعب الایمان:2847)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي العَتَمَةِ وَالصُّبْحِ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

اگر لوگ اذان دینے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کی فضیلت جان لیں پھر وہ اِس کے حصول کے لئے سوائے قرعہ اندازی کے کوئی راستہ نہ پائیں تو وہ قرعہ اندازی کرنے لگیں، اور اگر لوگوں کو اوّل وقت میں (یا دوپہر کی سخت گرمی میں) نماز کے لئے جانے کی فضیلت معلوم ہوجائے تو وہ ایک دوسرے سے (اِس کے حصول کے لئے) سبقت کرنے لگ جائیں، اور اگر لوگوں کو عشاء کی اور فجر کی نماز کا اجر معلوم ہوجائے تو وہ اِن دونوں نمازوں کے لئے ضرور آئیں اگرچہ اُنہیں کولہوں کے بَل ہی کیوں نہ گھسٹنا پڑے۔(بخاری:615)(مرقاۃ:2/542)

ظہر سے پہلے کی سنّتیں

مالکیہ رحمۃ اللہ علیہ: چار رکعت پڑھنا مندوب ہے۔

احناف رحمۃ اللہ علیہ: چار رکعت سنّتِ مؤکّدہ ہے۔

شوافع: دو رکعت سنّتِ مؤکّدہ اور دو غیر مؤکّدہ ہیں۔

حنابلہ رحمۃ اللہ علیہ: دو رکعت راتبہ ہیں اور دو چار رکعات غیر راتبہ ہیں۔

(الفقہ علی المذاہب:1/297تا299)

خلاصہ: یہ ہے کہ ظہر سے پہلے حنابلہ کے نزدیک چھ رکعات جبکہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک چار رکعات ہیں۔ مالکیہ انہیں مندوب اور ائمہ ثلاثہ سنّت قرار دیتے ہیں۔

ظہر کی سنتوں کی فضیلت

امُ المؤمنین حضرت اُمِّ حبیبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل کرتی ہیں: جس نے ظہر سے پہلے چار رکعت اور ظہر کے بعد چار رکعت کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اُس کو جہنم کی آگ پر حرام کردیں گے۔ مَنْ صَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔ (ترمذی:428)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد مروی ہے: ظہر سے پہلے کی چار رکعت سنتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کی برکت سے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ، تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ۔ (ابوداؤد:1270)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے پہلے زوالِ آفتاب کے بعد چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور فرماتے: یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور مجھے یہ پسند ہے کہ اِس گھڑی میں میرا نیک عمل اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو۔

كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَقَالَ: إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ۔ (ترمذی:478)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشاد نقل فرماتے ہیں: چار رکعت ظہر سے پہلے پڑھنا اپنے مثل رات کے آخری پہر کی نماز شمار کی جاتی ہیں۔ یعنی اتنی ہی رکعات تہجد پڑھنے کے برابر سمجھا جاتا ہے۔

أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِي صَلَاةِ السَّحَرِ۔ (ترمذی:3128)

ظہر کی سنت پڑھے بغیر فرض کی امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟

امام سنتیں پڑھے بغیر نمازِ ظہر پڑھادے تو اس صورت میں فرضِ ظہر ادا ہو جائے گی، لیکن بلا عذر ایسا کرنا خلافِ سنت ہے، کیونکہ ظہر کی چار سنتیں مؤکدہ ہیں اور ان کا وقت فرض سے پہلے ہی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/ ۱۹۷، مکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند)

ظہر کی چار سنتِ مؤکدہ میں دو رکعت پر سلام پھیر دے تو کیا حکم ہے؟

ایک شخص نے سنتِ مؤکدہ ظہر کے لئے چار رکعت کی نیت باندھی کہ فرض کی جماعت شروع ہوگئی، اب اگر وہ شخص دو رکعت پر سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہو جائے تو ایسی حالت میں جماعت کے بعد چار رکعت سنت مکمل پڑھے، پہلے جو دو رکعت پر سلام پھیرا وہ نفل ہوگئیں۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/ ۱۹۸)

ظہر سے پہلے کی سنتیں دو سلام سے پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

ظہر سے پہلے چار سنتِ مؤکدہ ایک سلام سے پڑھی جائے گی، اگر دو سلام سے پڑھی جائے تو وہ سنت ادا نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/ ۱۹۹)

ظہر سے قبل کی سنتِ مؤکدہ فرض کے بعد ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟

ایک شخص مسجد میں داخل ہوا تو ظہر کی جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو وہ جماعت میں شامل ہوگیا، اب جو سنت چھوٹ گئی ہے اس سلسلہ میں علمائے احناف نے فرمایا اور ان کا فتویٰ ہے کہ اگر ظہر کا وقت باقی ہو تو چار سنتِ مؤکدہ ضرور پڑھنا چاہئے، اور جماعت میں شامل ہو جانے کی وجہ سے اگرچہ ان چار رکعت سنتِ مؤکدہ میں تاخیر ہوگئی لیکن وہ ہرگز ساقط نہیں ہوں گی، اس کا ادا کرنا لازمی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/ ۱۹۹)

عصر کی نماز کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے پانچوں نمازوں کی حفاظت کی تلقین فرمائی ہے اور بطور خاص عصر کی نماز کو اہمیت اور تاکید کے ساتھ بیان فرمایا۔ چنانچہ اِرشاد فرمایا:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى۔

تمام نمازوں کا پورا پورا خیال رکھو اور (خاص طور پر) بیچ کی نماز کا۔ بیچ کی نماز سے مراد "عصر" نماز ہے، اِس کا خاص طور پر اِس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ عام طور سے اس وقت لوگ اپنا کاروبار سمیٹنے میں مشغول ہوتے ہیں اور اِس مشغولیت میں بے پرواہی ہونے کا اِمکان زیادہ ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن مع تشریح)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد مروی ہے:

صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ۔

قرآن کریم میں جو "صلاۃ الوُسطیٰ" کہا گیا ہے، اُس سے مراد عصر کی نماز ہے۔ (ترمذی:181)

حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ۔ جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی وہ ایسا ہے جیسے گویا کہ اُس کا گھر اور مال سب کچھ چھین لیا گیا۔ (مسلم:626)

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد منقول ہے:

مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ۔

جس نے عصر کی نماز ترک کردی اُس کا عمل ضائع ہوگیا۔ (بخاری:553)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چودھویں کے چاند کی جانب دیکھا اور فرمایا:

إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ، كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا۔

تم لوگ اپنے ربّ کا دیدار اِس طرح کرو گے جیسا کہ تم اِس چاند کو دیکھ رہے ہو یعنی تمہیں اللہ کے دیدار میں کوئی مشقت نہیں ہوگی، پس اگر تم یہ کر سکتے ہو کہ سورج نکلنے سے پہلے کی نماز یعنی فجر اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز یعنی عصر میں کوئی کوتاہی نہ ہو تو ضرور کرو۔

اُس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (سورہ ق: 39 کی) یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ۔

اور اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہو، سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج ڈوبنے سے پہلے بھی۔ (بخاری: 554)

عصر سے پہلے چار رکعت سنت کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عصر سے پہلے چار رکعت پڑھنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت کی دُعا دی ہے"۔ (ابوداؤد و ترمذی)

عن عبدالله بن عمر -رضي الله عنهما- قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: »رحم الله امرأ صلى قبل العصر أربعًا۔ (راوہ ابوداؤد، وترمذی)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھی۔

عصر کی نمازوں کی رکعات

عصر کی آٹھ رکعتیں ہیں۔ چار سنت غیر موکدہ، چار فرض۔ چار سنتوں کی نیت یوں کرے۔

چار سنتوں کی نیت: نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز سنت، وقت عصر کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رخ میرا کعبہ شریف کی طرف، **اَللّٰہُ أَکْبَرُ**۔

عصر کے فرضوں کی نیت: نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز فرض عصر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رخ میرا کعبہ شریف کی طرف، **اَللّٰہُ أَکْبَرُ**۔

نمازِ عصر کے بعد فرائض کی قضاء

نمازِ عصر کے بعد آفتاب غروب ہونے کے وقت اور آفتاب میں زردی آنے سے پہلے پہلے فرائض کی قضاء کرنا شرعاً جائز اور درست ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۴/ ۳۳۹، امداد الفتاویٰ ۱/ ۹۵)

عصر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟

عصر کے وقت کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ کے دو قول ہیں، فقہاء نے دونوں قولوں کو صحیح اور مفتی بہ کہا ہے:

(۱) ایک قول یہ ہے کہ عصر کا وقت دو مثل مکمل ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ اور دو مثل سے پہلے عصر کا وقت نہیں ہوتا ہے؛ لہٰذا اس قول کے مطابق دو مثل مکمل ہونے سے پہلے عصر کی نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور اس قول کو امام ابوحنیفہؒ کا صحیح اور راجح قول قرار دیا گیا ہے اور یہی ظاہر الروایہ کے مطابق ہے۔ اور ہمارے برصغیر میں اسی قول پر عمل ہوتا ہے اور عوام اسی کو جانتے ہیں۔

(۲) امام ابوحنیفہؒ کا دوسرا قول جمہور کے قول کے مطابق ہے کہ عصر کا وقت ہر چیز کا سایۂ اصلی ایک مثل مکمل ہونے کے بعد شروع ہوجاتا ہے؛ لہٰذا اس قول کے مطابق دو مثل سے پہلے ایک مثل مکمل ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھنا جائز اور درست ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور یہی حضرت امام مالک، امام شافعی امام احمد بن حنبل اور حنفیہ میں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام طحاوی رحمہم اللہ وغیرہ کا قول ہے، ان سب کے نزدیک ایک مثل مکمل ہوجانے کے بعد عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور عصر کی نماز شروع ہونے کے لئے دو مثل کی تکمیل کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے اس قول کو بعض

کتبِ فقہ میں مفتی بہ قرار دیا گیا ہے؛ لہٰذا اس قول ثانی کے اعتبار سے زید، بکر اور خالد وغیرہ کی عصر کی نماز چار بجے صحیح اور درست ہے۔ اور عمر کا قول امام صاحبؒ کے قول اول کے مطابق ہے؛ لیکن امام ابو حنیفہؒ کے قول اول میں احتیاط زیادہ ہے۔ اور ہمارے ہندوستان میں عوام الناس کے درمیان یہی قول رائج اور مشہور ہے؛ اس لئے اس قول کے خلاف دو مثل سے پہلے برصغیر میں عصر کی نماز پڑھنا احتیاط کے خلاف ہے۔ (مستفاد: ایضاح المسالک، ص: ۲۷۱، فتاوی رشیدیہ قدیم ۲۹۶-۲۹۹، جدید زکریا ۲۷۸-۲۸۱، امداد الفتاوی، زکریا ا / ۱۵۳)

بعد نماز عصر سنن کی قضاء کا حکم

عصر کے بعد سنتوں کی قضا مکروہ ہوتی ہے؛ اس لئے کہ سنتوں کی قضاء وقت کے اندر مشروع ہوتی ہے اور وقت نکلنے کے بعد نفل ہو جاتی ہے۔ اور عصر کے بعد نفل نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاوی زکریا ا/۱۴۸)

عصر کی نماز سے قبل استغفار

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلائیے کہ اس پر کاربند ہو کر سیدھا جنت میں چلا جاؤں۔! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ٹھہرو! تھوڑی دیر کے بعد انہوں پھر وہی عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز عصر سے پہلے تیس مرتبہ پورا استغفار پڑھا کرو، تمہارے ستر سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ انہوں نے عرض کیا: میری اتنی عمر کہاں ہے؟ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارے ماں باپ کے ستر برس کے گناہ، تمہارے بھائیوں کے ستر برس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

عصر کی نماز کے بعد نہیں سونا چاہئے

عصر کے بعد کا وقت سونے کیلئے نہیں، اِس وقت میں سونے سے حافظہ کمزور ہوتا ہے اور قوتِ عقلیہ متاثر ہوتی ہے، اِس لئے اِس وقت میں سونے والا درحقیقت بے وقت سونے والا ہے۔ روایات میں اِس کی مُمانعت کی گئی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتی ہیں:

"مَنْ نَامَ بَعْدَ الْعَصْرِ فَاخْتُلِسَ عَقْلُهُ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَه" جو شخص عصر کے بعد سویا اور اُس کی عقل کو اُچک لیا گیا (یعنی عقل میں فتور واقع ہوگیا) تو اُسے اپنے آپ ہی کو ملامت کرنی چاہئے (کیونکہ عصر کی نماز کے بعد سونے میں اُسی کا قصور تھا)۔ (مسند ابویعلیٰ موصلی:4918)

حضرت مکحول عصر کی نماز کے بعد سونے کو ناپسند کرتے اور فرماتے تھے:

يُخَافُ عَلَى صَاحِبِهِ مِنْهُ الْوَسْوَاسُ۔ عصر کے بعد سونے والے کو اس کی وجہ سے وسوسے کی بیماری لگنے کا اندیشہ ہے۔ (مصنّف ابن ابی شیبہ:26678)

جمعہ کی عصر کی نماز کے بعد سے غروبِ آفتاب تک دعا قبول ہوتی ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

الْتَمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى غَيْبُوبَةِ الشَّمْسِ۔

جمعہ کے دن کی وہ گھڑی جس میں قبولیت کی اُمید ہوتی ہے اُس کو عصر کی نماز کے بعد سے سورج غروب ہونے تک تلاش کرو۔ (ترمذی:489)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

وَفِي آخِرِ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ مِنْهَا سَاعَةٌ مَنْ دَعَا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا اسْتُجِيبَ لَهُ۔

جمعہ کے دن کی آخری تین ساعتوں میں ایک ایسی ساعت ہے (یعنی جمعہ کی آخری ساعت) جس میں اللہ تعالیٰ سے جو مانگے گا اُس کی دعاء قبول ہوگی۔ (مسند احمد:8102)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

فَالْتَمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

جمعہ کے دن کی اُس قبولیت کی گھڑی کو عصر کی نماز کے بعد (جمعہ کی) آخری ساعت میں تلاش کرو۔ (ابوداؤد:1048)

لہٰذا جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد خوب اہتمام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہونا چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ دعاؤں کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حضرت ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ، وَهِيَ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہوتی ہے جو اگر کسی مسلمان کو مل جائے اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا خیر کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے وہ ضرور عطاء کرتے ہیں اور وہ گھڑی عصر کے بعد ہے۔(مسند احمد:7688)

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے نقل کیا ہے:

أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ اجْتَمَعُوا فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَتَفَرَّقُوا وَلَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّهَا آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ایک جگہ جمع ہوئے، اور اُنہوں نے آپس میں جمعہ کے دن کی قبولیت کی گھڑی کے بارے میں مذاکرہ کیا تو مجلس ختم ہونے سے پہلے سب اس بات پر متفق ہو چکے تھے کہ یہ جمعہ کے دن کے آخری وقت میں ہے۔(زاد المعاد:1/379)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: نوافل کی وجہ سے بندہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں، تو پھر میں اُس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنے، اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھے، اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑے اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو عطاء کرتا ہوں اور کسی چیز سے پناہ چاہتا ہے تو میں پناہ دیتا ہوں۔

مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ

الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ۔ (بخاری:6502)

نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز اچھی نکل آئی تو وہ شخص کامیاب اور بامراد ہوگا اور نماز بے کار ثابت ہوئی تو وہ نامراد اور خسارہ میں ہوگا، اور اگر نماز میں کچھ کمی پائی گئی تو اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہوگا: دیکھو اِس بندے کے پاس کہ کیا کچھ نفلیں بھی ہیں کہ جن سے فرضوں کو پورا کردیا جائے؟ اگر نکل آئیں تو اُن سے فرضوں کی تکمیل کردی جائے گی اُس کے بعد پھر اسی طرح باقی اعمال روزہ زکوۃ وغیرہ کا حساب ہوگا۔

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ، قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ۔ (ترمذی:413)

مغرب کی نماز کے فضائل

حضرت عائشہ صدیقہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

إِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ عِنْدَ اللهِ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ، وَمَنْ صَلَّى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، يَغْدُو فِيهِ وَيَرُوحُ۔

بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل نماز مغرب کی نماز ہے، اور جس نے مغرب کے بعد دو رکعت پڑھی اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں محل بنادیں گے، جس میں وہ صبح شام کرے گا۔ (طبرانی اوسط:6449)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں:

مَا مِنْ صَلَاةٍ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِهَا يَفْتَحُ الْعَبْدُ لَيْلَهُ وَيَخْتِمُ بِهَا نَهَارَهُ۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی نماز مغرب کی نماز سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں ہے، اِسی نماز کے ذریعہ بندہ اپنی رات کی ابتداء کرتا ہے اور اِسی نماز کے ذریعہ بندہ اپنے دن کا اختتام کرتا ہے۔ (الترغیب فی فضائل الأعمال:74)

مغرب کی نماز: مغرب کی سات رکعتیں ہیں۔ تین فرض، دوسنت موکدہ، پھر دونفل

تین فرضوں کی نیت: نیت کرتا ہوں تین رکعت نماز فرض مغرب کی۔ واسطے اللہ تعالیٰ کے، رخ میرا کعبہ شریف کی طرف، **اَللّٰہُ أَکْبَرُ**۔

عشاء کی نماز

عشاء کی سترہ رکعتیں ہیں۔ چار سنتیں موکدہ، پھر چار فرض، پھر دو سنتیں غیر موکدہ، پھر دونفل، پھر تین وتر، پھر دونفل۔

چار سنتوں کی نیت: نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز سنت عشاء کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رخ میرا کعبہ شریف کی طرف، **اَللّٰہُ أَکْبَرُ**۔

چار فرضوں کی نیت: نیت کرتا ہوں چار رکعت نماز فرض عشاء کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رخ میرا کعبہ شریف کی طرف، **اَللّٰہُ أَکْبَرُ**۔

دوسنتوں کی نیت: نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز سنت، وقت عشاء کا، رخ میرا کعبہ شریف کی طرف، **اَللّٰہُ أَکْبَرُ**۔

وتروں کی نیت: نیت کرتا ہوں تین رکعت نماز وتر واجب اللیل کی، رخ میرا کعبہ شریف کی طرف، واسطے اللہ تعالیٰ کے، **اَللّٰہُ أَکْبَرُ**۔

وتر کی نماز واجب ہے۔ یعنی اس کا درجہ فرضوں کے قریب ہے لہٰذا وتروں کو کبھی بھی چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ تین مرتبہ یونہی فرمایا۔ (ابوداود)

عشاء کی نماز کے فضائل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

لَيْسَ صَلاَةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الفَجْرِ وَالْعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

منافقین پر کوئی نماز فجر اور عشاء سے زیادہ بھاری نہیں ہے اور اگر وہ اِن دونوں نمازوں میں رکھے گئے اَجر کو جان لیتے تو اس میں ضرور حاضر ہوتے اگرچہ اُنہیں (کولہوں کے ذریعہ) گھسٹ گھسٹ کر ہی کیوں نہ آنا پڑتا۔ (بخاری:657)

حضرت عُثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ۔

جو عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اُس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھے اُس نے گویا ساری رات نماز پڑھی۔ (مسلم:656)

حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ، فَقَدْ أَخَذَ مِنْ حَظِّهِ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔

جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اُس نے اُسی کے بقدر لیلۃ القدر میں سے حصہ پایا۔ (طبرانی کبیر:7745)

یعنی اُس نے گویا شبِ قدر میں چار رکعت پڑھنے کا ثواب حاصل کیا۔

سیّد التابعین حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مُرسلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد مَروی ہے: **بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ شُهُودُ الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَا يَسْتَطِيعُونَهُمَا۔**

ہمارے اور منافقین کے درمیان عشاء اور فجر کی نماز میں (جماعت کے ساتھ) حاضر ہونے کا فرق ہے، کیونکہ منافقین اِن دونوں (عشاء اور فجر کی) نمازوں میں حاضر ہونے کی اِستطاعت نہیں رکھتے۔ (شعب الایمان:2596)

عشاء کی سنتوں کی فضیلت

حضرت انس نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں عشاء کے بعد کی چار رکعت کی طرح ہیں اور عشاء کے بعد کی چار رکعتیں ایسی ہیں جیسے اتنی ہی (یعنی چار رکعتیں) لیلۃ القدر میں پڑھی جائیں۔أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ كَعِدْلِهِنَّ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَأَرْبَعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ كَعِدْلِهِنَّ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ (طبرانی اوسط:2733)

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی عشاء کی نماز پڑھ کر چار یا چھ رکعات پڑھے بغیر میرے پاس داخل نہیں ہوئے ۔مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، أَوْ سِتَّ رَكَعَاتٍ۔ (ابوداؤد:1303)

وتر کی نماز

وتر کی نماز تین رکعت ہے، اس کا وقت وہی ہے جو عشاء کا ہے، لیکن عشاء کے فرضوں سے پہلے نہیں پڑھی جاسکتی، وتر نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین رکعت نماز وتر کی نیت کر کے نماز شروع کردے اور دو رکعتیں حسب معمول پڑھ کر قعدہ میں بیٹھے اور عبدہ ورسولہ تک التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت میں اَلْحَمْدُ اور سورت سے فارغ ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے کاندھوں تک ہاتھ اٹھائے اور پھر اسی طرح ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھے جیسے پہلے بتایا جا چکا ہے۔اس کے بعد رکوع میں جائے اور باقی نماز معمول کے مطابق پوری کرے۔

دعائے قنوت یہ ہے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ

الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

اے اللہ! ہم مدد چاہتے ہیں تجھ سے، اور معافی مانگتے ہیں تجھ سے، اور ایمان لاتے ہیں تجھ پر اور بھروسہ رکھتے ہیں تجھ پر، اور ہم تیری اچھی تعریف کرتے ہیں، اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے ہیں اور اس سے الگ اور علیحدہ ہوجاتے ہیں جو تیری نافرمانی کرتا ہے۔ الٰہی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں، اور تیری ہی طرف ہم دوڑتے ہیں اور ہم تیری ہی طرف جھپٹتے ہیں اور امیدوار ہیں تیری رحمت کے اور ڈرتے ہیں تیرے عذاب سے، بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو (بجائے اس کے) یہ دعا پڑھ لے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

لیکن ہمیشہ اسی کو نہ پڑھتے رہیں، بلکہ دعائے قنوت جلد یاد کرلیں۔

نوافل کے فضائل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں:

مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ:كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ۔

نوافل کی وجہ سے بندہ مسلسل میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں، تو پھر میں اُس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنے، اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھے، اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑے اور اُس کا پاؤں بن جاتا

ہوں جس سے وہ چلے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو عطاء کرتا ہوں اور اگر وہ کسی چیز سے میری پناہ چاہتا ہے تو میں اُسے پناہ دیتا ہوں۔(بخاری:6502)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ، قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَٰلِكَ۔

قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز اچھی نکل آئی تو وہ شخص کامیاب اور بامراد ہوگا اور نماز بے کار ثابت ہوئی تو وہ نامراد اور خسارہ میں ہوگا، اور اگر نماز میں کچھ کمی پائی گئی تو اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہوگا: دیکھو اِس بندے کے پاس کہ کیا کچھ نفلیں بھی ہیں کہ جن کے ذریعہ اس کے فرضوں کو پورا کردیا جائے؟ اگر نفلیں نکل آئیں تو اُن سے فرضوں کی تکمیل کردی جائے گی اُس کے بعد پھر اِسی طرح باقی اعمال یعنی روزہ زکوۃ وغیرہ کا حساب ہوگا (یعنی پہلے فرضوں کا حساب ہوگا اور اُس میں ہونے والی کمی کوتاہی کو نفل کے ذریعہ مکمل کیا جائے گا)۔(ترمذی:413)

اِشراق کے فضائل

فجر کی نماز کے بعد فوراً بستر جانے کے بجائے کچھ دیر مسجد ہی میں اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے ذکر و تلاوت میں مشغول رہیں اور جب سورج طلوع ہوجائے تو دو دو کر کے چار رکعت یا صرف دو رکعت اِشراق کی نیت سے پڑھ لیں، یہ ایسا مُبارک اور اجر وثواب کا حامل عمل ہے کہ انسان کو بیٹھے بیٹھے مفت میں بغیر کسی مشقت کے مُختصر سے وقت میں درج ذیل بڑے بڑے فضائل حاصل ہوجاتے ہیں:

حضرت انس سے مَروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جس نے فجر کی نماز جماعت کے

ساتھ پڑھی پھر طلوعِ آفتاب تک بیٹھا اللہ کے ذکر میں لگا رہے، پھر دو رکعت پڑھے تو اُس کے لئے ایک مکمل حج اور عُمرہ کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے "**تَامَّةٍ**" کا لفظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اِرشاد فرمایا یعنی مکمل حج اور مکمل عمرہ کا ثواب۔

مَنْ صَلَّى الغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللہَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ۔(ترمذی:586)

حضرت حسن بن علی سے مَروی ہے کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: جس نے فجر کی نماز پڑھی پھر اُسی مجلس میں بیٹھ کر طلوعِ آفتاب تک اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر کھڑا ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی اللہ تعالیٰ اُس پر آگ کو حرام کردیں گے اِس سے کہ وہ آگ اُس کو جلا سکے یا چکھ بھی سکے۔**مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِي مَجْلِسِهِ يَذْكُرُ اللہَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ حَرَّمَهُ اللہُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَلْفَحَهُ أَوْ تَطْعَمَهُ**۔(شعب الایمان:2697)

شعب الایمان کی روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں: جس نے صبح کی نماز پڑھی پھر طلوعِ آفتاب تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگا رہا اُس کے بعد دو یا چار رکعات پڑھی تو اُس کی جلد کو آگ چھوئے گی بھی نہیں۔

مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ ذَكَرَ اللہَ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ لَمْ تَمَسَّ جِلْدَهُ النَّارُ۔(شعب الایمان:3671)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل کرتی ہیں: جس نے صبح کی نماز پڑھی اور طلوعِ شمس تک اپنے مصلّیٰ ہی پر بیٹھا (ذکر و تلاوت میں مشغول) رہے پھر چار رکعات پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔

مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ، وَقَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ ذُنُوبَهُ۔(طبرانی اوسط:5940)

حضرت سہل بن مُعاذ بن انس الجُہنی اپنے والد سے نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے

ہیں: جو صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھا (ذکر و تلاوت میں مشغول) رہے، زبان سے صرف خیر کی بات نکالے، یہاں تک کہ اِشراق کی دو رکعت پڑھ لے تو اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، حَتَّى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحَى، لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا، غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ ۔(ابوداؤد:1287)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زوجہ مطہرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل کرتی ہیں: جس نے فجر کی نماز پڑھی اور اُسی جگہ بیٹھے اللہ کا ذکر کرتا رہا اور دنیا کی کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ (طلوعِ آفتاب کے بعد) چار رکعات پڑھی تو وہ اپنے گناہوں سے اُس دن کی طرح نکل جاتا ہے جس دن اُس کی ماں نے اُس کو جنا تھا۔ **مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ، أَوْ قَالَ: الْغَدَاةَ، فَقَعَدَ فِي مَقْعَدِهِ فَلَمْ يَلْغُ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا، وَيَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى يُصَلِّيَ الضُّحَى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ لَا ذَنْبَ لَهُ** ۔(مسند ابی یعلی الموصلی:4365)

حدیثِ قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابنِ آدم! دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعت پڑھ لے مَیں تیرے دن بھر کے کاموں کے لئے کافی ہو جاؤں گا۔

ابْنَ آدَمَ ارْكَعْ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ ۔(ترمذی:475)

فائدہ: دن کے شروع میں پڑھی جانے والی چار رکعات سے کون سی نماز مراد ہے، اِس بارے میں تین قول ہیں: (صلوۃ الضحیٰ۔ (صلوۃ الاشراق (فجر کی دو سنتیں اور دو فرض۔(مرقاۃ المفاتیح:3/980)

لہٰذا یہ مذکورہ فضیلت یعنی دن بھر کے کاموں کی کفایت تینوں نمازوں کی ہو سکتی ہے۔

چاشت کے فضائل

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے پس ہر تسبیح یعنی **سُبْحَانَ اللّٰهِ** کہنا صدقہ ہے، ہر تحمید یعنی "**اَلْحَمْدُ**

لِلّٰہ صدقہ ہے، ہر تہلیل یعنی "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہنا صدقہ ہے، ہر تکبیر یعنی "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہنا صدقہ ہے، امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی عن المُنکر صدقہ ہے، اور اِس کی طرف سے چاشت کی دو رکعت کافی ہو جاتی ہیں۔

يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِءُ مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى۔ (مسلم:720)

حضرت ابو بریدہ فرماتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور اُن میں سے ہر جوڑ کے بدلے میں صدقہ لازم ہوتا ہے، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! اِس کی کون طاقت رکھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں پڑی ہوئی ریزش کو دفن کردو یا کسی (تکلیف دہ) چیز کو راستے سے ہٹا دو، اگر تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو دو رکعت چاشت کی تمہاری طرف سے کافی ہو جائیں گی۔

فِي الْإِنْسَانِ سِتُّونَ وَثَلَاثُ مِائَةِ مَفْصِلٍ، فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِنْهَا صَدَقَةً. قَالُوا: فَمَنِ الَّذِي يُطِيقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: النُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا، أَوِ الشَّيْءُ تُنَحِّيهِ عَنِ الطَّرِيقِ، فَإِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَرَكْعَتَا الضُّحَى تُجْزِئُ عَنْكَ۔ (مسند احمد:22998)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مَروی ہے نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے: بے شک جنّت کا ایک دروازہ ہے جسے "ضُحیٰ" کہا جاتا ہے، جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا: وہ لوگ کہاں ہیں جو چاشت کی نماز کو پابندی سے پڑھا کرتے تھے؟ (پھر اُن سے کہا جائے گا) یہ تمہارا دروازہ ہے اِس میں اللہ کی رحمت سے داخل ہو جاؤ۔

إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الضُّحَى، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ: أَيْنَ الَّذِينَ كَانُوا يُدِيمُونَ عَلَى صَلَاةِ الضُّحَى؟ هَذَا بَابُكُمْ فَادْخُلُوهُ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ۔ (طبرانی اوسط:5060)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزوں کی وصیت کی ہے جنہیں موت تک کبھی میں نہیں چھوڑوں گا:۔

ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنا، دوسرا چاشت کی نماز پڑھنا اور تیسرا وتر پڑھ کر سونا۔

أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلاَثٍ لاَ أَدَعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ: صَوْمِ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلاَةِ الضُّحَى، وَنَوْمٍ عَلَى وِتْرٍ۔(بخاری:1178)

مسند احمد میں اِسی روایت کے اندر دو رکعت صلوۃ الضحیٰ کی دو رکعتیں ذکر کی گئی ہیں، اِس سے معلوم ہوا کہ چاشت کی کم از کم دو رکعت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔**أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثٍ: الْوَتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى**۔(مسند احمد:9217)

حضرت انس کی روایت میں ہے: چاشت کی دو رکعت نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول حج اور مقبول عُمرے کے برابر ہے۔

رَكْعَتَانِ مِنَ الضُّحَى تَعْدِلاَنِ عِنْدَ اللهِ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مُتَقَبَّلَتَيْنِ۔(الجامع الصغیر:6877)

عبد اللہ بن زید سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد منقول ہے: مَیں نے اپنے ربّ سے سوال کیا کہ میری امّت پر چاشت کی نماز لازم ہوجائے، اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: یہ فرشتوں کی نماز ہے جو پڑھنا چاہے پڑھے اور جو ترک کرنا چاہے ترک کردے، اور جو پڑھے اُسے سورج کے بلند ہونے کے بعد پڑھنا چاہیئے۔

حضرت ابوذر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد مروی ہے: جس نے 2 رکعت چاشت پڑھی وہ غافل ہونے والوں میں نہیں لکھا جائے گا، جس نے 4 رکعت پڑھی وہ قانتین یعنی لمبے قیام کرنے والوں میں سے لکھا جائے گا، جس نے 6 رکعت پڑھی اُس کے لئے اُس دن کے کاموں کی کفایت کردی جائے گی، جس نے 8 رکعت پڑھی اللہ تعالیٰ اُسے عبادت گزاروں میں سے لکھ دیں گے اور جس نے 12 رکعت پڑھی اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت میں محل بنادیں گے۔

مَنْ صَلَّى الضُّحٰى سَجْدَتَيْنِ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ صَلَّى أَرْبَعًا كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ صَلَّى سِتًّا كُفِيَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، وَمَنْ صَلَّى ثَمَانِيًا كَتَبَهُ اللّٰهُ مِنَ الْعَابِدِينَ، وَمَنْ صَلَّى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ (السنن الصغیر للبیہقی:825)

مذکورہ روایت میں چاشت کی دو، چار، چھ، آٹھ اور بارہ رکعات پڑھنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے، دس کا ذکر نہیں، لیکن ایک دوسری روایت میں دس رکعت کی فضیلت بھی ذکر کی گئی ہے کہ اُس دن گناہ نہیں لکھا جاتا وَإِنْ صَلَّيْتَهَا عَشْرًا لَمْ يُكْتَبْ لَكَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ ذَنْبٌ۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی:4906)

صلاۃ التسبیح کے فضائل

یہ وہ نماز ہے جس کے پڑھنے کی برکت سے دس قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں:

(1) اگلے گناہ۔ (2) پچھلے گناہ۔ (3) قدیم گناہ۔ (4) جدید گناہ۔ (5) غلطی سے کیے ہوئے گناہ۔ (6) جان بوجھ کر کیے ہوئے گناہ۔ (7) صغیرہ گناہ۔ (8) کبیرہ گناہ۔ (9) چھپ چھپ کر کیے ہوئے گناہ۔ (10) کھلم کھلا کیے ہوئے گناہ۔ (فضائلِ ذکر:169)

یہ وہ نماز ہے جس کے پڑھنے کی جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر روزانہ، ہفتہ، مہینہ یا کم از کم سال میں بھی اگر نہیں پڑھ سکتے تو اپنی پوری زندگی میں ہی کم از کم ایک مرتبہ پڑھ لو۔ اِس سے اِس نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (فضائلِ ذکر:169)

یہ وہ نماز ہے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ساری دنیا سے کے لوگوں سے بھی زیادہ گناہ گار ہو گے تو تمہارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (فضائلِ ذکر:170)

یہ وہ نماز ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس کو بتاتے ہوئے اِس نماز کو تحفہ، بخشش اور خوشخبری قرار دیا۔ (فضائلِ ذکر:169، 170، 171)

صلاۃ التسبیح کا طریقہ

اِس کے دو طریقے منقول ہیں، کسی بھی طریقے کے مطابق یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

پہلا طریقہ: اس نماز کے پڑھنے کا طریقہ جو حضرت عبداللہ بن مبارک سے ترمذی شریف میں مذکور ہے یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا یعنی **سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ** پڑھے پھر کلمات تسبیح یعنی: **سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اللہُ اَکْبَرُ** - 15 مرتبہ پڑھے پھر حسب دستور **اَعُوْذُ بِاللہِ**، و **بِسْمِ اللہِ** و **الْحَمْدُ** شریف اور سورۃ پڑھے پھر قیام میں ہی یعنی سورۃ کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے وہی کلمات تسبیح 10 مرتبہ پڑھے، پھر رکوع کرے اور رکوع کی تسبیح کے بعد وہی کلمات 10 بار کہے، پھر رکوع سے اٹھ کر قومہ میں سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کے بعد 10 بار اور دونوں سجدوں میں سجدے کی تسبیح کے بعد 10، 10 بار اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی حالت میں یعنی جلسہ میں 10 بار وہی کلماتِ تسبیح کہے، اسی طرح ہر رکعت میں الحمد سے پہلے 15 مرتبہ اور سورۃ ملانے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے قیام ہی میں 10 مرتبہ اور رکوع وقومہ اور دونوں سجدوں میں اور دونوں سجدوں کے درمیانی جلسے میں 10، 10 بار وہی کلمات کہے اس طرح ہر رکعت میں 75 مرتبہ اور چار رکعتوں میں 300 مرتبہ یہ کلماتِ تسبیح ہو جائیں گے اور اگر ان کلمات کے بعد "وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللہِ العَلِیِّ العَظِیمِ" بھی ملالے تو بہتر ہے کیونکہ اس سے بہت ثواب ملتا ہے اور ایک روایت میں اِن الفاظ کی زیادتی منقول بھی ہے۔

دوسرا طریقہ: جو حضرت عبداللہ ابن عباس سے ترمذی شریف میں منقول ہے، وہ یہ ہے کہ ثنا کے بعد اور الحمد شریف سے پہلے کسی رکعت میں ان کلمات تسبیح کو نہ پڑھے بلکہ ہر رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھنے کے بعد 15 مرتبہ پڑھے اور رکوع اور قومہ اور دونوں سجدوں اور جلسہ میں بالترتیب

10،10 مرتبہ پڑھے اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر یعنی جلسہ استراحت میں 10 مرتبہ پڑھے اس طرح ہر رکعت میں 75 مرتبہ پڑھے اور دونوں قعدوں میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔

☆............ یہ دونوں طریقے صحیح ہیں لیکن بعض فقہا نے دوسرے طریقے کو ترجیح دی ہے کیونکہ یہ حدیث مرفوع سے ثابت ہے، بہتر یہ ہے کہ کبھی ایک روایت پر عمل کرے اور کبھی دوسری پر تاکہ دونوں پر عمل ہو جائے اس نماز کی چاروں رکعتوں میں کوئی سورت معین نہیں، لیکن کبھی کبھی استحباب کے لئے چاروں رکعتوں میں علی الترتیب التکاثر، العصر، الکافرون اور اخلاص پڑھا کرے اور کبھی اذا زلزلت اور والعادیات اور اذا جاء اور سورۃ اخلاص پڑھے۔ اگر تسبیح کے کلمات بھول کر کسی جگہ 10 سے کم پڑھے جائیں یا بالکل نہ پڑھے جائیں تو اس کو دوسری جگہ یعنی تسبیح پڑھنے کے آگے والے موقع میں پڑھ لے تاکہ تعداد پوری ہو جائے لیکن رکوع میں بھولے ہوئے کلماتِ تسبیح قومہ میں نہ پڑھے بلکہ دوسرے سجدے میں پڑھے کیونکہ قومہ اور جلسہ کا رکوع وسجدے سے طویل کرنا مکروہ ہے۔ کلماتِ تسبیح کو انگلیوں پر شمار نہ کرنا چاہیئے، بلکہ اگر دل کے ساتھ شمار کر سکتا ہو اِس طرح کہ نماز کی حضوری میں فرق نہ آئے تو یہی بہتر ہے ورنہ انگلیاں دبا کر شمار کرے۔ (زبدۃ الفقہ:285)

صلاۃ التسبیح میں تسبیحات کو ہاتھوں سے شمار کرنا درست نہیں۔ اور اگر یاد نہ رہتا ہو تو انگلیوں کو حرکت دیے بغیر محض دبا کر یاد رکھا جا سکتا ہے۔ (درمختار:2/28)

مکروہ وقت کے علاوہ ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے۔ (درمختار:2/27)

صلوۃ التسبیح میں کوئی بھی سورت پڑھی جا سکتی ہے۔

تہجد کے فضائل

احادیثِ طیبہ میں تہجد کو فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز بتلایا گیا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اِرشاد ہے: فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز وہ ہے جو رات کے درمیان پڑھی جائے۔ **أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْمَفْرُوضَةِ، صَلَاةٌ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ**۔ (مسند احمد:8507) (مسلم:1163)

حضرت ابوامامہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ اِرشاد نقل کرتے ہیں: رات کے قیام یعنی تہجد کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے، تمہارے رب کے قُرب کا ذریعہ ہے، گناہوں کو مٹانے والی اور گناہوں سے روکنے والی ہے۔ عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ لِلإِثْمِ۔ (ترمذی:3549)

ایک اور روایت میں اِس کے ساتھ "وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الجَسَدِ" کے الفاظ بھی منقول ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ تہجد کی نماز جسم سے بیماریوں کو دور کردینے والی ہے۔ (ترمذی:3549)

حضرت عمرو بن عبسہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اُس وقت ہوتا ہے جب وہ رات کے آخری پہر اپنے رب کے سامنے حاضر ہوتا ہے، پس اگر تم اُن لوگوں میں سے ہونے کی طاقت رکھتے ہو جو اُس گھڑی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو ضرور ہوجاؤ۔

أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الرَّبُّ مِنَ العَبْدِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الآخِرِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللَّهَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ۔ (ترمذی:3579)

حضرت ابوسعید خدری سے مرفوعاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ اِرشاد منقول ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں جنہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں: ایک وہ شخص جب وہ رات کو نماز میں کھڑا ہوتا ہے دوسرے وہ لوگ جب وہ نماز میں صف باندھتے ہیں، تیسرے وہ لوگ جب وہ جہاد میں دشمن سے قتال کرتے ہوئے صف باندھتے ہیں۔

کما فی الحدیث ثَلَاثَةٌ يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ الرَّجُلُ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّي وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوا فِي الصَّلَاةِ وَالْقَوْمُ إِذَا صَفُّوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ۔ (مشکوۃ المصابیح:1228)

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی دعاء سب سے زیادہ سنی جاتی ہے (یعنی قبول ہوتی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

جَوْفَ اللَّيْلِ الآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ المَكْتُوبَاتِ "رات کے آخری پہر اور فرض نمازوں کے بعد مانگی جانے والی دعاء۔ (ترمذی:3499)

حضرت علی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں : بے شک جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا ظاہری حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے، ایک اَعرابی کھڑے ہوئے اور سوال کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ کِس کے لئے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اُس کے لئے جو کلام میں نرمی رکھے، کھانا کھلائے، پے درپے روزے رکھے اور رات کو اُس وقت نماز پڑھے جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔

إِنَّ فِي الجَنَّةِ لَغُرَفًا تُرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا، فَقَامَ إِلَيْهِ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: لِمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الكَلَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَأَدَامَ الصِّيَامَ، وَصَلَّى لِلّٰهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔ (ترمذی:1984)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے: میری امّت کے سب سے معزّز لوگ قرآن کریم کے حافظ اور تہجد گزار ہیں

۔أَشْرَافُ أُمَّتِي حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَأَصْحَابُ اللَّيْلِ۔ (شعب الایمان:2447)

حضرت عبد اللہ بن سلام جو یہودیوں کے ایک بڑے عالم تھے اُنہوں نے پہلی مرتبہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا تو فرماتے ہیں: میں سمجھ گیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا ہرگز نہیں ہوسکتا، اور سب سے پہلے جو بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمائی وہ یہ تھی: اے لوگو! آپس میں سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، رات کو نماز پڑھو جبکہ لوگ سو رہے ہوں تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُونَ الجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔ (ترمذی:2485)

حضرت جابر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد منقول ہے: جو شخص رات کو کثرت سے نماز پڑھتا ہے دن کو اُس کا چہرہ حسین ہوتا ہے۔

مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ۔ (شعب الایمان:2447)

حضرت حسان بن عطاء سے مُرسلاً مَروی ہے: ابنِ آدم کا رات کے آخری پہر میں دو رکعت پڑھنا اُس

کے لئے دنیا و مافیہا (جو کچھ دنیا میں ہے اُن سب) سے بہتر ہے۔ **رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا ابْنُ آدَمَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ الآخِرِ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا**۔ (الجامع الصغیر: 6882)

تہجد کا آسان طریقہ

عشاء کے چار فرض اور دو سنت پڑھنے کے بعد وتر سے پہلے دو رکعات بہ نیتِ تہجد یا بہ نیتِ قیام اللیل پڑھنا کیا مشکل ہے؟ ان ہی دو رکعاتِ تہجد میں صلوٰۃ توبہ، صلوٰۃِ حاجت، صلوٰۃِ استخارہ کی نیت بھی کر سکتے ہیں۔ دو ہی رکعات میں کئی نیت کر کے ثواب کے مختلف قسم کے لڈو مل سکتے ہیں۔ دو رکعت تہجد کے بعد معافی مانگ لیجیے، کیوں کہ صلوٰۃِ توبہ کی نیت کی تھی، لہٰذا توبہ کر لیجیے۔

دن بھر مجھ سے جو کچھ نالائقیاں ہوگئی ہوں تو اے اللہ! معاف فرما دیجیے۔

سونے سے پہلے نمازِ تہجد کی شرعی دلیل

حضرت حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عشاء کے چار فرض اور دو سنت پڑھ کر وتر سے پہلے چند نفل پڑھنے سے کیا ہم قائم اللیل ہو جائیں گے اور قیامت کے دن کیا ہم کو تہجد گزاروں کا درجہ مل جائے گا؟ علماء کو حق ہے کہ اس کا ثبوت اختر سے مانگ لیں، لہٰذا اب میں اس کا ثبوت یعنی شرعی دلیل پیش کرتا ہوں۔

دلیل نمبر ۱: از امداد الفتاویٰ: حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی امداد الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ جو عشاء کے بعد چند رکعات نفل بہ نیتِ تہجد پڑھ لے وہ بھی قیامت کے دن تہجد گزاروں میں اٹھایا جائے گا۔ یہ تو امداد الفتاویٰ کی دلیل ہوگئی۔

دلیل نمبر ۲: از شامی: اب میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جو فقہ کی سب سے بڑی کتاب مانی جاتی ہے اس کی جلد نمبر ۱ سے حوالہ دیتا ہوں۔ علامہ شامی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو

شخص عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لے گا اس کی بھی سنت تہجد ادا ہو جائے گی۔اب دلیل کے لیے عربی عبارت پیش کرتا ہوں تاکہ علماء حضرات کو تشنگی باقی نہ رہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے حدیث نقل کرتے ہیں، کیوں کہ فقہ تابع ہے حدیث کے۔جس فقہ کا سہارا حدیث پر نہ ہو وہ معتبر نہیں۔

صلوٰۃِ تہجد بعد عشاء کی دلیل بالحدیث

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ جس حدیث سے اپنا مسئلہ پیش کر رہے ہیں اس کو نقل کرتے ہیں:

وَمَا كَانَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فَهُوَ مِنَ اللَّيْلِ۔

ہر وہ نماز جو نماز عشاء کے بعد پڑھی جائے گی قیام اللیل میں داخل ہے۔اب ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت کہ **لَيْسَ مِنَ الْكَامِلِيْنَ مَنْ لَّا يَقُوْمُ اللَّيْلَ** جو رات کی نماز یعنی تہجد نہیں پڑھتا وہ کامل ہو ہی نہیں سکتا، لہٰذا اب آپ آسانی سے کامل ہو سکتے ہیں کہ سونے سے پہلے رات ہی کو تہجد پڑھ لیں۔

اس حدیثِ پاک کی روشنی میں شامی کا فیصلہ یہ ہے کہ **فَاِنَّ سُنَّةَ التَّهَجُّدِ تَحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ** اس شخص کی سنتِ تہجد ادا ہو جائے گی جو عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے چند رکعات نفل پڑھ لے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو لوگ آدھی رات میں اُٹھ کر پڑھ رہے ہیں وہ پڑھنا چھوڑ دیں۔جو لوگ بریانی کھا رہے ہیں وہ کھاتے رہیں، یہ تو ان لوگوں کے لیے ہے جن کو بوجہ ضعف یا سستی کے بریانی نہیں ملتی وہ عشاء کے بعد کم از کم گوشت روٹی کھالیں پھر اگر آخر رات میں آنکھ کھل جائے تو اس وقت دوبارہ پڑھ لیں تو کس نے منع کیا ہے؟

اوّابین کے فضائل

حضرت ابو ہریرہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں: جس نے مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت

اِس طرح اداء کی کہ اُن کے درمیان کوئی بُری بات نہ کی ہو تو اُن کا ثواب بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوتا ہے۔ **مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً**۔ (ترمذی:435)

حضرت عائشہ صدیقہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں: جس نے مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعت پڑھی اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت میں ایک گھر بنائیں گے۔ **مَنْ صَلَّى بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ**۔ (ابن ماجہ:1373)

ایک روایت میں دس رکعت پر بھی یہی فضیلت ذکر کی گئی ہے، چنانچہ حضرت عبد الکریم بن الحارث سے مُرسلاً مروی ہے کہ: جس نے مغرب اور عشاء کے درمیان دس رکعت پڑھی اُس کے لئے جنّت میں ایک محل بنادیا جائے گا۔ **مَنْ رَكَعَ عَشْرَ رَكعَاتٍ فِيمَا بَيْنَ المَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بُنِيَ لَهُ قَصْرٌ فِي الجَنَّةِ**۔ (الجامع الصغیر:12378)

صلوۃ التسبیح کے فضائل

یہ وہ نماز ہے جس کے پڑھنے کی برکت سے دس قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں:

(1) اگلے گناہ۔ (2) پچھلے گناہ۔ (3) قدیم گناہ۔ (4) جدید گناہ۔ (5) غلطی سے کیے ہوئے گناہ۔ (6) جان بوجھ کر کیے ہوئے گناہ۔ (7) صغیرہ گناہ (8) کبیرہ گناہ۔ (9) چھپ چھپ کر کیے ہوئے گناہ۔ (10) کھلم کھلا کیے ہوئے گناہ۔

يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّاهُ، أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَمْنَحُكَ، أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ، إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ۔

صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ، سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ، عَشْرَ خِصَالٍ۔ (ابوداؤد:1297)

صلوۃ التسبیح کی برکت سے اللہ تعالیٰ بکثرت گناہ معاف کرتے ہیں، احادیث طیّبہ میں اِس کثرت کی کئی مثالیں ذکر کی گئی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم ساری دنیا سے کے لوگوں سے بھی زیادہ گناہ گار ہو گے تو تمہارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

فَإِنَّكَ لَوْ كُنْتَ أَعْظَمَ أَهْلِ الْأَرْضِ ذَنْبًا غُفِرَ لَكَ بِذَلِكَ۔ (ابوداؤد: 1298)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اگر تمہارے گناہ ریت سے بھی زیادہ ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دیں گے۔

فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ غَفَرَهَا اللهُ لَكَ۔ (ابن ماجہ: 1386)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اگر تمہارے گناہ سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دیں گے۔

فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ غَفَرَ اللهُ لَكَ۔ (طبرانی کبیر: 987)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اگر تمہارے گناہ آسمان کے ستارے، قطروں کی تعداد، ریت کے تعداد یا زمانے بھر کے ایّام کے برابر بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ اُن سب کو معاف کر دیں گے۔

فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ عَدَدَ نُجُومِ السَّمَاءِ، أَوْ عَدَدَ الْقَطْرِ، أَوْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ، أَوْ عَدَدَ أَيَّامِ الدَّهْرِ لَغَفَرَهَا اللهُ لَكَ۔ (مصنّف عبدالرزاق: 5004)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس کو اِس نماز کے بارے میں بتاتے ہوئے اِسے تحفہ، بخشش اور خوشخبری قرار دیا۔

يَا عَبَّاسُ، يَا عَمَّاهُ، أَلَا أُعْطِيكَ، أَلَا أَمْنَحُكَ، أَلَا أَحْبُوكَ، أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ۔

(ابوداؤد: 1297) ائْتِنِي غَدًا أَحْبُوكَ، وَأُثِيبُكَ، وَأُعْطِيكَ۔ (ابوداؤد: 1298)

نماز کسوف وخسوف

وقت: یہ نفلی نماز سورج یا چاند گہن کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ جب سورج یا چاند گہن سے

تاریکی پھیلنے لگے، تو پڑھنی شروع کریں۔ سورج گہن کے وقت نماز کسوف اور چاند گہن کے وقت نماز خسوف پڑھی جاتی ہے۔

طریقہ: جب سورج یا چاند گہن سے تاریکی میں ڈوبنے لگے تو مسجدوں میں جا کر امام کے پیچھے نماز کسوف پڑھیں جس میں لمبی لمبی سورتیں تلاوت کریں رکوع اور سجدے لمبے لمبے کریں اور رکوع سے کھڑے ہو کر بھی کسی سورت کی تلاوت فرمائیں۔

اللہ کی تسبیح وتہلیل اور تکبیر وحمد کے ساتھ دیر تک دعا فرمائیں۔ حتیٰ کہ سورج یا چاند معمول کے مطابق روشن ہو جائیں جس سال تیمم کی آیت نازل ہوئی اس سال چاند گہن لگنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز خسوف پڑھائی۔

مسئلہ: کسوف سورج گرہن کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے، اور خسوف چاند گرہن کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔

نماز کسوف کی ابتداء

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا ۱۰ھ کو انتقال ہوا۔ تو سورج گہن لگا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ساتھ طویل نماز کسوف ادا فرمائی۔ (کنز الاسلام، ص/62)

نماز استسقاء

وقت: بارش کا نہ ہونے، قحط پڑ جانے اور سوکھا پڑ جانے پر صلوٰۃ استسقاء پڑھی جاتی ہے اس کا زیادہ تر وقت عیدین کی نماز کے وقت کا ہے۔

طریقہ: یہ نماز آبادی اور بستی سے باہر صحرا اور جنگل میں براہ راست زمین پر بہت معمولی لباس پہن کر، خاکساری، مسکینی عاجزی کے ساتھ، فقیرانہ صورت بنا کر، قبلہ رو ہو کر، آسمان کی طرف زیادہ اونچے ہاتھ اٹھا کر، قرأت بالجہر سے دو رکعت نماز دعاؤں کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے۔

اس طرح ہمیشہ اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی۔ یہ نماز اجتماعی ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے (نماز استسقا کے بعد) دعا مانگی تو بارش شروع ہو گئی۔

صلوٰۃ الحاجت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''صلوٰۃ الحاجت'' کو خزائن الٰہیہ کی کنجی فرمایا۔ بندہ کو جب بھی حاجت پیش ہو تو اچھی طرح وضو کرے دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ کر دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ حاجت پوری کر دیتا ہے اس نماز کو پڑھنے کے لئے کوئی خاص وقت نہیں۔ سوائے زوال کے اوقات کے جس وقت چاہیں پڑھ لیں۔

صلوٰۃ استخارہ: ہماری عقل اور علم ناقص ہے۔ کوئی کام شروع کرنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلوٰۃ استخارہ کی تعلیم فرمائی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی خاص اور اہم کام درپیش ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی اور توفیق خیر کی دعا کر لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی بسا اوقات خواب میں غیبی اشارہ کے ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ تذبذب کی حالت میں بار بار استخارہ کیا جائے۔

صلوٰۃ استغفار: (صلوٰۃ توبہ) گناہوں سے مغفرت اور معافی طلب کرنے کے لئے اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز استغفار پڑھے۔ قرآن مجید کی سورہ آل عمران رکوع ۱۴ کی آیات ۱۳۵، ۱۳۶ والذین سے لیکر اجر العاملین تک تلاوت فرمایں۔ اللہ تعالیٰ ہی گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔

تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہونے کے بعد احترام مسجد کے طور پر دو رکعت نماز پڑھنا۔

تحیۃ الوضو: وضو کے فوراً بعد دو رکعت نماز ادا کرنا۔

بارہ رکعت سننِ مؤکّدہ کے فضائل

حضرت اُمِّ حبیبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ۔

جس نے دن اور رات میں بارہ رکعات (مؤکّدہ سنتیں) پڑھیں اُس کے لئے ان کی برکت سے جنّت میں محل بنادیا جاتا ہے۔ (مسلم:728)

سنن نسائی کی روایت میں اِس پر جنّت میں داخلہ کی بشارت ذکر کی گئی ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل فرماتی ہیں:

مَنْ ثَابَرَ عَلَى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

جس نے دن اور رات میں بارہ رکعات (مؤکّدہ سنتیں) پڑھنے کا پابندی سے اہتمام کیا وہ جنّت میں داخل ہوگیا۔ (نسائی:1794)

فائدہ: اُن بارہ رکعات مؤکّدہ سنتوں کی تفصیل ایک دوسری روایت جو حضرت عائشہ صدیقہ ہی سے مَروی ہے، اس میں یہ بیان کی گئی ہے۔

مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ۔

جس نے 12 رکعات سنت پر پابندی اختیار کی اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جنّت میں محل بنادیں گے۔ 4 رکعت ظہر سے پہلے، 2 رکعت ظہر کے بعد، 2 رکعت مغرب کے بعد، 2 رکعت عشاء کے بعد اور 2 رکعت فجر سے پہلے۔ (ترمذی:414)

حضرت اُمِّ حبیبہ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ اِرشاد سنا ہے میں نے کبھی اِن بارہ رکعات سنتوں کو ترک نہیں کیا، اُن سے یہ حدیث نقل کرنے والے حضرت عَنبسہ بن اَبی سُفیان ہیں اور اُن سے عَمرو بن اَوس نے نقل کیا ہے اور اُن سے حضرت نعمان بن سَالم نے یہ روایت نقل کی ہے، سب کے سب یہی کہتے ہیں کہ جب سے ہم نے یہ روایت سنی ہے کبھی بھی ہم نے اِن بارہ رکعات سنتوں کو ترک نہیں کیا۔

نمازوں کی رکعات کی تعداد

نمازِ فجر 2 سنت 2 فرض۔ (السنن الکبریٰ للبیھقی :532 / 1، دار الکتب، مسلم:300 / 1، رحمانیہ)

نمازِ ظہر 4 سنت 4 فرض 2 سنت 2 نفل (ترمذی:208 / 1، رحمانیہ، السنن الکبریٰ للبیھقی :532 / 1، دار الکتب)

نمازِ عصر 4 سنت 4 فرض (ترمذی:208 / 1، رحمانیہ، السنن الکبریٰ للبیھقی :532 / 1، دار الکتب)

نمازِ مغرب 3 فرض 2 سنت 2 نفل (السنن الکبریٰ للبیھقی :532 / 1، دار الکتب، ترمذی:209 / 1، رحمانیہ)

نمازِ عشاء، 4 سنت 4 فرض 2 سنت 2 نفل 3 وتر 2 نفل۔ (مختصر قیام اللیل : 88، شاملہ، السنن الکبریٰ للبیھقی :532 / 1، دار الکتب، ابوداؤد:199 / 1، رحمانیہ، ترمذی:216+219 / 1، رحمانیہ)

جمعہ المبارک 4 سنت 2 فرض 4 سنت 2 سنت، مگر یہ دو رکعت سنت غیر مؤکدہ ہے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ:463+64 / 1، دار الکتب، سنن نسائی:226 / 1، رحمانیہ)

تہجد کم سے کم 2 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول 8 رکعات کا تھا۔

(شامیہ:25 / 2، ایچ ایم سعید، بخاری:229 / 1، رحمانیہ)

اشراق کم سے کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 4۔ (ترمذی:62+76 / 1، فاروقی)

چاشت کم سے کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 12 (ترمذی:62+63 / 1، فاروقی)

اوابین کم سے کم 6 اور زیادہ سے زیادہ 20 (الترغیب:227 / 1، رشیدیہ، ترمذی:58 / 1، فاروقی)

صلاۃ التسبیح 4 رکعات۔ (ترمذی: 63/1، فاروقی)

تحیۃ الوضو 2 رکعات۔ (ترمذی: 155/1، رحمانیہ)

تحیۃ المسجد 2 رکعات۔ (ابوداؤد: 167/1، بیروت)

نمازِ عید 2 رکعات 6 زائد تکبیروں کے ساتھ ہاتھ اُٹھا کر۔ (المعجم الکبیر: 593/4، دار الکتب)

نمازِ جنازہ 4 تکبیرات بلا ہاتھ اُٹھائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 491/2، دار الکتب)

نماز نہ پڑھنے والی عورت کا انجام بہت برا ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا مرتبہ ہے، کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کردی ہیں، (مرد عورت دونوں پر) ان کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور ان کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اچھی طرح وضو کیا کرے اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھا کرے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب بخش دے گا اور اُسے جنت دے گا۔ (مفتاح الصلوۃ، ص/65)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے، سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک ٹھاک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرایا، یعنی نماز نہ پڑھی اس نے دین کو برباد کردیا۔ (مفتاح الصلوۃ، ص/65)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور منہ قیامت میں سورج کی طرح چمکتے ہوں گے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے۔ (مفتاح الصلوۃ، ص/65)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا۔ اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون جیسے بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ اس لیے نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اور نہ پڑھنے سے دین اور دنیا دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا جائے گا۔ بے نمازی کافروں کے برابر سمجھا گیا، خدا کی پناہ نماز نہ پڑھنا کتنی بری بات ہے۔ (بہشتی زیور: ۲/۱۰)

البتہ ان لوگوں پر نماز واجب نہیں، مجنون (پاگل) اور چھوٹی لڑکی اور لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوئے ہوں، باقی سب مسلمانوں پر نماز فرض ہے۔

۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس نماز نہیں (یعنی جو نماز نہ پڑھتا ہو) اس کے پاس دین نہیں۔ نماز کو دین سے وہ نسبت ہے جیسے کہ سر کو دھڑ سے کہ سر نہ ہو تو دھڑ مردہ ہے، اسی طرح نماز نہ ہو تو تمام اعمال بے جان ہیں۔

فائدہ: جس چیز پر دین کا اتنا بڑا دارومدار ہو اُس کو چھوڑ کر کسی دوسرے نیک عمل کو کافی سمجھ لینا کتنی بڑی غلطی ہے۔

۲۔ عبداللہ بن قرط سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس چیز کا بندے سے قیامت میں حساب ہوگا، وہ نماز ہے اگر ٹھیک اتری تو اس کے سارے عمل ٹھیک اتریں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو سارے عمل خراب نکلیں گے۔ (طبرانی اوسط)

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اور کفر کے درمیان بس ترکِ نماز کی کسر ہے (یعنی جب ترکِ نماز کیا یعنی نماز کو چھوڑ دیا تو کسر مٹ گئی اور کفر آ گیا۔ چاہے بندہ کے اندر نہ آئے پاس ہی آ جائے مگر دوری تو نہ رہی۔ (مسلم)

فائدہ: دیکھو نماز چھوڑنے پر کتنی بڑی وعید ہے کہ وہ بندے کو کفر کے قریب کر دیتا ہے۔ (حیاۃ المسلمین روح یازدہم: ۱۲۸)

جو عورتیں ذیل کی ہدایتوں پر عمل کرینگی گھر اور سماج کا چراغ بن جائینگی

۱۔سب سے پہلے اپنے عقیدے ٹھیک کرو اور ضروری مسئلے سیکھو اور بہت اہتمام سے ان مسئلوں کی پابندی کرو۔

۲۔ ہر بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرو اس سے دل میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے۔

۳۔شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ، فال مت کھلواؤ۔

۴۔اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لیے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔

۵۔ بزرگوں کی منت مت مانو۔

۶۔شریعت میں جس سے پردہ ہے چاہے وہ پیر ہو یا چاہے کیسا ہی قریبی رشتہ دار ہو۔ جیسے دیور، جیٹھ، خالہ کا، ماموں کا، پھوپھی کا بیٹا یا بہنوئی ،نندوئی، منہ بولا بھائی یا منہ بولا باپ ان سے خوب پردہ کرو۔

۷۔خلاف شرع لباس مت پہنو جیسے ایسا کرتہ کہ جس میں پیٹ، پیٹھ، کلائی یا بازو کھلے ہوں۔ یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں۔ یہ سب چھوڑ دو۔

۸۔لمبی آستینوں کا اور نیچا اور موٹے کپڑے کا جس سے بدن نہ جھلکے لباس بناؤ اور ایسے کپڑے کا دوپٹہ ہو اور دوپٹہ دھیان کر کے سر سے مت ہٹنے دو ہاں گھر میں اگر خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ اور حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور (یعنی نامحرم) نہ ہو تو اس وقت سر کھولنے میں ڈر نہیں۔

۹۔کسی کو جھانک تاک کر مت دیکھو۔

۱۰۔بیاہ شادی، مونڈن، چلہ، چھٹی، منگنی، چوتھی وغیرہ میں کہیں مت جاؤ، نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ(کیوں کہ اس میں بڑے فتنے اور خرابیاں ہوتی ہیں۔

۱۱۔کوئی کام نام کے واسطے مت کرو۔

۱۲۔کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ۔

۱۳۔پانچوں وقت نماز اوّل وقت پڑھو اور جی لگا کر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، رکوع سجدہ اچھی طرح کرو۔

۱۴۔اگر تمہارے پاس زیور، گوٹہ، لچکا وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو۔

۱۵۔خاوند کی تابعداری کرو، اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو۔ گھر کا کام خاص کر شوہر کی خدمت کرنا عبادت ہے۔

۱۶۔گانا کبھی مت سنو۔

۱۷۔اگر تم قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو۔

۱۸۔جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لیے لینی ہو پہلے کسی معتبر عالم کو دکھلا لو اگر وہ صحیح بتائیں تو خرید لو ورنہ مت لو۔

۱۹۔اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف کرے تو صبر کرو، جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو۔ خاص کر غصے کی حالت میں بہت سنبھلا کرو۔

۲۰۔اپنے کو صاحب کمال (بزرگ اور بڑا) مت سمجھو۔

۲۱۔جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے سوچ لیا کرو۔ جب خوب اطمینان ہو جائے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی دین یا دنیا کی ضرورت ہے یا فائدہ ہے اس وقت زبان سے نکالو۔ (عمدۃ القاری، ص/76)

۲۲۔کسی مسلمان کو اگرچہ وہ گناہ گار یا چھوٹے درجہ کا ہو حقیر مت سمجھو۔

۲۳۔مال و عزت کی حرص لالچ مت کرو۔ (عمدۃ القاری، ص/76)

۲۴۔بے ضرورت اور بے فائدہ لوگوں سے مت ملو اور جب ملنا ہو تو خوش اخلاقی سے ملو اور جب کام ہو جائے تو ان سے الگ ہو جاؤ۔ (عمدۃ القاری، ص/76)

۲۵۔ بات کو بنایا مت کرو بلکہ جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہو جائے تو فوراً اقرار کر لو۔

۲۶۔ اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کرو۔ (عمدۃ القاری، ص/76)

عورتیں اس طرح کامل بنتی ہیں

جیسے مرد کامل ہو سکتے ہیں اسی طرح عورتیں بھی کامل ہو سکتی ہیں اور جیسے خود مردوں کی نوع (قسم) میں فرق ہے اسی طرح عورتوں میں بھی فرق ہے اور عورتوں کے کامل ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ جیسے مرد کامل ہوتے ہیں یہ ویسی ہو جائیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنی استعداد کے موافق کامل ہو سکتی ہیں خواہ مردوں کے برابر نہ ہوں اور عورتوں کے کامل ہونے پر شبہ نہ کیا جائے کہ یہ تو بروئے حدیث ناقص ہیں پھر ان کو کامل کیسے کہا جا سکتا ہے۔

بات یہ ہے کہ عورتوں میں دو قسم کے نقصان ہیں ایک مردوں کے مقابلے میں سو اس کا تدارک تو غیر اختیاری ہے اور اکتساب (کوشش کرنے) کو اس میں دخل نہیں ہے اور ایک نقصان اپنی نوع کے لحاظ سے ہے اس کا تدارک ہو سکتا ہے اور وہ اختیاری ہے اور یہ نقصان کمال سے بدل سکتا ہے۔ بہر حال عورتوں کو بھی ایک کمال علمی حاصل ہو سکتا ہے جس کو ایمان کہا گیا ہے۔ دوسرا کمال عملی بھی حاصل ہو سکتا ہے جس کو احسان فرمایا گیا ہے۔ علم و عمل دونوں ضروری ہیں۔ (العاقلات الغافلات)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔

ترجمہ: اے ایمان والو تقویٰ حاصل کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

میں کمال دین حاصل کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ تم کاملین اور راسخین یعنی جو لوگ دین میں پختہ اور مضبوط ہوں ان کے ساتھ ہو جاؤ۔ مردوں کو تو اس طریقے پر عمل کرنا آسان ہے لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ عورتوں کے لیے اس کا طریقہ کیا ہے اور یہ سوال واقعی بہت ضروری ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ عورتیں بھی ان ہی بزرگوں سے فیض حاصل کریں جن سے مرد فیض حاصل کرتے ہیں مگر یہ ذرا دشوار ہے کیوں کہ اوّل تو مردوں اور عورتوں کا ساتھ کیا؟ دوسرے پردہ کی وجہ سے شیخ کو ان سے مناسبت کامل نہیں ہوسکتی اور مناسبت کے بغیر نفع کامل نہیں ہوتا اور بزرگوں کے سامنے آنا اور ان سے پردہ نہ کرنا جائز نہیں۔ ہاں جن عورتوں کے باپ یا شوہر اس قابل ہوں وہ ان سے فیض حاصل کرسکتی ہیں مگر سب کے تو باپ اور شوہر کامل نہیں اس لیے یہ طریقہ کافی نہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مرد تو کامل مردوں سے فیض حاصل کریں اور عورتیں کامل عورتوں سے فیض حاصل کریں اور قیاس کا اصل مقتضٰی بھی یہی ہے کہ جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ **كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ** کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اسی طرح عورتوں کو حکم دیا جائے کہ:

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ اے عورتو! تم سچی عورتوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

مگر اس پر سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا عورتیں بھی کامل ہوسکتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی کامل ہوسکتی ہیں کیوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردوں کو صادقین فرمایا ہے اسی طرح عورتوں کو صادقات فرمایا ہے۔ چناں چہ سورہ احزاب کی ایک آیت **اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ**...الایۃ میں بھی **وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ**۔ سچے مرد اور سچی عورتیں آیا ہے اور عورتوں کے بھی کامل ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور واقعی عورتوں کی اصلاح کا سب سے اچھا طریقہ یہی ہے کہ جو عورتیں کامل ہوں یہ ان کی صحبت میں رہیں مگر افسوس ہے کہ ہماری عورتوں کے طبقہ میں آج کل کامل بہت کم ہیں۔

فضول عذر کی وجہ سے نماز میں کوتاہی سے بچیں

اکثر عورتیں تو نماز ہی نہیں پڑھتیں اور یہ عذر کرتی ہیں کہ ہم کو گھر کے کاموں سے فرصت

ہی نہیں ملتی ۔ میں کہتا ہوں کہ ان عذر کرنے والوں کو اگر عین کام کے وقت پیشاب کی ضرورت اس شدت سے ہو کہ اس کو روک ہی نہ سکیں یا اتفاق سے بیت الخلاء میں جانے کا شدید تقاضا ہو تو اس صورت میں کیا کریں گی؟ آیا اس وقت تک جب تک کہ پیشاب سے فراغت ہو کام کا حرج کریں گی یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ مجبوراً کام کا حرج کرنا پڑے گا۔تو کیا خدائی حکم کی اتنی بھی ضرروت نہیں جتنی کہ طبعی تقاضوں کی ہوتی ہے۔(تفصیل التوبہ دعوات عبدیت: ۸/ ۴۴)

اس گناہ میں تو قریب قریب سبھی عورتیں مبتلا ہیں کہ بچہ ہونے کے بعد (پاک ہونے کے بعد) اکثر نماز نہیں پڑھتیں اور جو کوئی نماز کو کہتا ہے تو جواب دیتی ہیں کہ بچوں کے ساتھ نماز پڑھنا کہاں ممکن ہے۔ ہر وقت تو کپڑے ناپاک رہتے ہیں۔کبھی پاخانہ کر دیا،کبھی پیشاب کر دیا، پھر کپڑے بدلیں تو بچے گود سے نہیں اترتے ،نماز کے لیے ان کو الگ کریں تو بہت روتے ہیں چیختے چلاتے ہیں۔اور یہ بھی کہتی ہیں کہ مولویوں کے تو بچے ہوتے نہیں ، انہیں اس مصیبت کی کیا خبر ان کو تو بس نماز کے لیے تاکید کرنا آتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ مولویوں کے بچے کیوں نہیں ہوتے ،مولویوں کے تو ہوتے ہیں پھر جا کر ذرا دیکھ لو کہ وہ کس پابندی سے پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتی ہیں۔بعض اللہ کی بندیاں نماز کے بعد تلاوتِ کلام پاک اور مناجاتِ مقبول اور اشراق تک کی بھی پابندی کرتی ہیں۔کیا ان کی اولاد نہیں۔ایسی انوکھی اولاد تمہاری ہی ہے،جس کے ساتھ نماز پڑھنا دشوار ہے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ جس وقت تمہارا بچہ روتا ہے اور گود سے ہرگز نہ اترتا ہو اگر اس وقت تم کو پیشاب یا پاخانہ کا تقاضا ہو تو بتاؤ کہ تم کیا کرو گی کیا اس کو پلنگ پر روتا ہوا ڈال کر پاخانہ میں نہ جاؤ گی؟ یقیناً سب جاتی ہیں اور بعض دفعہ خوب دیر لگتی ہے اور بچہ کے رونے کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ تو کیا نماز کے لیے تم سے اتنا بھی نہیں ہوسکتا جتنا پیشاب کے لیے کرتی ہو؟ افسوس ! معلوم ہوا یہ سب مہمل عذر ہیں۔(اسباب الغفلۃ ملحقہ دین و دنیا: ۳۹۸)

بعض عورتیں اگر نماز پڑھتی بھی ہیں تو بہت ہی دیر کر کے اور مکروہ وقت میں اور پھر اس قدر جلدی کہ نہ قیام درست نہ رکوع ٹھیک، گویا ایک مصیبت ہے کہ جس طرح بنے اس سے چھوٹیں۔

اگر زیادہ ہمت نہیں تو نفلیں نہ پڑھا کرو لیکن فرائض اور سنتوں میں تو کتر بیونت (کانٹ چھانٹ اور کوتاہی) نہ کیا کرو، ان میں تو ارکان کی تعدیل کا لحاظ ضرور کیا کرو۔ (تفصیل التوبہ:۸/۴۵)

نماز کی پابندی کا طریقہ وتدبیر

آدمی جس کام کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں ضرور مدد فرماتے ہیں۔ تو جو عورتیں (نماز نہ پڑھنے کے) ایسے بہانے کرتی ہیں وہ ذرا نماز شروع کر کے تو دیکھیں، ان شاء اللہ پھولوں کی طرح ہلکی ہو جائیں گی۔ مگر اب تو عورتیں ارادہ ہی نہیں کرتیں۔ اس لیے نہ کرنے کے سو بہانے ہیں۔ ورنہ ارادہ وہ چیز ہے کہ ایک ایسا شخص جس سے بارش یا سردی میں خود اٹھ کر پانی بھی نہیں پیا جاتا، اگر کلکٹر صاحب کا حکم اس حالت میں اس کے پاس پہنچے کہ فلاں مقام میں ہم سے آکر ملو، تو وہ دو میل پیدل چلا جاتا ہے۔ لوگ حیرت کرتے ہیں کہ اس میں یہ قوت کہاں سے آگئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ارادہ کی قوت ہے جس پر حق تعالیٰ نے امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔

عورتیں نماز کا ارادہ ہی نہیں کرتیں، ورنہ کچھ مشکل بات نہ تھی۔ لیجیے میں ایک تدبیر بتلاتا ہوں جس سے بہت جلد نماز کی پابندی حاصل ہو جائے گی۔ وہ یہ کہ جب ایک وقت کی نماز قضا ہو تو ایک وقت کا فاقہ کرو، پھر دیکھیں نماز کیسے قضا ہوتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ نماز کی پابندی تو فاقہ سے ہو گئی مگر فاقہ کی پابندی کیسے ہو گی۔ اس کی بھی تو کوئی ترکیب بتلاؤ۔ کیوں کہ یہ تو نماز سے بھی زیادہ مشکل ہے، فاقہ کس سے ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ فاقہ میں تو کچھ کرنا ہی نہیں پڑتا بلکہ چند کاموں سے اپنے کو روکنا پڑتا ہے اور یہ اختیاری بات ہے کہ ایک کام مت کرو، کسی کام کا کرنا تو مشکل ہوتا ہے، مگر نہ کرنا کیا مشکل ہے۔

اگر کسی سے یہ نہ ہوسکے تو وہ اپنے ذمہ کچھ مالی جرمانہ مقرر کر لے کہ اتنے پیسے فی نماز خیرات کیا کروں گی، یا کچھ نمازیں مقرر کرلیں کہ ایک نماز قضا ہوئی تو مثلاً دس رکعتیں نفل بطور جرمانہ کے پڑھا کروں گی۔ اس طرح چند روز میں نفس ٹھیک ہوجائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ذرا عمل کر کے تو دیکھو۔ (اسباب الغفلۃ ملحقہ دین ودنیا)

خلاصۂ کلام!

نماز میں عورتیں بہت کوتاہی کرتی ہیں، بعض تو نماز پڑھتی ہی نہیں اور ایسی بھی زیادہ ہیں اور بعض پڑھتی ہیں مگر ان کا قرآن صحیح نہیں ہے اور نہ قرآن صحیح کرنے کا اہتمام کرتی ہیں اور بعض کا قرآن بھی صحیح ہے تو وقت کو بہت تنگ کردیتی ہیں۔ ظہر کی نماز عصر کے وقت اور عصر کی مغرب کے وقت پڑھتی ہیں۔ حالاں کہ مردوں کے لیے تو بعض اوقات میں تاخیر مسنون بھی ہے مگر عورتوں کے لیے تو سب نمازیں اوّل وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ مگر یہ اوّل تو اوّل، آخیر میں بھی نہیں پڑھتیں بلکہ اکثر قضا پڑھتی ہیں اور بعض عورتیں (یہ کوتاہی کرتی ہیں کہ) ان نمازوں کی قضا نہیں کرتیں جو ہر مہینہ ان سے غسل کی تاخیر کی وجہ سے چھوٹ جاتی ہیں اگر احتیاط کریں اور مسئلہ اچھی طرح معلوم کرلیں تو اوّل تو ایسی نوبت ہی نہ آئے اور جو غلطی سے ایسا ہوجائے تو جلد ہی قضاء کرنا چاہیے۔

غرض اعمالِ ظاہرہ میں نماز سب سے اہم ہے، اس کی اچھی طرح پابندی کرنی چاہیے اور دل لگا کر نماز پڑھا کریں جلدی جلدی سر سے بوجھ نہ اتاریں۔ (التبلیغ: ۳/55) (علاج الحرص)

بعض عورتیں قرآن غلط پڑھتی ہیں۔ اس کا اہتمام بھی ضروری ہے کہ (قرآن پاک صحیح ہوجائے) بعض دفعہ ایسی غلطی ہوجاتی ہے جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ چند سورتیں تو نماز کے لیے کم از کم ضرور صحیح کرلو۔ (الکمال فی الدین: ۱۰۳)

عورت اگر نماز میں ٹخنے کھلے رکھ کر نماز پڑھے تو کیا اس کی نماز ادا ہو جائے گی؟

قاعدہ یہ ہے کہ اگر سہواً چوتھائی عضو تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور قصداً چوتھائی عضو ایک لمحہ بھی کھلا چھوڑ دیا تو نماز فاسد ہو گئی، ربع عضو سے کم ستر کھلنا خواہ سہواً ہو یا عمداً، تین تسبیح کی مقدار سے کم ہو یا زیادہ بہر حال مفسد نہیں، ٹخنے پنڈلی کے ساتھ مل کر ایک عضو ہے اور ربع عضو سے کم ہے اس لئے نماز ہو جائے گی۔ (احسن الفتاوی: ۳/ ۴۰۲، زکریا بکڈپو، دیوبند)

حیض والی عورت نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے لیکن بعد میں روزہ کی قضا کرے

عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ ﷺ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ؟ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّيْ اَسْاَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَدْ كَانَتْ اِحْدٰنَا تَحِيْضُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ لَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ۔ (رواہ مسلم)

حضرت معاذہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ (رمضان کے مہینے میں) کسی عورت کو حیض آجائے تو (ان دنوں کے) روزوں کی قضا رکھتی ہے اور (عموماً) ہر مہینہ حیض آتا رہتا ہے رمضان ہو یا غیر رمضان (ان دنوں کی) نمازوں کی قضا نہیں پڑھتی۔ (یہ نماز اور روزے میں فرق کیوں ہے) یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا تو نیچری ہو گئی ہے؟ (جو احکام شریعت میں ٹانگ اڑاتی ہے) میں نے کہا میں نیچری نہیں ہوں۔ صرف معلوم کر رہی ہوں۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ ہم تو اتنی بات جانتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ہم کو حیض آتا تھا تو نمازوں کی قضا کا حکم نہ دیا جاتا تھا اور روزوں کی قضا کا حکم ہوتا تھا۔ (مسلم شریف، ص ۱۵۳، ج ۱)

تشریح: حضرت معاذہ ایک تابعی عورت تھیں، بڑی عالمہ فاضلہ تھیں، حضرت عائشہؓ کی خصوصی شاگردی کا شرف حاصل ہے، انھوں نے حضرت عائشہؓ سے مذکورہ بالا سوال کیا تو انھوں نے ان سے پوچھا: احروریۃ انت یعنی کیا تو حروریۃ ہوگئی ہے؟ حرورا ایک گاؤں تھا وہاں خوارج کا جم گھٹا تھا۔ یہ لوگ دین اور شریعت کو اپنی عقل کے معیار سے جانچنے کی کوشش کرتے تھے اور اپنی سمجھ کی ترازو میں تولتے تھے، اسی لیے حضرت عائشہؓ نے حضرت معاذہ سے فرمایا۔ کیا تو دین میں اپنی عقل کا دخل دے رہی ہے۔ یہ تو ان لوگوں کا طریقہ تھا جو حروراء بستی میں رہتے ہیں، اسی لیے ہم نے اس لفظ کا ترجمہ لفظ ''نیچری'' سے کر دیا ہے۔ بہت سے لوگ دین کو اپنی عقل کی کسوٹی پر پرکھنا چاہتے ہیں اور سمجھ میں نہیں آتا تو منکر ہوتے ہیں یا اعتراض کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمارے اسلاف کی زبان میں نیچری کہلاتے ہیں کیوں کہ اپنے نیچر کی پچر دین میں لگانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک بڑا روگ ہے۔ جو دل میں حقیقی ایمان راسخ نہیں ہونے دیتا۔

عورت اگر نماز میں زور سے قراءت کرے تو کیا اس کی نماز ٹوٹ جائے گی؟

بعض فقہاء کے نزدیک عورت کی آواز ستر ہے، جہر سے اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، اس لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ وہ جہر سے نہ پڑھے، اگر کچھ نمازیں جہر سے پڑھ چکی ہوں تو ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ: ٦/ ٥ ٦٣، مکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند)

عورتوں کے مخصوص ایام میں نماز وروزہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**اِذَا اَقْبَلَتْ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكَ الدَّمَ وَصَلِّيْ**'' کہ جب تم کو حیض شروع ہوجائے تو نماز کو چھوڑ دو اور جب حیض بند ہوجائے تو غسل کرکے نماز پڑھو۔ (بخاری: ۱/ ۳۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ: اَلَيْسَ إِذَا حَاضَتِ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا۔

اے عورتوں کی جماعت: کیا ایسا نہیں ہوتا کہ جب کسی عورت کو حیض آجاتا ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتی، روزہ نہیں رکھتی، تو عورتوں نے کہا جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی اس کے دین کا نقص ہے۔ (بخاری: ۳۰۴)

ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے مشہور محدث وفقیہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''**فاجمعت الامة على انه يحرم عليها الصلوٰة فرضها ونفلها واجمعوا على انه يسقط عنها فرض الصلوٰة فلا تقضي اذا طهرت**'' کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حائضہ عورت پر فرض اور نفل نماز دونوں حرام ہیں اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اس سے فرض نماز ساقط ہوتی ہے اور جب وہ پاک ہوجائے تو اس کی قضا واجب نہیں ہے۔ (المجموع: ۲/ ۳۵۵)

اسی طرح علامہ خطیب شربینی نقل کرتے ہیں: ''**ويحرم به اي الحيض ـــــ الصوم للاجماع على تحريمه وعدم صحته ـــــ ويجب قضاءه بخلاف الصلوٰة**'' کہ حیض کی وجہ سے روزہ رکھنا حرام ہوجاتا ہے اس لئے کہ روزہ کی حرمت اور عدم صحت پر اجماع ہے، البتہ اس کی قضا واجب ہے برخلاف نماز کے۔ (مغنی المحتاج: ۱/ ۶۵-۱۶۶)

حالت حیض میں خون کے بہنے کی وجہ سے عورتوں کے جسم میں کمزوری اور انہیں تکلیف لاحق ہوتی ہے اس کے باوجود اگر انہیں روزہ ونماز کا مکلف بنایا جاتا تو یقیناً مشقت در مشقت کا انہیں سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن اس حالت میں اسلام کے دو اہم رکن کو معاف کرکے عورتوں کی رعایت کی گئی ہے۔

حاملہ اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) کے لئے روزہ

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ'' کہ روزہ کی طاقت رکھنے کے باوجود روزہ نہ رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔ (البقرہ: ۱۸۴)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''والحبلى والمرضع اذ خافتا'' قال ابوداؤد: يعني على اولادهما افطرتا واطعمتا'' کہ حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ رکھنے کی وجہ سے خوف ہو تو روزہ کے بدلہ فدیہ دیں، امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے حمل کو یا دودھ پیتے بچہ کو تکلیف کا اندیشہ ہو تو انہیں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اس کے بدلہ مسکینوں کو ہر روزہ کے بدلہ فدیہ دینا ہے۔ (سنن ابی داوٗد: ۲۳۱۸)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ حاملہ اور مرضعہ کے لئے روزے کے احکام کو اس طرح نقل کرتے ہیں:

ان مذهبنا انهما ان خافتا على انفسهما لا غير او على انفسهما وولدهما افطرتا وقضيتا ولا فدية عليهما بلا خلاف وان افطرتا للخوف على الولد افطرتا وقضتا والصحيح وجوب الفدية'' کہ حاملہ اور مرضعہ کو اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے صرف اپنی ذات کو تکلیف پہنچنے کا امکان ہے یا اپنی ذات کیساتھ بچہ کو بھی تکلیف لاحق ہونے کا گمان ہے تو انہیں اس حالت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے البتہ بعد میں قضا ضروری ہے اور فدیہ واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر ان دونوں کو روزہ رکھنے میں کوئی مشقت نہیں البتہ روزہ کی وجہ سے بچہ کو تکلیف لاحق ہوتی ہے تو فی الحال روزہ نہیں رکھے گیں اور بعد میں اسکی قضا کیساتھ فدیہ بھی ادا کرے گیں۔ (المجموع: ۲۶۹/۶)

بھوک و پیاس سے انسانی جسم تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن حالت حمل اور دودھ پلانے کے

دوران اس کا احساس کچھ زیادہ ہی ہو جاتا ہے، کیوں کہ ایک طرف حمل کی تکلیف تو دوسری طرف بھوک و پیاس کی پریشانی، دودھ پلانے کی وجہ سے خون کی کمی کی پریشانی پھر اس پر روزہ کی تھکان کی بنا پر شریعت نے اس قسم کی عورتوں کو خصوصی رعایت دے کر انسانی فطرت کا مکمل خیال رکھا۔

حیض واستحاضہ کے ضروری مسائل

وَعَنْ اُمِّ سَلِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا اُمُّ سَلِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِتَنْظُرَ عَدَدَ اللَّيَالِيْ وَالْاَيَّامِ الَّتِيْ كَانَتْ تَحِيْضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ اَنْ يُصِيْبَهَا الَّذِيْ اَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلٰوةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَاِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ۔ (رواہ مالک وابوداؤد والدارمی)

’’ام المومنین حضرت سلمہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت کو خون آتا ہی رہتا تھا (بند ہوتا ہی نہ تھا) اس عورت کے لیے ام سلمہؓ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا (کہ یہ عورت اس حال میں ہے، کیا نماز بالکل ہی چھوڑے رکھے؟) (اس کے جواب میں) سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ عورت غور کرے کہ عادت سے زیادہ خون جاری ہونے سے پہلے ہر مہینہ اس کو کتنے دن (ماہواری) کا خون آتا تھا۔ ہر مہینہ سے اتنے ہی دنوں کو (حیض یعنی ماہواری) کا خون سمجھے اور اتنے دنوں کی نماز چھوڑے، پھر جب یہ دن گزر جائیں تو غسل کرلے (اس کے بعد جو خون آتا ہی رہے گا وہ ماہواری کا شمار نہ ہوگا، اور اس پر ماہواری کے احکام جاری نہ ہوں گے۔) لہٰذا یہ عورت کپڑے کا لنگوٹ باندھ لے، پھر نماز پڑھے۔‘‘ (مشکوۃ شریف ص ۵۷ ج ۱، از ابوداؤد، دارمی)

شرع کے مسئلوں میں شرم کرنا جہالت ہے

تشریح: ہر ماہ عورت کو جو خون آتا ہے اسے حیض کہتے ہیں۔ اس کے کچھ احکام ہم گزشتہ احادیث میں تشریح میں لکھ چکے ہیں، لیکن اس سلسلہ کے مسائل کی چونکہ ضرورت زیادہ رہتی ہے اور ان کے جاننے والے اور بتانے والے بہت کم ہوتے ہیں، اس لیے ذرا مزید تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں، شرع میں کیا شرم ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ:

نِعْمَ النِّسَآءُ نِسَاءُ الْاَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ اَنْ يَّتَفَقَّهْنَ فِى الدِّيْنِ۔

''یعنی انصار کی عورتیں بہت اچھی عورتیں ہیں، شرم ان کو اس بات سے نہیں روکتی کہ دینی سمجھ حاصل کریں۔''

یہ حضرت عائشہؓ کی بات ہم نے یہاں اس لیے لکھ دی کہ بعض جاہل عورتیں ایسے مسئلوں کے لکھنے اور بتانے پر اعتراض کرتی ہیں، جن کے پوچھنے یا بتانے میں شرم آتی ہے، یہ جہالت کی ماری برابر غلطیاں کرتی رہتی ہیں، اور مسئلہ دریافت کرنے کو شرم کے خلاف سمجھتی ہیں، شریعت میں ایسی شرم کی تعریف نہیں کی گئی بلکہ یہ بری شرم ہے۔

حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت

حیض (ماہواری خون) کی مدت جو شرح میں معتبر ہے، کم سے کم تین دن، تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے، اگر تین دن سے کم آ کر بند ہو جائے تو اس پر حیض کے احکام جاری نہ ہوں گے، اسی طرح اگر دس دن سے زیادہ آ جائے تو جتنے دن سب سے آخری مرتبہ خون آیا تھا اس سے جو زائد ہو گا وہ بھی حیض نہ ہو گا، حیض کے زمانہ میں چونکہ نماز پڑھنا منع ہے اور بھی بہت سے مسائل اس سے متعلق ہیں، اس لیے صحابی خواتینؓ اس سلسلہ کے مسائل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

سے دریافت کرتی رہتی تھیں، حدیث بالا (جس کا ترجمہ اوپر لکھا گیا ہے) اس میں حضرت ام سلمہؓ نے ایک اہم مسئلہ دریافت کیا ہے جس کے جاننے کی عورتوں کو ضرورت رہتی ہے، اگرچہ یہ مسئلہ ایک عورت کے واقعہ سے متعلق ہے مگر اس سے ساری امت کو ہدایت مل گئی۔ (تحفۃ النساء، ص 75)

جو خون میعاد سے بڑھ جائے اس کا حکم

عورتوں کو معلوم ہے کہ جو ماہواری خون آتا ہے، کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بند ہی نہیں ہوتا، اور دس دن دس رات سے آگے بڑھ جاتا ہے، بعض عورتوں کو کئی کئی ماہ تک آتا رہتا ہے، جو عورتیں مسئلہ نہیں جانتیں، جب تک خون آتا رہتا ہے نہ نماز پڑھتی ہیں نہ روزہ رکھتی ہیں، یہ غلط ہے اور خلاف شرع ہے، حدیث شریف میں جس طرح فرمایا ہے اسی طرح کرنا لازم ہے، مسئلہ یہ ہے کہ جس عورت کو برابر خون آرہا ہو، بند ہی نہیں ہوتا ہو یہ عورت غور کرے کہ گزشتہ ماہ میں (سب سے آخری مرتبہ) کتنے دن خون آیا، پس آخری بار جتنے دن خون آیا تھا ہر ماہ سے صرف اتنے ہی دن حیض ہے اور اس سے زیادہ جو خون ہے وہ حیض نہیں ہے، مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ کسی عورت کو مسلسل خون جاری ہونے سے پہلے سات دن حیض آتا تھا اور آخری مرتبہ بھی سات دن آیا تھا اور اب پندرہ دن آگیا یا آنا شروع ہوا تو مہینوں گزر گئے، بند ہی نہیں ہوتا، تو اس صورت میں صرف سات دن حیض مانا جائے گا، اور باقی ایام یعنی اس کے بعد جو آٹھ دن یا اس سے بھی زیادہ خون آیا ہے وہ حیض نہیں ہوگا، شرعاً اس زیادتی والے زمانہ میں حائضہ نہ مانی جائے گی، بشرطیکہ یہ زیادتی دس دن، دس رات سے آگے بڑھ جائے، جب زائد دن حیض میں شمار نہیں تو ان زائد ایام کی نمازیں اس پر فرض ہوں گی، جتنے دنوں نہیں پڑھیں ان کی قضا کرے اور اگر عادت کے خلاف خون زیادہ دن تک آیا، مگر دس دن رات آگے نہ بڑھا تو یہ سب حیض شمار ہوگا اور اگر کسی عورت کو پہلی مرتبہ حیض آیا اور برابر جاری رہا حتیٰ

کہ دس دن سے بڑھ گیا تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ دس دن دس رات حیض کے شمار ہوں گے اور باقی اس سے زائد جو خون آئے گا وہ حیض نہ ہوگا، اگر اس عورت کا خون برابر جاری رہے تو ہر ماہ دس دس رات دن کے حیض میں اور باقی استحاضہ میں شمار کرتی رہے۔ (عمدۃ القاری، ص/86)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض صحابی خواتین کو بہت زیادہ خون آیا، حتیٰ کہ ایک خاتون کے سات سال تک خون آتا رہا، جب آپ سے اس زائد خون کے جاری ہونے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ حیض کا خون نہیں ہے، بلکہ شیطان کی شرارت ہے۔ ایسا ہوا ہے کہ طبعی خون جتنا آنا چاہیے اس سے زیادہ آ گیا، شیطان اندر گھس کر رحم میں ایسی چوٹ مارتا ہے جس کی وجہ سے خون جاری رہتا ہے کہ طبعی خون جتنا آنا چاہیے اس سے زیادہ آ جاتا ہے۔

(تحفہ خواتین، ص/583)

استحاضہ کا حکم

جو خون تین دن تین رات سے کم آ کر بند ہو جائے یا عادت سے بڑھ کر دس دن سے آگے نکل جائے، یا جو خون زمانہ حمل میں آئے یا ۹ سال کی عمر ہونے سے پہلے آ جائے، علمائے شریعت کی بول چال میں اس کو استحاضہ کہتے ہیں۔ اور جس عورت کو یہ خون آتا ہے اسے مستحاضہ کہتے ہیں۔ حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا منع ہے۔ بلکہ حیض کے زمانہ کی نمازیں تو بالکل معاف ہیں اور رمضان کے روزوں کی قضا بعد میں رکھے اور استحاضہ والی عورت پر نماز فرض ہے اور اگر رمضان کا مہینہ ہو تو روزے رکھنا بھی فرض ہے اور یہ عورت وضو کر کے کعبہ شریف کا طواف بھی کر سکتی ہے اور قرآن شریف بھی چھو سکتی ہے اور قرآن شریف کی تلاوت بھی کر سکتی ہے، نماز کا وقت آ جانے پر وضو کر کے نماز پڑھے، اگر خون بند نہیں ہوتا تب بھی وضو کر کے نماز شروع کر دے،

اگر چہ نماز پڑھنے میں کپڑے خون میں بھر جائیں اور جاء نماز پر خون لگ جائے، قاعدہ کے مطابق (جس کا ذکر اوپر ہوا) جب حیض کے دن چلے جائیں تو ایک بار غسل کرلے، اس کے بعد اگر خون آتا رہے تب بھی اپنے آپ کو پاک سمجھے اور وضو کر کے نماز پڑھا کرے، اگر خون بالکل بند نہیں ہوتا تو اس پر معذور کے احکام جاری ہوں گے، جو بوقت ضرورت علماء سے معلوم کیے جاسکتے ہیں اور معذور کے کچھ احکام ہم بھی اس کتاب میں مریض کی نماز کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں۔ اگر استحاضہ کا خون ہر وقت نہیں آتا، کبھی کبھی آتا ہے، اور بہت سا وقت ایسا بھی گزرتا ہے کہ خون جاری نہیں ہے تو نماز کا وقت آنے پر انتظار کرلے، جب خون بند ہو جائے تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: حیض کے دنوں میں یہ ضروری نہیں ہے کہ برابر خون آتا ہی رہے۔ قاعدہ میں جب حیض کا خون آئے تو عادت کے دنوں کے اندر یا دس دن، دس رات کے اندر اندر بیچ میں جو ایسا وقت گزرے گا جس میں خون نہ آیا ہو (کبھی دو گھنٹہ، کبھی ایک گھنٹہ، کبھی ایک رات، کبھی ایک دن) تو یہ زمانہ بھی حیض ہی میں شمار ہوگا۔ مثلاً کسی عورت کو پانچ دن حیض آنے کی عادت ہے، اسے تین دن تین رات حیض آیا، پھر ایک دن صاف رہی پھر خون آ گیا تو یہ ایک دن جو صاف رہنے کا تھا یہ بھی حیض میں شمار ہوگا۔

مسئلہ: حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، خاکی، سبز، سیاہ رنگ جو بھی ہو سب حیض مانا جائے گا۔ جب گدی بالکل سفید نکلے تو اس وقت سمجھا جائے گا کہ حیض چلا گیا، اور اگر خون بند ہی نہ ہو اور استحاضہ کی صورت ہو تو اس کا مسئلہ اوپر گزر چکا ہے۔

مسئلہ: کسی عورت کو گزشتہ حیض کے بعد پندرہ دن گزر جانے پر خون آیا۔ اس نے سمجھا یہ حیض ہے اور نمازیں نہ پڑھیں، پھر وہ تین دن تین رات پورا ہونے سے پہلے موقوف ہو گیا اور پھر پندرہ بیس دن کچھ نہ آیا تو حیض سمجھ کر جو نمازیں چھوڑی تھیں ان کی قضا پڑھنا فرض ہے۔

مسئلہ: دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی مدت کم از کم پندرہ دن ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، اگر حیض آنا بند ہو جائے اور مہینوں نہ آئے تو جتنے دن بھی خون نہ آئے پاک سمجھی جائے گی۔

مسئلہ: اگر کسی نے نماز کا وقت ہو جانے پر فرض نماز پڑھنی شروع کر دی اور نماز کے درمیان حیض آیا تو یہ نماز فاسد ہو گئی اور ایام حیض گزر جانے کے بعد اس نماز کی قضا لازم نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت نے نماز کا وقت ہو جانے پر نماز پڑھنے میں دیر لگائی، حتیٰ کہ وقت ختم ہونے کے قریب ہو گیا اور اس وقت حیض آ گیا تو اس وقت کی نماز بھی معاف ہو گئی، اب اس کی قضا لازم نہ ہو گی۔

مسئلہ: اگر سنت یا نفل نماز پڑھتے ہوئے حیض آ گیا تو نماز فاسد ہو گی اور اس کی قضا لازم ہو گی۔

مسئلہ: اگر فرض یا نفل روزہ کے درمیان حیض آ گیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور اس کی قضا لازم ہو گی۔

مسئلہ: اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے، کہ جلدی اور پھرتی سے غسل کے فرائض ادا کر سکتی ہے، اور اس کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی۔ غسل کر کے اللہ اکبر کہہ کر نماز فرض شروع کر دے اور پوری پڑھ لے، البتہ اگر نماز فجر پڑھتے ہوئے سورج نکل آیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اس کو سورج بلند ہونے کے بعد پھر سے پڑھنا لازم ہو گا اور قضا پڑھنی پڑے گی، اور اگر اس سے بھی کم وقت ملا جس میں غسل اور تکبیر تحریمہ دونوں کی گنجائش نہ تھی تو اس وقت کی قضا لازم نہیں۔

مسئلہ: اگر پورے دس دن دس رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی اور نہانے کی گنجائش نہیں تو اس صورت میں نماز واجب ہو جاتی ہے اس کی قضا پڑھنا لازم ہے۔ (عمدۃ القاری، ص/378)

حیض والی عورت کا جسم اور لعاب پاک ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضَعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَاَتَعَرَّقُ الْعَرَقَ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضَعِ فِيَّ۔ (رواہ مسلم)

''حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ میں ماہواری کے زمانہ میں برتن سے پانی (وغیرہ) پی کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی تھی۔ آپ برتن میں اسی جگہ منہ لگا کر پیتے تھے جس جگہ میرا منہ لگا تھا، اسی طرح گوشت والی ہڈی کو منہ میں لے کر دانتوں سے گوشت چھڑا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی تھی، آپ اسی جگہ منہ لگا کر (گوشت چھڑا) لیتے تھے، جہاں میں نے منہ لگایا تھا۔''

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶، از مسلم)

حیض والی عورت کی گود میں تلاوت کرنا

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّكِئُ فِيْ حُجْرِيْ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

''حضرت عائشہؓ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میری ماہواری کے زمانہ میں میری گود میں تکیہ لگا (کر لیٹ بیٹھ جاتے) تھے، اور اسی حالت میں قرآن مجید پڑھتے تھے۔''

وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ مِرْطٍ بَعْضُهٗ عَلَيَّ وَبَعْضُهٗ عَلَيْهِ وَاَنَا حَائِض۔ (رواہ البخاری ومسلم)

''ام المومنین حضرت میمونہؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری ماہواری کے زمانہ میں اس حال میں نماز پڑھتے رہتے تھے کہ چادر کا ایک حصہ آپ کے اوپر اور ایک حصہ میرے اوپر ہوتا تھا۔'' (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶، از بخاری ومسلم)

تشریح: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ماہواری کے زمانہ میں عورت کے ہاتھ پاؤں، منہ اور لعاب اور پہنے ہوئے کپڑے ناپاک نہیں ہوجاتے ہیں، البتہ جس جگہ بدن یا کپڑے میں خون لگ جائے گا وہ جگہ ناپاک ہوجاتی ہے، ماہواری والی عورت کے ساتھ دوسری عورتوں کا، اس کی اولاد کا یا اس کے شوہر یا دوسرے محرموں کا اٹھنا بیٹھنا منع نہیں ہوجاتا ہے، حیض والی عورت کا جھوٹا پاک ہے، اس کی گود میں لیٹ کر اس کا شوہر قرآن شریف پڑھ لے تو کچھ حرج نہیں، جب حیض کے زمانہ میں یہ بات ہے تو استحاضہ میں بطریق اولیٰ اس کے ظاہری جسم اور لعاب کو پاک مانا جائے گا اور جو حکم حیض کے زمانہ کا ہے وہی نفاس کے زمانہ کا بھی ہے۔ یہودیوں اور ہندوؤں میں دستور ہے کہ حیض والی عورت کو اچھوت بنا کر چھوڑ دیتے ہیں، نہ وہ برتن کو ہاتھ لگائے، نہ کسی کا کپڑا چھوئے، شریعت اسلامیہ میں ایسا نہیں ہے۔

قال ابن عابدين الشامى ولا يكره طبخها ولا استعمال مامسته من عجين اونحوهما ولاينبغى ان يعزل عن فراشها لان ذلک يشبه فعل اليهود بحر وفى السراج بكره ان يعزلها فى موضع لايخالطها فيه۔

"حیض والی عورت کا کھانا پکانا اس کے چھوئے ہوئے آٹے اور پانی وغیرہ کو استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اس کو اس کے بستر سے علیحدہ نہ کیا جائے کیوں کہ یہ یہودیوں کے فعل کے مشابہ ہے۔ حیض والی عورت کو علیحدہ کر دینا کہ جہاں وہ ہو وہاں کوئی نہ جائے ایسا کرنا درست نہیں ہے۔"

(شامی ص ۱۹۴ ج ۱)

اسلام سے پہلے لوگوں نے عورت کو بہت گرا رکھا تھا اور اس کی کوئی حیثیت نہیں سمجھی جاتی تھی، اسلام نے عورت کو بلند کیا اور اس کے احترام کا سبق دیا، مگر افسوس ہے کہ آج عورتیں اسلام ہی کو مصیبت سمجھنے لگی ہیں، اور اس کے احکام سے جی چراتی ہیں۔

حیض کے زمانہ میں میاں بیوی کی بے تکلفی کی کیا حد ہے؟

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ اِنَّ رَجُلاً سَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحِلُّ

لِيْ مِنِ امْرَأَتِيْ وَهِيَ حَائِضٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشُدُّ عَلَيْهَا إِزَارَهَا ثُمَّ شَأْنُكَ بِأَعْلَاهَا۔ (رواہ مالک والدارمی مرسلا)

''حضرت زید بن اسلمؒ (تابعی) کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ جب میری بیوی کے ماہواری کے دن ہوں اس وقت میرے لیے ازدواجی سلسلہ کے تعلقات کی کس حد تک اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے جسم پر تہبند باندھ دو، پھر اس کے اوپر کے حصہ میں مشغول ہو سکتے ہو۔ (مثلاً بوسہ وغیرہ لے سکتے ہو)''

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶، از موطا و مسند دارمی)

تشریح: ماہواری کے زمانہ کے متعلق جو احکام ہیں ان میں ایک یہ حکم بھی ہے کہ عورت کا شوہر اس سے لذت حاصل نہ کرے، لیکن لذت حاصل کرنے کی کئی صورتیں ہیں، اور حکم بھی الگ الگ ہیں، میاں بیوی کا جو ایک خاص کام ہے جس میں شرم کی سب حدیں ٹوٹ جاتی ہیں، یہ زمانہ حیض میں بالکل حرام ہے، اگر کبھی ایسا ہو جائے تو توبہ کریں، قرآن شریف میں ارشاد ہے:

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ۔

''یعنی عورتیں جب تک حیض سے پاک نہ ہو جائیں (اپنے مخصوص کام کے لئے) ان کے قریب تک نہ جاؤ۔''

باقی رہا ایام ماہواری میں حیض والی عورت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، تو یہ سب جائز ہے۔ جیسا کہ اوپر والی احادیث کی تشریح میں گزرا، مگر اس بات کا خیال لازم ہے کہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک عورتوں کے جسم کا جو حصہ ہے، ایام ماہواری میں اس کا شوہر اس حصہ کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ کوئی دوسرا عضو اس سے چھوائے، ناف سے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے عورت کے جسم کا جو حصہ ہے ایام ماہواری میں شوہر اس کو ہاتھ لگا سکتا ہے اور بوسہ دے سکتا ہے، حدیث بالا میں جو یہ فرمایا

کہ ''حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو تہبند بندھوا کر اس کے اوپر والے حصہ میں مشغول ہوسکتا ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ بوسہ لے سکتا ہے، سر، سینہ، کمر چھو سکتا ہے۔

مسئلہ: جو تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے عورت پر لازم ہے کہ مرد کو اس کی خلاف ورزی نہ کرنے دے اور خاص کام تو بالکل ہی نہ ہونے دے، اگر عورت کی رضامندی سے گناہ کا کام ہوگا تو وہ بھی گناہگار ہوگی، جہاں تک ممکن ہو مرد کو گناہ سے باز رکھے۔

احکام حیض

مسئلہ: اگر کسی عورت کا حیض دس دن دس رات پورے ہوجانے پر ختم ہوا ہے اور اس عورت نے سستی، کاہلی کی وجہ سے غسل نہیں کیا تو اس کا شوہر غسل کرنے سے پہلے اس سے میاں بیوی والا خاص کام کرسکتا ہے، مگر بہتر اور افضل یہی ہے کہ غسل سے پہلے پرہیز کرے۔

مسئلہ: اور اگر دس دن کے اندر اندر عادت کے مطابق کسی عورت کا حیض ختم ہوگیا (جیسے کسی کو پانچ یا چھ دن کی عادت تھی) اور عورت نے ابھی غسل نہیں کیا ہے اور نہ کسی نماز کا آخری وقت اس قدر گزرا ہے کہ جس میں غسل کرنے سے اور تکبیر تحریمہ کہنے کی گنجائش باقی ہو تو اس صورت میں اس کا شوہر اس سے اپنا خاص کام نہیں کرسکتا، ہاں اگر عورت غسل کرچکی ہے یا ایک نماز کا اتنا وقت گزر گیا کہ جس میں غسل کرکے تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ سکتی تھی، تو میاں بیوی کا خاص کام جائز ہوگا۔

مسئلہ: جتنے دن حیض آنے کی عادت ہے اگر اس سے کم دن حیض آکر رہ گیا۔ مثلاً سات دن کی عادت تھی، کسی مہینہ پانچ دن آکر خون بند ہوگیا تو عورت کو چاہیے کہ غسل کرکے نماز اور فرض روزہ شروع کردے، لیکن اس کے شوہر کو اپنا خاص کام کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ غسل کرچکی ہو، ایام عادت پورے ہونے کا انتظار کرے۔ (مفتاح الصلوۃ، ص/34)

مسئلہ: جس عورت کو سب سے پہلا حیض آیا مگر دس دن سے کم آکر بند ہوگیا یا کسی عورت کو ایام عادت سے کم حیض آیا۔ مثلاً سات دن کے بجائے پانچ دن آکر بند ہوگیا تو ان دونوں صورتوں میں

غسل کرنے کی جلدی نہ کرے بلکہ خون بند ہونے کے بعد نماز کا پہلا جو وقت آئے یا جو وقت نماز میں موجود ہو اس کے ختم ہونے کے قریب غسل کر کے نماز پڑھے، مگر وقت مکروہ سے پہلے پڑھ لے۔

حیض کا کپڑا پاک کر کے اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے

وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَتْ سَاَلَتْ امْرَأَۃٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَئَیْتَ اِحْدٰنَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَیْضَۃِ کَیْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدٰکُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَیْضَۃِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لْتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِیْهِ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

''حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ نے بیان فرمایا کہ ایک عورت نے مسئلہ دریافت کرتے ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے میں حیض کا خون لگ جائے تو اس کو پاک کرنے کے لیے کیا صورت اختیار کرے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے (اور سوکھ جائے) تو اس کو (کسی لکڑی وغیرہ سے) کھرچ دے، پھر پانی سے دھودے، اس کے بعد اس کپڑے میں نماز پڑھ لے۔'' (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲ از بخاری ومسلم)

تشریح: خون نجاست غلیظہ ہے، خواہ حیض کا خون ہو، خواہ نفاس کا، خواہ استحاضہ کا، خواہ بدن کے کسی اور حصہ سے نکلا ہو، جب کسی کپڑے پر خون لگ گیا تو جتنی جگہ لگا ہے اتنی ہی جگہ ناپاک ہوگی، جب اس جگہ کو پاک پانی سے دھو ڈالے تو وہ کپڑا پاک ہو جائے گا، اگر خون کپڑے میں لگ کر سوکھ گیا ہو تو دھونے سے پہلے کھرچ ڈالنا بہتر ہے تاکہ پانی سے صاف کرتے وقت آسانی ہو، اگر صابن سے دھودے تو یہ بھی ٹھیک ہے، بہرحال جس جگہ خون لگا ہو صرف وہی جگہ ناپاک ہوگی، پورا کپڑا دھونا لازم نہیں ہے بلکہ پورے کپڑے کو یہ سمجھ کر دھونا کہ شرعاً پورا دھونا لازم ہے، بدعت ہوگا، خوب سمجھ لو۔

اسی طرح جس کپڑے میں میاں بیوی کا مخصوص عمل ہوا ہو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا۔ ہاں جس جگہ نجاست لگ جائے وہ جگہ ناپاک ہو جائے گی۔ بعض جگہ دستور ہے کہ شادی کی رات گزارنے پر صبح کو دلہن کے سب کپڑے مکمل دھوتے ہیں اور ریشمی کپڑوں کا ناس کر دیا جاتا ہے، یہ جہالت کی بات ہے۔

نفاس کے احکام

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَ كُنَّا نُطْلِيْ وَجُوْهَنَا بِالْوَرْسِ۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی واللفظ لہ)

''ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورت بچے کی پیدائش کے بعد چالیس دن تک بیٹھی رہتی تھی (یعنی نہ نماز پڑھتی تھی نہ روزہ رکھتی) اور ہم جھائیاں دور کرنے کے لیے اپنے چہروں پر ورس ملا کرتے تھے (جو ایک قسم کی گھاس تھی)''

(ترمذی شریف ص ۲۷، ج ۱، ابوداؤد شریف ص ۴۳ ج ۱)

تشریح: بچہ کی پیدائش کے بعد خون جاری ہوا کرتا ہے، اس خون کو نفاس کہتے ہیں اور اس زمانہ میں عورت کو نفساء کہا جاتا ہے، اس عورت کے بھی وہی احکام ہیں جو حیض والی عورت کے ہیں، جس طرح حیض والی عورت پر نماز فرض نہیں ہے، اور اسے کوئی بھی نماز ادا کرنا یا قرآن شریف پڑھنا یا اس کا چھونا یا مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں، اسی طرح نفاس والی عورت پر بھی نماز فرض نہیں ہے اور نہ اسے نماز پڑھنا درست ہے اور قرآن شریف پڑھنا یا اس کا چھونا یا مسجد میں داخل ہونا بھی اس کے لیے جائز نہیں ہے، البتہ قرآن شریف کو غلاف کے ساتھ چھونا جائز ہے، مگر جلد پر جو چولی چڑھی رہتی ہے، وہ غلاف کے حکم میں نہیں ہے، اگر غلاف کے اندر قرآن شریف نہیں ہے تو چڑھی ہوئی چولی کو ہاتھ لگانا، اس کے لیے جائز نہ ہوگا، چولی سے مراد وہ کپڑا ہے جو پٹھوں کے ساتھ سلا ہوا ہو، پلاسٹک کور جو پٹھوں سے بالکل چپکا ہوا ہو یا سلا ہوا ہوتا ہے جو جدا نہیں ہوتا وہ بھی چولی کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: نفاس والی عورت کو کوئی روزہ (نفل یا فرض) رکھنا جائز نہیں، اگر رمضان میں ایسا موقع آجائے تو روزے چھوڑ دے، پھر بعد میں پاکی کے زمانہ میں قضا رکھ لے۔

مسئلہ: حیض والی عورت کی طرح نفاس والی عورت بھی قرآن مجید کے علاوہ دوسری چیزیں پڑھ سکتی ہیں۔ مثلاً درود شریف، استغفار، پہلا، دوسرا، تیسرا اور چوتھا کلمہ وغیرہ اور اگر کوئی آیت دعا بہ طور دعا کے پڑھنا چاہے تو وہ بھی پڑھ سکتی ہے۔

نفاس کی مدت

حدیث بالا میں نفاس کی انتہائی مدت بتائی گئی ہے، جس کی تشریح یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے چالیس دن کے اندر اندر جب بھی بند ہو جائے (خواہ صرف ایک دن آکر بند ہو جائے) تو غسل کر کے نماز شروع کر دے، چالیس دن پورے ہو جانے پر بھی خون بند نہ ہو تو تب بھی نفاس ختم ہو گیا، اب غسل کرے اور وضو کر کے نمازیں پڑھتی رہے، کیوں کہ اس پر پاک عورت کے احکام شروع ہو گئے، عورتوں میں یہ دستور ہے کہ خواہ مخواہ چالیس دن نماز سے رو کے رکھتی ہیں، اگر چہ خون آنا بند ہو جائے یہ غلط ہے اور خلاف شرع ہے، اگر چالیس دن پورے ہو چکے ہیں اور خون برابر آتا ہے، کسی وقت بھی بند نہیں ہوتا تب بھی ایک بار غسل کر کے نماز شروع کر دے، پھر ہر فرض نماز کا وقت آنے پر نیا وضو کر لیا کرے۔

یہاں یہ امر یاد رکھنا ضروری ہے کہ اگر کسی عورت کی پہلی بار ولادت ہوئی ہے اور خون چالیس دن جاری رہا تو چالیس دن پورے ہو جانے پر غسل کر کے نماز شروع کر دے اور اگر کسی عورت کی پہلے بھی اولاد ہو چکی ہے اور یہ معلوم ہے کہ اس ولادت سے پہلے جو ولادت ہوئی تھی اس وقت اتنے دن خون آیا تھا تو چالیس دن کے اندر اندر سب نفاس ہی کا خون مانا جائے گا، لیکن اگر

چالیس دن سے بڑھ گیا تو پچھلی مرتبہ کے ایام گزرنے کے بعد جس قدر زائد دن ہوں گے، وہ سب پاکی میں شمار ہوں گے اور اس زائد خون کو استحاضہ کہیں گے۔

مثلاً کسی عورت کو ۳۰ دن نفاس آتا تھا، اب ایک مرتبہ ۳۵ دن آ گیا تو یہ نفاس ہے، لیکن اگر ۴۵ دن آ گیا تو ۳۰ دن کے بعد جو ۱۵ دن ہیں یہ نفاس میں شمار نہ ہوں گے، بلکہ ان ایام میں عورت پر پاکی کے احکام جاری ہوں گے اور نفاس سمجھ کر ۳۰ دن کے بعد جو نمازیں ترک کی ہیں ان سب کی قضا لازم ہوگی، اچھی طرح سمجھ لو۔ (عمدۃ القاری، ص/45)

مسائل نفاس

مسئلہ: اگر کسی عورت کو ولادت کے بعد بالکل ہی خون نہ آئے تو پیدائش کے بعد ہی غسل کر کے نماز شروع کر دے، اگر غسل سے جان کا خطرہ ہو یا شدید مرض میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہو، اور گرم پانی بھی ایسا ہی ضرر دے تو غسل کی جگہ تیمم کر لے اور نماز کے لیے وضو اور (بصورت جواز تیمم) کر لیا جائے، پھر جب اندیشہ ہلاکت یا شدید مرض کا جاتا رہے (جس کی وجہ سے غسل کی جگہ تیمم کیا تھا) تو غسل کر لے، نماز کی طاقت کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر نہ ہو تو لیٹے لیٹے پڑھے۔

مسئلہ: یہ کوئی ضروری نہیں کہ نفاس کا خون ہر وقت آتا ہی رہے بلکہ مدت نفاس کے اندر جو خون آئے گا وہ نفاس ہوگا، اگرچہ درمیان میں دو چار گھنٹے یا ایک دو دن تک نہ آئے۔

مسئلہ: اگر کسی کا ناتمام بچہ جاتا رہا تو دیکھا جائے گا کہ اس کا کوئی ایک آدھ عضو (انگلی، ناخن وغیرہ) بن چکا تھا تو جو خون جاری ہوگا اس پر نفاس کے احکام جاری ہوں گے، اور کوئی عضو نہ بنا تھا تو جو خون آئے وہ نفاس کے حکم میں نہ ہوگا، البتہ بعض صورتوں میں اسے استحاضہ اور بعض صورتوں میں حیض کہہ سکتے ہیں۔ ضرورت کے وقت کسی عالم سے مسئلہ دریافت کرا لیں۔

مسئلہ: اگر ایک حمل سے کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں کی پیدائش کے درمیان گھنٹہ یا دو گھنٹہ یا ایک دو دن یا ایک سے زیادہ وقفہ ہو (بشرطیکہ چھ ماہ سے کم ہو تو) پہلے ہی بچہ کی پیدائش کے بعد جاری ہونے والا خون نفاس مانا جائے گا۔

مسئلہ: حالت حمل میں جو خون آئے وہ حیض یا نفاس نہیں بلکہ استحاضہ ہے، نیز پیدائش سے پہلے جو خون یا پانی وغیرہ جاری ہوتا ہے وہ بھی حیض و نفاس نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے۔ بچہ کا اکثر حصہ باہر آنے کے بعد جو خون جاری ہوگا وہ نفاس ہوگا۔

مسئلہ: حیض اور نفاس کے زمانہ میں کعبہ شریف کا طواف کرنا حرام ہے، بہت سی عورتیں حج کو جاتی ہیں اور مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ایسی غلطی کر بیٹھتی ہیں، پھر جہالت کی وجہ سے اس کی شرعی تلافی بھی نہیں کرتی ہیں، اگر کسی نے ایسا کیا ہو تو علماء سے معلوم کر کے تلافی کرے۔

مسئلہ: پیدائش سے چھٹے دن جو عورت کو غسل دینا ضروری سمجھا جاتا ہے، شرعاً اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔

حدیث شریف کے آخر میں یہ بھی فرمایا کہ نفاس کے زمانہ میں نہانے دھونے کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے جو چہرہ پر چھائیاں پڑ جاتی ہیں اور مرجھانے کا جو اثر آجاتا ہے اسے درست کرنے کے لیے ہم چہرہ پر ورس ملا کرتے تھے، یہ ایک گھاس ہوتی تھی جس کے ملنے سے کھال درست ہو جاتی تھی، جیسا کہ بعض علاقوں میں سنترہ کے چھلکوں سے یہ کام لیا جاتا ہے اور اب اس کی جگہ بہت سے پاؤڈر اور کریمیں چل گئی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ چہرہ کو صاف ستھرا رکھنا اور اچھا بنانا بھی اچھی بات ہے، مگر کافروں اور فاسقوں کے ڈھنگ اور طرز پر نہ ہو۔

کپڑے سے منی دھونا

وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ

الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى

الصَّلٰوةِ وَاَثَرُ الْغُسْلِ فِيْ ثَوْبِهٖ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

''حضرت سلیمان بن یسار رحمتہ اللہ تعالیٰ (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ کپڑے پر منی لگ جائے تو (پاک کرنے کے لئے) کیا کیا جائے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھو دیتی تھی، پھر آپ اس کپڑے کو پہن کر نماز کے لیے اس حال میں تشریف لے جاتے تھے کہ دھونے کے نشان نظر آتے تھے۔'' (مشکوٰۃ ص ۵۲، ج ۱، از بخاری ومسلم)

مذی اور منی دونوں ناپاک ہیں

تشریح: مرد وعورت میں اللہ تعالیٰ نے فطری تقاضے رکھے ہیں، میاں بیوی کو جو ایک دوسرے کی طرف خاص میلان ہوتا ہے، اسے خواہش اور شہوت کہتے ہیں، جب شہوت ہوتی ہے تو پہلے پہلے کچھ گاڑھا سا پانی نکلتا ہے، اس سے شہوت بڑھتی ہے، اس پانی کو مذی کہتے ہیں، شہوت اور خواہش بڑھتے بڑھتے، پھر ایک مادہ خارج ہوتا ہے جس کے نکل جانے پر خواہش ختم ہو جاتی ہے، اس مادہ کو منی کہتے ہیں۔ (تحفۃ القاری، ص/78)

مذی اور منی دونوں ناپاک ہیں، کپڑے یا بدن پر (ایک روپیہ کے پھیلاؤ سے) زیادہ مقدار میں لگی ہوں تو نماز نہ ہوگی، ان کو دھو کر نماز پڑھیں۔

مذی سے وضو اور منی سے غسل فرض ہو جاتا ہے

مذی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جاگتے میں یا سوتے میں منی نکلنے سے غسل فرض ہو جاتا

ہے، البتہ مردوں کو جو جریان کی بیماری ہوجاتی ہے جس میں خواہش کے بغیر منی کے قطرے آجاتے ہیں یا عورتوں کو جو بیماری کی وجہ سے (لیکوریا کے مرض میں) جو سفید پانی آتا رہتا ہے، اس سے غسل فرض نہیں ہوتا، ہاں اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

منی اور مذی دونوں کو اگر اس طرح دھوڈالیں کہ بدن یا کپڑے سے چھوٹ جائیں تو بدن اور کپڑا پاک ہوجاتا ہے، البتہ منی اگر خوب گاڑھی ہو جو بتاشہ کی طرح کپڑے پر خشک ہوگئی ہے اور اس میں پیشاب یا کوئی دوسری ناپاکی نہ مل گئی ہو، تو ایسی صورت میں خوب رگڑ دینے سے کپڑا پاک ہوجاتا ہے، بشرطیکہ رگڑنے سے منی بالکل چھوٹ جائے۔

بعض احادیث میں پاک کرنے کا یہ طریقہ بھی آیا ہے اور یہ طریقہ صرف خشک منی کے لیے ہے، لیکن ہمارے زمانہ میں چونکہ غذائیں خراب ہیں، مصنوعی گھی، چربی اور ملاوٹ کی چیزیں کھائی جاتی ہیں، اس لیے ایسی گاڑھی منی آج کل عموماً نہیں ہوتی، لہٰذا ایسی صورت میں منی تر ہو یا خشک اس کو دھو کر ہی کپڑا پاک کرلیں۔

اس حدیث سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ منی والا کپڑا دھو دینے سے پاک ہوجاتا ہے وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ عورت کو چاہیے کہ شوہر کی خدمت کرے، اس کے کپڑے دھوئے اور دوسری خدمت انجام دے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بن ٹھن کر باہر نکلنے کا خیال نہ فرماتے تھے، دیکھو کپڑے سے ناپاک چیز دھوئی ہے، پانی کے نشان نظر آرہے ہیں، اور آپ اسی کپڑے کو زیب تن فرما کر نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے ہیں۔

آج کل کے لوگوں میں بناوٹ، تصنع، ظاہر ٹیپ ٹاپ اور فیشن بازی کا بہت خیال ہے، بہت سے کپڑے رکھنے پڑتے ہیں جس کی وجہ سے قرض دار بھی ہوتے ہیں، رشوت لیتے ہیں اور طرح طرح کی پریشانیوں میں پھنس جاتے ہیں، پھر یہ بات عجیب ہے کہ مخصوص رواجی کاٹ کا لباس اور

چالو فیشن کی وضع داری اور چمک دمک کا خیال تو بہت زیادہ کرتے ہیں مگر پانی کا خیال نہیں کرتے۔ یعنی نظافت کو دیکھنے میں طہارت کی طرف ذرا خیال نہیں لے جاتے، اس زمانہ کے ٹیڈی سو دوسو روپے گز کا کپڑا پہن کر نکلتے ہیں، جس میں ذرا شکن ہو تو باہر نہ نکلیں، ظاہری ٹپ ٹاپ اس قدر، مگر پیشاب کر کے بلا استنجاء یونہی کھڑے ہو جاتے ہیں، سیکڑوں روپے کے سوٹ میں کافی مقدار میں پیشاب بھی بھرا رہتا ہے، یہ نتیجہ ہے اپنے مشفق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع چھوڑنے اور دشمنوں کی خو بو اختیار کرنے کا۔

بیمار کی نماز

بیمار آدمی کے لیے فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا اس وقت جائز ہے، جب کہ وہ قیام پر قادر نہ ہو ،مثلاً: کھڑا ہو تو گر جائے یا سر چکرائے ، یا مرض کے بڑھ جانے یا شفا میں تاخیر ہونے کا اندیشہ ہو، یا کھڑے ہونے میں سخت تکلیف ہوتی ہو وغیرہ۔ لیکن اگر وہ تکبیرِ تحریمہ کہنے کے بقدر بھی قیام کرسکتا ہو، تو اسے چاہیے کہ کھڑا ہو کر تکبیرِ تحریمہ کہے، پھر بیٹھ کر یا ٹیک لگا کر نماز مکمل کرلے۔

(سنن ابی داوٗد، ص/ ۷ ۱۳، باب في الصلاۃ القاعد، جامع الترمذي: ۱/ ۸۵)

بغیر داڑھی اور ٹوپی کے اذان واقامت

مسئلہ: داڑھی رکھنا واجب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے(۱)، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹوپی کا ثبوت بھی ملتا ہے(۲)، اس لیے بغیر داڑھی وبغیر ٹوپی کے اذان واقامت کہنا خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ:۶/ ۱۲۸، و۱۹/ ۳۰۰-۳۰۲، کراچی)

ترکِ تعدیل سے کیا سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

اگر کوئی سہواً نماز میں قومہ اور جلسہ سکون سے نہ کرے اور نماز میں تعدیل نہ کرے تو سجدۂ سہو

واجب ہوگا، اصل میں سجدۂ سہو اس فعل سے واجب ہوتا ہے جو سہواً ہو اور جو لوگ عمداً و عادتاً قومہ و جلسہ پورا نہیں کرتے اس میں سجدۂ سہو نہیں ہے بلکہ ایسی نمازوں کا اعادہ واجب ہے، کیونکہ ترکِ واجب عمداً کرنے سے اعادہ واجب ہوتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۴/ ۳۸۵)

چار رکعت والی نماز میں امام نے تین رکعت پر سلام پھیر دیا، مقتدیوں کا تذکرہ سن کر کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

امام نے چار رکعت والی نماز میں سہواً تین رکعت پر سلام پھیر دیا اور ابھی قبلہ ہی طرف رخ کیا ہوا بیٹھا ہے کہ مقتدیوں میں تذکرہ ہوا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں، یہ سن کر امام صاحب فوراً اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہو گئے اور چوتھی پوری کر کے سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا، اس صورت میں امام اگر کچھ نہیں بولا تو اس کی نماز ہوئی اور جن مقتدیوں نے بات نہیں کی ان کی نماز بھی ہوگئی لیکن جن مقتدیوں نے بات کی ان کی نماز نہیں ہوئی ان کو اعادہ کرنا ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۴/ ۴۱۰)

سجدۂ سہو واجب ہو گیا لیکن نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سجدۂ سہو واجب ہونے کے بعد اگر نہ کرے تو نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۴/ ۴۱۴، مکتبہ دار العلوم دیو بند۔ احسن الفتاویٰ: ۴/ ۴۷)

نماز میں سو جانے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

نماز میں اگر کوئی شخص اس طرح سو گیا جو مفسدِ صلوٰۃ نہیں اور اس دوران تین تسبیح ادا کرنے کے بقدر ادائے فرض میں تاخیر ہو جائے تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۴/ ۴۱۹)

تین تسبیح کے بقدر خاموش رہنے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

اگر کوئی قرأت کے درمیان یا سورۂ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کے بقدر خاموش رہا تو سجدۂ سہو واجب ہے، اگر اس سے کم ہو تو واجب نہیں۔ (احسن الفتاویٰ: ۴/ ۴۷)

کیا قضاء نمازوں میں بھی سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟

نماز خواہ اداء ہو یا قضاء، فرض ہو یا واجب، سنت یا نفل، جب اس میں ایسی بھول ہوجائے کہ واجب چھوٹ جائے یا نماز کے کسی فرض میں تاخیر ہوجائے یا کسی واجب میں تاخیر ہوجائے تو سجدۂ سہو لازم ہوجاتا ہے اور سجدۂ سہو ہمیشہ آخری التحیات میں عبدہٗ و رسولہٗ پڑھ کر ایک طرف سلام پھرنے کے بعد کیا جاتا ہے اور سجدۂ سہو کے بعد دوبارہ التحیات، درود شریف اور دعاء پڑھ کر سلام پھیر دے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ۲/ ۳۶۴)

نفل نماز میں سہو ہوجائے تو سجدۂ سہو کرے یا نہ کرے؟

نفل نماز شروع کرنے کے بعد واجب ہوجاتی ہے اور یہ کچھ نماز ہی پر موقوف نہیں، تمام ہی عبادتیں نفل کے طور پر شروع کی جائیں تو شروع کرنے کے بعد ان کو پورا کرنا واجب ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ اگر تکمیل سے پہلے توڑ دیں تو قضاء واجب ہوتی ہے، اس لئے فرض نماز ہو یا نفل سجدۂ سہو جن امور سے واجب ہوتا ہے ان کے پائے جانے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا، دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/ ۴۴۵، دیوبند۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/ ۴۰۹)

کیا سجدۂ سہو کے وجوب میں تمام نمازیں برابر ہیں؟

نماز فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا نفل تمام نمازوں میں سجدۂ سہو کا حکم یکساں ہے، البتہ نماز عید اور جمعہ میں بشرطیکہ مجمع بہت زیادہ ہو اور سجدۂ سہو کرنے سے نمازیوں میں انتشار پیدا ہونے اور تشویش میں پڑنے کا اندیشہ ہو، یا وہ نماز خراب کرلیں گے تو ایسی صورت میں سجدۂ سہو معاف ہوجاتا ہے، اسی طرح اگر کسی جگہ تراویح میں بھی مجمع بہت زیادہ ہو اور سجدۂ سہو سے نمازیوں میں انتشار اور نماز میں فساد کا قوی اندیشہ ہو تو سجدۂ سہو ساقط ہوجائے گا اور نماز کے اعادہ کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۵/ ۱۹۰، مکتبہ دار الاشاعت، کراچی)

قیام میں بھولے سے التحیات پڑھ لے تو سجدۂ سہو لازم ہے یا نہیں؟

قیام میں اگر ثناء کی جگہ التحیات پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر سورۂ فاتحہ کے بجائے التحیات پڑھی تو سجدۂ سہو لازم ہے، اسی طرح اگر سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ کی جگہ التحیات پڑھ لی تب بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ۲/ ۳۶۶، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند۔ فتاوی رحیمیہ: ۵/ ۱۸۴، مکتبہ دارالاشاعت، کراچی۔ احسن الفتاوی: ۴/ ۳۶، زکریا بکڈپو، دیوبند)

قیام میں التحیات و تسبیح اور رکوع و سجدہ میں قراءت کرنے سے کیا سجدۂ سہو لازم ہوگا؟

قیام میں قراءت کے بجائے التحیات پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوگا دعاء یا تسبیح پڑھنے سے نہیں ہوگا، رکوع میں تسبیح کے بجائے قراءت نہیں کی جاتی لیکن اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ۲/ ۳۶۷، فتاوی محمودیہ: ۷/ ۴۱۰)

سورۂ فاتحہ یا دوسری سورۃ چھوڑ دینے سے کیا سجدۂ سہو واجب ہوگا؟

نماز میں مطلق قراءت فرض ہے اور معین طور پر سورۂ فاتحہ پڑھنا اور اس کے بعد کوئی سورۃ (یا ایک بری آیت یا چھوٹی تین آیتیں) ملانا یہ دونوں واجب ہیں، اس لئے اگر بالکل قراءت ہی نہیں تو ترکِ فرض کی سبب نماز نہیں ہوئی، اگر سورۂ فاتحہ یا سورۃ نہیں پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اور سجدۂ سہو سے نماز درست ہوجائے گی۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل: ۲/ ۳۶۷)

سرّی نماز میں سورۂ فاتحہ جہراً اور جہری نماز میں آہستہ پڑھے تو کیا حکم ہے؟

سرّی نماز میں تین آیات کی مقدار سہواً بلند آواز سے پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہوگا اور اسی

طرح جہری نماز میں سورۂ فاتحہ جہری نہیں پڑھا بلکہ صرف سورۃ جہری پڑھا تب بھی سجدۂ سہو واجب ہے، اس سے نماز درست ہو جائے گی۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/ ۴۰۵، دیوبند۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/ ۳۸۲، مکتبہ دارالعلوم دیوبند۔ فتاویٰ رحیمیہ: ۵/ ۱۸۷، احسن الفتاویٰ: ۴/ ۳۱)

تکرارِ فاتحہ سے سجدۂ سہو کا کیا حکم ہے؟

اگر فرض پہلی دو رکعت میں سہواً مسلسل مکرر سورۂ فاتحہ پڑھا ہے تو سجدۂ سہو لازم ہے، اگر اخیر کی دو رکعت میں مکرر پڑھا ہے یا پہلی دو رکعت میں ہی مکرر پڑھا ہے مگر مسلسل نہیں بلکہ ایک دفعہ سورۃ ملانے سے پہلے پڑھا دوبارہ سورۃ ملانے کے بعد پڑھا ہے تو سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا، عمداً پڑھنے سے بھی اِس صورت سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا، البتہ ایسی صورت میں نماز مکروہ ہوگی۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/ ۴۰۸، دیوبند احسن الفتاویٰ: ۴/ ۳۱ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/ ۳۹۶، مکتبہ دارالعلوم دیوبند۔ فتاویٰ رحیمیہ: ۵/)

سورۂ فاتحہ مکمل پڑھنا واجب ہے یا نہیں؟

نماز میں مکمل سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے، اگر کوئی آیت بھول جائے تو ترکِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہے، اگر سورۂ فاتحہ کے ساتھ پڑھی جانے والی سورۃ کی ایک آیت کو دو مرتبہ پڑھ دے تو سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/ ۴۲۹، دیوبند۔ احسن الفتاویٰ: ۴/ ۳۲ فتاویٰ رحیمیہ: ۵/ ۱۸۷)

پہلی دو رکعت میں سورۃ بھول جانے پر سجدۂ سہو کا کیا حکم ہے؟

چار رکعت والی فرض میں پہلی دونوں رکعتوں میں اگر ضمِ سورۃ بھول جائے یا مغرب کی پہلی رکعت میں بھول جائی تو چار رکعت والی میں اخیر کی دو رکعت میں اور مغرب کی تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملالے اور جہر بھی کرے، اسی طرح اگر پہلی دو رکعت میں اور مغرب کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ بھول گیا تو بعد والی رکعتوں میں فاتحہ مکرر نہ پڑھے، اور ان تمام صورتوں

میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۷/ ۴۱۳ فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/ ۳۹۷، کتاب الفتاویٰ: ۲/ ۴۳۲)

امام سورۂ فاتحہ کے بعد سوچتا رہا تو سجدۂ سہو کرنا ہوگا یا نہیں؟

سورۂ فاتحہ ختم کرنے کے بعد آمین اور سورۃ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کے علاوہ ایک رکن مقدار یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر خاموش رہا یا سوچتا رہا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو اعادہ لازم ہوگا، اگر اس سے کم وقفہ کیا تو سجدۂ سہو نہ کرے، نماز ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۵/ ۱۸۹، احسن الفتاویٰ: ۴/ ۴۹ فتاویٰ عثمانی: ۱/ ۵۳۵)

اگر ایک سورۃ کا کچھ حصہ پڑھ کر دوسری سورۃ شروع کردی تو نماز ہوگی یا نہیں؟

اگر کوئی شخص فرض نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی سورۃ شروع کرنے کے بعد بھول گیا اور دوسری سورۃ شروع کردی، اگر اس درمیان میں ایک رکن کے بقدر تاخیر نہ کیا تو سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا ورنہ سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/ ۴۰۰، مکتبہ دار العلوم دیوبند)

پردہ اور اسلامی شریعت

غالباً ۵ ہجری ہے، ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا ولیمہ ہے، دعوت ولیمہ میں مومن، منافق، نیک و بد: ہر طرح کے لوگ شریک ہیں، نیک و بد ہر قسم کے لوگوں کو در اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر موجود دیکھ کر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جی میں خیال آیا کہ امہات المومنین ازواج مطہرات کو اب پردہ کرنا چاہیے۔ آپ نے اس خیال کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برملا اظہار کیا، چونکہ اب تک منجانب اللہ تعالیٰ پردے کی بابت کوئی حکم صریح نازل نہ ہوا تھا۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا: لیکن پھر بعد میں آیت حجاب: ''وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ'' کا نزول ہوا۔

قَالَ عمر رضی الله عنه قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ! يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، لَوْ اَمَرْتُ اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ، فَاَنْزَلَ اللهُ آيٰتِ الْحِجَابِ ''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کہ آپ کی خدمت میں ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، اے کاش ! آپ ازواج مطہرات کو پردہ کرنے کا حکم فرما دیتے، چنانچہ من جانب اللہ آیت حجاب کا نزول ہوا۔

پردے کا حکم صبح قیامت تک باقی رہے گا

ہر بالغ باشعور عورت پر صبح قیامت تک کے لئے پردہ لازم کر دیا گیا، اب پردے کا حکم کبھی ختم اور منسوخ نہیں ہوسکتا، کیونکہ اللہ کا جو حکم دوٹوک، صاف واضح اور محکم ہوتا ہے وہ کبھی منسوخ نہیں ہوسکتا، مثال کے طور پر سود کی حرمت ثابت بالکتاب والسنۃ، صریح اور محکم ہے، لہٰذا اگر پوری دنیا سودی کاروبار پر اتر آئے، پھر بھی سود کی حرمت کبھی حلت سے نہیں بدل سکتی۔

صنف نازک کو ''عورت'' کہنے کی وجہ

''مسجد'' کے معنی ہیں سجدہ کرنے کی جگہ، چونکہ مسلمان ''مسجد'' میں سجدہ ریز ہوتے ہیں اس لئے مسجد کا نام ''مسجد'' ہے، ''مذبح'' کے معنی ہیں جانور ذبح کرنے کی جگہ، چونکہ وہاں جانور ذبح کئے جاتے ہیں، اس لئے اس جگہ کا نام ''مذبح'' ہے آمد برسر مطلب ! اسی طرح ''عورت'' کے معنی ہیں (پردہ) عورت کو عورت بمعنی ''پردہ'' اس لئے کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ پردے کی چیز ہے اور صنف نازک کو یہ نام خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زبان حق ترجمان سے ملا ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ہے: ''اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطٰنِ ''۔

عورت پردہ کی چیز ہے جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکنے لگتا ہے۔

لباس کے باوجود ننگی عورتیں

آج سے چودہ صدی قبل جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پیشین گوئی فرمائی تھی:

رُبَّ كَاسِيَاتٍ عَارِيَاتٍ مَائِلَاتٍ مُمِيلَاتٍ رُؤُوسِهِنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبَخْتِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَرِيحُهَا لَتُوجَدُ مِنْ مَّسِيرَةِ كَذَا، وَكَذَا وَفِي رِوَايَةٍ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ ”کہ کچھ ایسی عورتیں جنم لیں گی جو لباس میں ملبوس ہونے کے باوجود ننگی ہوں گی، بازاروں ،کوچوں اور سڑکوں پر بڑے ناز وانداز کے ساتھ چلیں گی، خود بھی گناہ کی طرف مائل ہوں گی، دوسروں کو بھی گناہ کی طرف مائل کرنے کی کوشش کریں گی، ان کے سر کی چوٹی اتنی اونچی ہوگی کہ سمجھو اونٹ کی کوہان، ایسی عورتیں اتنی محروم القسمت اور بدنصیب ہوں گی ان کا جنت میں داخلہ تو درکنار، جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہوں گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت کی دوری سے بھی سونگھی اور محسوس کی جاسکتی ہے۔

عورتوں کو نماز کی خصوصی تاکید

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْمَرْأَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت جب پنج وقتہ نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور پاک دامن رہے اور شوہر کی فرماں برداری کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص۲۸۱، بحوالہ ابونعیم)

تشریح: اس حدیث مبارک میں عورت کو چند کام انجام دینے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے، ہر مسلمان عورت کو ان پر عمل کرنا لازم ہے۔ اوّل پنج وقتہ نماز پڑھنے کو فرمایا، نماز ہر بالغ مرد و عورت پر رات دن میں پانچ وقت فرض ہے، ان پانچ وقتوں کو سب مسلمان جانتے ہیں، حرج ہو یا

مرض ہو، سفر ہو یا حضر ہو، دکھ ہو تکلیف ہو، رنج ہو خوشی ہو، جس حال میں ہو جہاں ہو پانچوں وقت نماز پڑھنا فرض ہے۔ ہاں مہینہ کے خاص دنوں میں عورت پر نماز پڑھنا فرض نہیں رہتا اور ان دنوں میں نماز پڑھنا جائز بھی نہیں ہے، آج کل نافرمانی کا دور ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں سے غافل رہنے اور گناہوں میں لت پت رہنے کی فضا ہے، بہت کم مرد و عورت ایسے ہیں جن کو خداوند قدوس کے احکام پر عمل کرنے کی فکر ہے۔ جب ماں باپ غافل ہیں تو اولاد بھی بے دین ہو جاتی ہے۔ بہت سے گھرانے ایسے ہیں کہ ان میں ۲۴ گھنٹہ میں کبھی کسی وقت بھی نہ کوئی نماز پڑھتا ہے اور نہ دعا اور کلمہ زبان پر آتا ہے۔ کیسے رنج کی بات ہے، مسلمانوں کا ملک اور پورے پورے گھر اللہ کی یاد سے خالی، حالت دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ محلے کے محلے خدا کے منکروں سے آباد ہیں۔ جب کسی گلی میں سے گزرو تو گانوں کی آوازیں آتی ہیں، مگر بچے کے قرآن پڑھنے کی آواز نہیں آتی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (تحفہ خواتین، ص/66)

شادی کے موقعہ پر نماز سے عورتوں کی غفلت

بیاہ شادی کے موقعہ پر عورتیں اکثر نمازیں قضا کر دیتی ہیں۔ اپنی نکالی ہوئی رسمیں تو ایسی پابندی سے پوری کرتی ہیں کہ گویا بالکل فرض ہیں اور خداوند کریم کے فرضوں سے بالکل غفلت برتتی ہیں اور دلہن جب تک دلہن رہتی ہے نماز پڑھتی ہی نہیں، نماز پڑھنے کو بے شرمی سمجھا جاتا ہے، یہ عجیب بات ہے کہ کھانے پینے میں شرم نہیں اور نماز پڑھنے میں شرم آڑے آجاتی ہے، کیسی بے جا بات ہے۔

جن چیزوں پر اسلام کی بنیاد ہے ان میں رمضان کے روزے بھی رکھنا ہے۔ پرانی عورتوں کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ نماز میں تو کوتاہی کرتی ہیں مگر روزوں میں مردوں سے آگے رہتی ہیں، مگر آج کل کی ابھرتی ہوئی نسل اسکول و کالج کی پروردہ پود نماز روزہ دونوں سے غافل ہے۔ غافل ہی نہیں نماز روزہ کا مذاق اڑاتی ہے اور اسلام کے کاموں پر فقرے کسے جاتے

ہیں۔ دنیا میں ہمیشہ تو نہیں رہنا، آخر مرنا ہے۔ قبر کی گود میں بھی جانا ہے۔ یہ ٹیڈی فیشن اور ماڈرن اسٹائل وہاں کیا کام دے گا۔ افسوس آخرت کی فکر نہیں کرتے، گویا ہمیشہ اسی دنیا میں رہیں گے۔ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخْلَدَہٗ۔ (وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہے گا۔

پاک دامن رہے، عزت و عصمت محفوظ رہے۔ نسوانیت کا تعلق صرف شوہر سے رہے اور بس! نامحرموں سے دور رہنا اور پردہ کا اہتمام کرنا، نظریں نیچی رکھنا، بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلنا اور کسی مجبوری سے نکل پڑے تو کسی محرم کو ساتھ لے کر خوب پردے کا خیال کرتے ہوئے نکلنا۔ ان چیزوں سے عورت کی عفت و عصمت محفوظ رہ سکتی ہے۔ آج کے دور میں یہی چیزیں ناپید ہو رہی ہیں۔ اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والی بہت سی لڑکیاں تو پردہ کا مذاق بناتی ہیں اور شرم و حیا کو عیب سمجھتی ہیں۔ کالج کے طلبہ و طالبات آپس میں فرینڈ (دوست) بن جاتے ہیں۔ جو چیزیں خلاف عفت ہیں وہ دوستی میں نبھ جاتی ہیں۔ پھر بن بیاہی ماؤں کی اولاد کوڑے کے ڈھیروں اور نالوں کی گہرائیوں میں پڑی ملتی ہے۔ سب نظروں کے سامنے ہے۔ مگر آنکھوں پر ایسے پردے پڑے ہیں کہ شریعت کی پابندیوں کے مطابق بہو بیٹیوں کو چلانے پر مرد بھی راضی نہیں ہیں۔ آخر ان کے ذہن بھی تو دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ نے مسموم کر دیئے ہیں اور آزادی کا زہر پلا کر سب کے دماغوں کو فالج زدہ کر دیا ہے۔ حق بات کوئی اثر نہیں کرتی۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (الشعراء: ۲۲۷)

اور ظالم عنقریب جان لیں گے کہ کون سی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں۔

چوتھی نصیحت عورت کو یہ فرمائی کہ اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے۔ شریعت میں شوہر کے بڑے حقوق ہیں۔ قرآن شریف میں فرمایا ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ (النساء: ۳۴)

''مرد حاکم ہیں عورتوں پر، اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔''

سورۂ بقرہ میں فرمایا: {وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ} (البقرۃ:۲۲۸)

اور مردوں کا عورتوں کے مقابلہ میں درجہ بڑھا ہوا ہے۔ ان آیتوں میں واضح طور پر مردوں کو عورتوں کا سرپرست اور سردار بتایا ہے۔ اولاد کی پرورش خانگی امور، مرد وعورت دونوں ہی کے باہمی میل محبت اور مشورے سے انجام پذیر ہوتے ہیں۔ لیکن شوہر کا مرتبہ بڑا ہے۔ مردوں کو جہاں اللہ تعالیٰ نے جسمانی قوت وطاقت زیادہ دی ہے وہیں اسے سمجھ بھی زیادہ دی ہے، حوصلہ، ہمت، بہادری، دلاوری مردوں میں زیادہ ہے۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ ان اوصاف کی وجہ سے مرد کو برتری دی گئی ہے اور اسے عورت کا سردار بتایا گیا ہے۔ جو سردار ہے اس کی فرماں برداری ضروری ہوتی ہے ورنہ کاموں میں خلل پیدا ہوجاتا ہے۔ دور حاضر کی فیشن ایبل عورتیں مرد کی سرداری تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں بلکہ بہت سی عورتیں اپنے کو بیوی اور شوہر کو شوہر کہنے کو بھی آبرو کے خلاف سمجھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ مجھے بیوی نہیں فرینڈ کہو، بیوی کہنے سے انسلٹ ہے۔

شریعت نے عورت کے لیے کسی ایک مرد سے نکاح کرکے خاص اسی مرد کے ماتحت رہنے کا جو قانون بنایا ہے، اسی دوستی والی بات ہی کو ختم کیا ہے۔ دوستی میں ایجاب وقبول، نکاح، گواہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ جس سے دل ملا، آنکھ لگی، ساتھ ہولیے۔ یہ طریقہ انبیاء کرامؑ کے راستہ کے خلاف ہے بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہے۔ آج انسان اپنی انسانیت کی قیمت بھی نہیں پہچانتا، زندگی کے رخ کو محض حیوانیت پر ڈالنے کو کمال ترقی سمجھنے لگا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو عورت پنج وقتہ نماز کی پابند ہو اور رمضان کے روزے پورے رکھتی ہو اور عفت وعصمت کی حفاظت کرتی ہو (یعنی غیر شوہر سے نسوانیت کا تعلق نہ رکھتی ہو) اور شوہر کی فرماں برداری کرتی ہو، ایسی عورت کو سرور دو عالم خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خوش خبری دی ہے کہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے جنت میں چلی جائے۔

عورتوں کو گھر میں نماز پڑھنے کا حکم ہے اور یہی بہتر ہے

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الْمَرْاَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتِهَا فِيْ مُخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ بَيْتِهَا۔ (رواہ ابوداود وابن خزیمہ فی صحیحہ)

وَعِنْدَ الطِّبْرَانِيِّ فِي الْاَوْسَطِ عَنْ اُمِّ سَلِمَةَ ؓ بِاَسْنَادٍ جَيِّدٍ وَصَلَاتُهَا فِيْ دَارِهَا خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِهَا فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِهَا وَعِنْدَهٗ اَيْضًا فِي الْاَوْسَطِ اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ وَاِنَّهَا اِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ وَاِنَّهَا لَا تَكُوْنُ اَقْرَبَ اِلَى اللهِ مِنْهَا فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔ (کذا فی الترغیب والترہیب)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز جو اس کے کمرے میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو اس کے دالان میں ہو اور اس کی نماز جو اندر والے خصوصی کمرے میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو کسی عام کمرے میں ہو اور ایک روایت میں ہے جو حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ عورت کی نماز جو اس کی حویلی میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو اس کی قبیلہ کی مسجد میں ہو، ایک اور حدیث میں ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بے شک جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے اور عورت اس وقت اس سے زیادہ اللہ کے قریب تر ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ (الترغیب والترہیب للحافظ المنذری: ۱/ ۱۳۵ الطباعت المنیریہ)

تشریح: ان روایات میں عورتوں کو بتایا گیا ہے کہ وہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جانے کی فکر میں نہ پڑیں کیوں کہ گھر سے باہر طرح طرح کے آدمی ہیں، شیطان کے لشکر میں فاسق و فاجر لوگ ہیں جن کا شیوہ بدنظری اور گناہگاری ہے، یہ لوگ باہر نکلنے والی عورت پر شیطان کے توجہ دلانے پر اپنی نظریں گاڑ دیتے ہیں، جیسے مردوں کے ذمہ مال کمانا اور ضرورت کی چیزیں فراہم

کر کے لانا ہے، کیوں کہ وہ باہر نکلتے ہیں، اسی طرح سے مساجد میں نماز باجماعت کی ادائیگی بھی ان کے ذمہ لازم کردی گئی ہے اور عورت کے لیے یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر سے نہ نکلے، ہاں اگر کوئی بہت ہی مجبوری ہو تو خوب زیادہ پردہ کے اہتمام کے ساتھ نکلنے کی اجازت دی گئی ہے۔ دیکھئے حدیث میں فرمایا ہے کہ عورت کو اللہ کی نزدیکی سب سے زیادہ اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو اور عورت کی وہ نماز سب سے بہتر ہے جو اندر در اندر بالکل آخری کمرہ میں ہو اور محلہ کی مسجد میں جا کر جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر میں سب سے زیادہ اندر والے کمرہ میں نماز پڑھے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے: **وَمَا عَبَدَتِ امْرَاۃٌ رَبَّھَا مِثْلَ اَنْ تَعْبُدَہٗ فِیْ بَیْتِھَا۔**

یعنی عورت اپنے رب کی عبادت گھر میں کرتی ہے، اس سے بڑھ کر اس کے لیے کوئی عبادت نہیں ہے۔ (الطبرانی باسناد حسن کما قال المنذری)

ماں بچے کو اس طرح نماز پڑھنا سکھائے

سب سے پہلے بچہ کو کلمہ شریف سِکھا دو خواہ ایک ہی کلمہ ہو، جس کو عورتیں بہت آسانی سے سِکھا سکتی ہیں۔

نیز بچہ کو اَحکام کی زبانی تعلیم بھی دیتی رہو مثلاً اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنا اَور یہ بتلانا کہ اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتے ہیں اَور اللہ تعالیٰ کی ذات کی جو صفات ہیں وہ بتلاؤ مثلاً سب چیزوں کو اُنہوں نے ہی پیدا کیا، وہی جِلاتے (پیدا کرتے) ہیں، اُن کو تمام چیزوں کی خبر ہے۔

اگر بچہ شرارت کرے تو کہو کہ اللہ میاں ناراض خفا ہوں گے۔ اَور جو علوم اُن کے مناسب ہیں عورتیں اُن کے ذہن میں خوب ڈال سکتی ہیں، بار بار کہتے رہنے سے بچہ کو یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کو سب چیزوں کی خبر ہے، عورتوں کو چاہیے کہ اُن کے خیالات درست کریں۔

اِس کے بعد جب اُن کو اَور ہوش ہو تو چھوٹی سورتیں قرآن شریف کی یاد کرا دیں۔

جب سات برس کے ہوں تو نماز پڑھنے کا طریقہ بتلا دیں۔ اَور دس برس کی عمر میں مار کر پڑھوائیں لیکن اُن کو نماز کے بارے میں کوئی بھی کچھ نہیں کہتا۔ اگر کوئی بچہ امتحان میں فیل ہو جائے تو اُس پر افسوس ہوتا ہے لیکن اگر نماز سال بھر نہ پڑھے تو ذرا بھی اَفسوس نہیں ہوتا۔ اِسلام زبانِ حال سے شکایت کر رہا ہے کہ اَفسوس میری طرف بالکل توجہ نہیں رہی، میں تم کو غیرت دِلاتا ہوں یہ بتلائیے کہ اِس کی حفاظت آپ کے ذمہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں نہیں کی جاتی؟ کیا یہود و نصاری اِس کی حفاظت کریں گے؟ یا ہندو مجوس اِس کی حمایت کریں گے؟ جب اپنے سامان کی مالک ہی حفاظت نہ کرے تو اَور کون کرے گا۔

الغرض بچوں کی تعلیم کی ابتداء نماز سے کی جائے اَور اِس کو عادتِ ثانیہ بنایا جائے۔ جب بچہ دس برس کا ہو جائے اَور نماز نہ پڑھے تو اُس کو مارو پیٹو۔ غرض بچپن ہی میں نماز کے طریقہ کی تعلیم دو۔

جب سیانا ہو جائے، لڑکا ہو یا لڑکی، اُس کو علمِ دین پڑھائیں قرآن پڑھائیں، اگر قرآن شریف پورا نہ ہو تو ایک ہی منزل پڑھا دی جائے آخر کی طرف سے پڑھا دیں۔ اِس کی چھوٹی چھوٹی سورتیں نماز میں کام آئیں گی نیز قرآن شریف کے پڑھنے میں ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔

نماز روزہ اَور اچھی عادتیں سکھلانا عورتوں پر لازم ہے

بعض عورتیں اگر خود نماز پڑھ لیتی ہیں تو وہ اپنے بچوں اَور ماماؤں (نوکرانیوں) کو نماز کے واسطے نہیں کہتیں۔ بچوں کی پرورش زیادہ تر ماماؤں کی آغوش میں ہوتی ہے۔ لہٰذا اِن کو اخلاقِ حسنہ سکھلانا اَور نماز وغیرہ کی تعلیم دینا عورتوں کے ذمہ ضروری ہے، اِس میں ہرگز غفلت نہ کریں۔

جب بچہ سات برس کا ہو جائے اُس وقت سے نماز کی تاکید شروع کر دیں اَور جب دس سال کا ہو جائے تو مار پیٹ کر نماز پڑھائیں۔ اَطباء نے لکھا ہے کہ اَچھے اَخلاق اَور نیک اعمال کا اثر صحت پر

بھی اچھا ہوتا ہے۔ جس بچہ کو نیک کاموں کی عادت ہوگی اُس کی صحت بھی عمدہ ہوگی۔ عورتوں کو بچوں کی صحت کا بہت خیال ہوتا ہے اِس لیے میں نے یہ فائدہ بھی بتلادیا ہے۔ اگر دین کا خیال نہ ہوتو صحت کا ہی خیال کر کے بچوں کو نماز وغیرہ کی تاکید کرتی رہیں۔ (تربیت اولاد، حکیم الامتؒ)

حاملہ عورت کیسے نماز پڑھے؟

حاملہ عورتیں اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہوں، تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہیں، رکوع سجدہ بھی مکمل طور پر نہ کرسکیں تو جس قدر جھک سکیں، جھک کر رکوع سجدہ کریں، البتہ خیال رکھیں کہ سجدہ کے لئے بہ مقابلہ رکوع کے زیادہ جھکا جائے، (الفتاوی الھندیۃ:۱/ ۱۳۶، فی صلاۃ المریض)

نمازِ عید کا ثواب عورتوں کو بھی ملتا ہے

حدیث میں ہے: **إن عبادي و أمائي قدو أفوا فريضتهم و خرجوا**۔

جس سے عورتوں کا بھی عیدگاہ کی طرف نکلنا ثابت ہے اور خرجوا کی قید سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کی نماز شہر سے باہر ہونا چاہیے، لیکن چوں کہ شرعی قاعدہ ہے کہ جو عمل کسی عذر کی وجہ سے نہ ہوسکے اس کا اجر ساقط نہیں ہوتا، اس لیے نماز عید کا ثواب عورتوں کو بھی ملے گا، کیوں کہ اب فتنہ کی وجہ سے ان کو عیدگاہ جانے سے روک دیا گیا ہے۔ اسی طرح جو لوگ بہ عذر شہر کے اندر عید کی نماز پڑھتے ہیں، ان کو بھی عیدگاہ کی نماز کا ثواب ملے گا۔

خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ نفلی روزہ رکھے جب کہ اس کا شوہر گھر پر ہو۔ ہاں اس کی اجازت سے رکھ سکتی ہے اور عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ کسی کو گھر میں آنے کی اجازت دے

ہاں اگر شوہر کسی کے بارے میں اجازت دے تو عورت بھی اجازت دے سکتی ہے کیوں کہ مسلمان شوہر جس کے آنے کی اجازت دے گا وہ عورت کا محرم ہوگا''۔

دین اسلام کامل اور مکمل دین ہے اس میں دونوں طرح کے حقوق یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی رعایت رکھی گئی ہے۔جس طرح حقوق اللہ کی ادائیگی عبادت ہے اسی طرح حقوق العباد کا ادا کرنا بھی عبادت ہے۔اس حدیث میں حقوق العباد کی نگہداشت کرنے کی ہدایت فرائی گئی ہے۔شوہر اور بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔اور آپس میں ایسا تعلق ہے جو روزے میں نہیں ہوتا۔اگر کوئی عورت روزہ پر روزہ رکھتی جائے اور شوہر کے خاص تعلق کا خیال نہ رکھے تو گناہ گار ہوگی۔شوہر کو خوش رکھنا اور اس کے حقوق کا دھیان رکھنا بھی عبادت ہے۔بعض عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ روزہ پر روزہ رکھتی چلی جاتی ہیں اور روانہ روزہ رکھنے کی عادت ڈالیتی ہیں، دن میں روزہ رات کو تھک کر پڑ گئیں، شوہر بے چارے کا کوئی دھیان نہیں، یہ طریقہ شرعاً درست نہیں ہے۔عورتوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی ہے کہ کسی عورت کے لئے حلال نہیں کہ شوہر گھر پر موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے شوہر اگر اجازت دے تو نفلی روزہ رکھے البتہ روزانہ روزہ رکھنا پھر بھی منع ہے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھنا عورت کے لئے حلال نہیں''۔(صحیح البخاری، النکاح، باب الا تاذن المرۃ فی بیت زوجہا، حدیث:۵۱۹۵)

روزہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے اور صالح عمل ہے لیکن چوں کہ بیوی سے شوہر کے حقوق وابستہ ہیں اور شوہر کسی بھی وقت اس سے اپنے حقوق کی ادائیگی کا مطالبہ کرسکتا ہے جب کہ روزہ بعض حقوق کے حصول میں مانع اور رکاوٹ ہے، اس لئے جب شوہر گھر پر ہے اور عورت روزے رکھنا چاہتی ہے تو وہ شوہر سے پوچھے اگر اجازت دے تو روزہ رکھے نہیں تو نہ رکھے لیکن فرض روزے اور اسی

طرح دیگر فرائض کی ادائیگی میں شوہر کی اجازت کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر کسی عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھا اور شوہر کو مباشرت کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس کیلئے بیوی کے روزے تو تڑ دینا جائز ہے۔ اگر شوہر کو کوئی ایسی ضرورت پیش نہ ہو تو اس کیلئے یہ مکروہ ہے کہ اپنی بیوی کو روزے سے منع کرے بشرطیکہ روزہ بیوی کیلئے نقصان دہ نہ ہو یا اس سے بچوں کی تربیت اور رضاعت میں کوئی فرق نہ آتا ہو ان مسائل میں شوال کے چھ روزوں اور دیگر نفلی روزوں کا حکم یکساں ہے۔

اگر روزے کی حالت میں نہیں؛ بلکہ پہلے داخل کر کے پھر روزہ رکھا گیا، تو روزہ فاسد نہ ہوگا، حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ۲/ ۱۴۴)

خشوع وخضوع کی اہمیت

خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر سمجھتے ہوئے نماز اِس طرح پڑھی جائے کہ دِل اُس کی محبت سے بھرا ہوا ہو اور اُس کے خوف سے اور اُس کی بڑائی وعظمت کے خیال سے سہما ہوا ہو جیسے کوئی مجرم کسی بڑے سے بڑے حاکم و بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ کھڑا ہو تو خیال کرے کہ میں اپنے اللہ کے سامنے حاضر ہوں اور اُس کی تعظیم میں کھڑا ہوں، رکوع کرے تو خیال کرے کہ میں اُسی کے آگے جھک رہا ہوں، اِسی طرح جب سجدہ کرے تو خیال کرے کہ میں اُس کے حضور میں سجدہ کر رہا ہوں اور اُس کے سامنے اپنی ذلت اور عاجزی ظاہر کر رہا ہوں۔ اور بہت اچھا تو یہ ہے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں اور رکوع وسجدے میں جو کچھ پڑھے، اُس کو سمجھ سمجھ کر پڑھے، در اَصل نماز کا اَصلی مزہ جب ہی ہے کہ جو کچھ اُس میں پڑھا جائے اُس کے معنی ومطلب سمجھ کر پڑھا جائے (نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اُس کے معنی یاد کر لینا بڑا آسان ہے)۔

نماز میں خشوع وخضوع اور اللہ تعالیٰ کی طرف دِل کی توجہ در اَصل نماز کی رُوح اور اُس کی جان ہے اور اللہ کے جو بندے ایسی نمازیں پڑھیں، اُن کی نجات اور کامیابی یقینی ہے۔

قرآن شریف میں ہے: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ O الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔
کامیاب اور بامراد ہیں وہ اِیمان والے جو اپنی نمازیں خشوع کے ساتھ اَدا کرتے ہیں۔
اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ نے اِرشاد فرمایا:
پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے اچھی طرح اِن کے لیے وضو کیا اور ٹھیک وقت پر اِن کو پڑھا اور رکوع وسجدہ بھی جیسے کرنا چاہیے ویسے ہی کیا اور خوب خشوع کے ساتھ اِن کو اَدا کیا تو ایسے شخص کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اُس کو بخش دے گا۔ اور جس نے ایسا نہ کیا (یعنی جس نے اِتنی اچھی طرح نماز نہ پڑھی) تو اُس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے گا تو اُس کو بخش دے گا اور چاہے گا تو سزا دے گا۔ (مسندِ اَحمد، سنن اَبوداود)
پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ آخرت کے عذاب سے نجات پائیں اور اللہ تعالیٰ ضرور ہی ہم کو بخش دیں تو ہمیں چاہیے کہ اِس حدیث شریف کے مضمون کے مطابق پانچوں وقت کی نماز ہم اچھے سے اچھے طریقے سے پڑھا کریں۔

عورت کا باریک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا جس سے جلد کی رنگت یا اعضاء کی ساخت ظاہر نہ ہوتی ہو بہتر اور شرعی حکم ہے۔ پھر بھی ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھی کہ جس سے جلد کی رنگت تو معلوم نہ ہوتی ہو صرف اعضاء کی ہیئت سمجھ میں آتی ہو تو ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنے سے نماز صحیح ہو جائے گی۔ (کبیری شرح منیہ: ۲۱۲)

باریک دوپٹہ میں سے بالوں کا دکھائی دینا

نماز میں ستر کا چھپانا فرض ہے، چاہے خلوت میں نماز پڑھ رہے ہوں یا جلوت میں، یا تاریکی میں پڑھے یا روشنی میں، ہر ایک کے لئے نماز میں ستر کا چھپانا فرض ہے۔ اگر باریک

دوپٹہ میں سے بال دکھائی نہ دیتے ہوں صرف چوٹی بنائی ہوئی یا گوندھی ہوئی ہے ایسا معلوم ہوتا ہوتو نماز ہو جائے گی۔ (عالمگیری: ۳۰)

نماز اس طرح شروع کریں

(1) جب نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتو سب سے پہلے اچھی طرح وضو کرلیں۔

(سنن اُبی داؤد:25،م: رحمانیہ۔سورۂ مآئدہ: آیت نمبر6)

(2) نماز پڑھنے کی جگہ، لباس اور بدن پاک ہو۔

(الصحیح للبخاری:46،م: قدیمی۔ھندیہ:58،م: رشیدیہ)

(3) نماز کا وقت ہو۔ (جامع الترمذی:21،م: فاروقی کتب خانہ۔ھندیہ:58،م: رشیدیہ)

(4) قبلے کی طرف رُخ کر کے سیدھے کھڑے ہوں۔

(سورۃ البقرہ: آیت نمبر144۔الصحیح للبخاری:57،م: قدیمی۔ردالمحتار:428،م: سعید)

(5) گردن اور سینہ جھکا کر کھڑا ہونا درست نہیں۔ (ہندیہ:73،م: رشیدیہ)

(6) دونوں پاؤں پر برابر وزن ہو۔ (ہندیہ:108،م: رشیدیہ)

(7) ایک پاؤں پر زیادہ وزن ہو اور دوسرا پاؤں ڈھیلا ہو کر اس میں خم آجائے یہ نماز کے آداب کے خلاف ہے۔ (ھندیہ:69،م: رشیدیہ)

(8) قیام کی حالت میں نظر سجدے کی جگہ پر رہے۔ (المشکوۃ المصابیح:91،م: حقانیہ۔ھندیہ:72،م: رشیدیہ)

(9) حالتِ نماز میں آسمان کی طرف نظریں نہ اُٹھائے۔

آسمان کی طرف نظریں اُٹھانے پر وعید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اپنی نظروں کو نماز میں آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں، وہ (اس سے) باز آجائیں یا پھر ان کی نگاہیں واپس نہیں لوٹیں گی۔ (السنن الکبریٰ:401،م: دارالکتب العلمیہ)

(10) نماز کی حالت میں دائیں بائیں دیکھنا جائز نہیں۔

دائیں بائیں دیکھنے پر وعید

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ عزوجل مسلسل بندے پر متوجہ رہتے ہیں، جب تک وہ ادھر ادھر متوجہ نہ ہو، جب بندہ دائیں بائیں اپنا رُخ پھیر لے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی توجہ ہٹا لیتے ہیں۔
(السنن الکبری:400،م: دار الکتب العلمیہ)

(11) دونوں پاؤں بالکل سیدھے اور قبلہ رُخ ہوں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ ایڑیوں اور پنجوں کے درمیان فاصلہ برابر رکھیں۔ (مراقی الفلاح:262،م: قدیمی)

پاؤں رکھنے میں عمومی غلطیاں

پاؤں رکھنے میں عام طور پر تین طرح کی غلطیاں کی جاتی ہیں۔(۱) ایڑیاں جوڑ کر پنجے شمالاً جنوباً کھول لیے جاتے ہیں۔(۲) دونوں پاؤں کو جوڑ لیا جاتا ہے کہ دونوں میں بالکل فاصلہ نہیں ہوتا۔(۳) یا پھر ایک پاؤں آگے اور دوسرا پیچھے رکھ لیا جاتا ہے۔ پاؤں رکھتے وقت دیکھ لیا جائے کہ ان تین میں سے تو کوئی غلطی نہیں ہو رہی۔

(12) دونوں پاؤں کے درمیان کم از کم چار انگلی کا فاصلہ ہو، زیادہ کی کوئی حد نہیں، بلکہ آپ اپنے بدن کے اعتبار سے جتنا مناسب فاصلہ رکھنا چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ (ردالمحتار:163،م: رشیدیہ)

(13) شلوار، تہبند اور پاجامہ وغیرہ ٹخنوں سے اونچا ہو۔ (سنن أبی داؤد:103،م: رحمانیہ)

نماز کی حالت میں شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے پر وعید

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی نماز قبول نہیں کرتے جس نے اپنی شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکا رکھی ہو۔ (مشکوۃ:74،م: رحمانیہ)

نماز شروع کرتے وقت

(1) نماز شروع کرنے سے پہلے دل میں نیت کرلیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں، اگر زُبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ لیں تو زیادہ بہتر ہے، مگر ضروری نہیں۔

(سورۃ البینۃ: آیت نمبر 5۔ الصحیح للبخاری: 2، م: قدیمی۔ ھندیہ: 65، م: رشیدیہ)

(2) اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں، تو پھر امام کی اقتداء کی بھی نیت کرلیں۔

(الصحیح للبخاری: 2، م: قدیمی۔ ھندیہ: 66، م: رشیدیہ)

(3) اگر امام ہو تو وہ بھی مقتدیوں کی نیت کرے۔ (الصحیح للبخاری: 2، م: قدیمی۔ ھندیہ: 66، م: رشیدیہ)

تکبیر تحریمہ کا طریقہ

(1) تکبیرِ تحریمہ کے لیے ہاتھ اس انداز میں اُٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رُخ قبلے کی طرف ہو۔ (السنن الکبریٰ: 42، م: دار الکتب العلمیہ)

(2) اور انگوٹھوں کے سرے کان کی لَو کے برابر آجائیں، اگر مل بھی جائیں تو کوئی حرج نہیں اور باقی انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں، انگلیاں اپنی طبعی حالت پر رہیں۔

(الصحیح لمسلم: 205، م: رحمانیہ۔ رد المحتار: 208، م: رشیدیہ)

(3) پھر **اَللّٰہُ اَکْبَرْ** کہہ کر دونوں ہاتھ ناف سے ذرا نیچے اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کے پہنچے کے گرد حلقہ بنا کر اسے پکڑ لیں اور باقی تینوں انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اس انداز میں رکھیں کہ ان کا رُخ کہنی کی طرف ہو۔

(السنن للنسائی: 155، م: رحمانیہ۔ ھندیہ: 73، م: رشیدیہ)

ہاتھ اُٹھانے اور تکبیرِ تحریمہ کہنے میں عمومی غلطیاں

یہاں ہاتھ اُٹھانے میں اور تکبیر کہتے وقت عام طور پر تقریباً چار طرح کی غلطیاں کی جاتی

ہیں:(۱) یا تو ہاتھ کانوں کی بجائے سینہ کے برابر اُٹھائے جاتے ہیں۔(۲) یا کندھوں کے برابر۔ (۳) یا ہتھیلیوں کا رُخ بجائے قبلہ کے گردن کی طرف کر دیا جاتا ہے۔(٤) یا انگلیوں کا رُخ بجائے آسمان کے پشت کی جانب کر دیا جاتا ہے۔(٥) اسی طرح ہاتھ باندھنے میں بعض لوگ یہ غلطی کرتے ہیں کہ یا تو بالکل ناف کے اوپر ہاتھ باندھتے ہیں یا پھر ناف سے بہت نیچے ڈھیلے چھوڑ دیتے ہیں اور کچھ لوگوں کا بایاں ہاتھ الگ سے لٹک رہا ہوتا ہے۔(٦) اور بعض لوگ دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے اوپر رکھنے کی بجائے بائیں بازو اور کلائی پر رکھ لیتے ہیں۔ یاد رکھیں یہ تمام غلط طریقے ہیں، ان سے بچنا چاہیے۔

جب قیام کریں

(1) اگر اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں یا امام ہوں تو پہلے ثناء، پھر تعوّذ، پھر تسمیہ، پھر سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد اگر کوئی سورت پڑھنا ہو تو دوبارہ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھیں اور اگر آخر سورت یا درمیان سورت سے پڑھنا ہو تو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ پڑھنے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں تو ثناء پڑھ کر خاموش ہو جائیں۔

(الجامع الترمذی:33،م:فاروقی۔السنن لابی داوٗد:127،م:رحمانیہ۔شرح معانی الآثار:133،م:رحمانیہ)

(2) اور امام کی قرأت خاموشی سے سنیں۔(شرح معانی الآثار:144،م:::رحمانیہ۔سورۃ الاعراف: آیت نمبر 204)

(3) جب امام وَلَا الضَّآلِّيۡنَ کہے تو آپ آمین کہیں۔(مشکوٰۃ:79،م:حقانیہ)

آمین کہنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمانوں میں آمین کہتے ہیں، پس ان میں سے ایک آمین دوسرے آمین کے موافق ہو جائے تو اس آدمی کے پہلے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(الصحیح للبخاری:177،م:رحمانیہ)

(4) جب آپ اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں، تو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہر آیت پر رُک کر سانس توڑ دیں، مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ پر سانس توڑ دیں، پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پر، پھر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پر، اس طرح پوری سورۂ فاتحہ پڑھیں، لیکن فاتحہ کے علاوہ جب کوئی اور سورت پڑھیں تو ایک سانس میں ایک سے زیادہ آیتیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(الصحیح لمسلم:206،م:رحمانیہ۔ردالمحتار:540،م:سعید)

جب رکوع کریں

(1) قرأت مکمل کرنے کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر رکوع میں جائیں۔

(الصحیح للبخاری:109،م:قدیمی۔الفقہ الاسلامی وادلتہ:889،م:رشیدیہ)

(2) رکوع میں اوپر کا دھڑ اس قدر جھکائیں کہ گردن اور پشت دونوں کی سطح برابر ہو جائے۔

(السنن لابی داؤد:133،م:رحمانیہ۔الفقہ الاسلامی وادلتہ:889،م:رشیدیہ)

(3) گردن نہ اتنی جھکائیں کہ ٹھوڑی سینے سے لگ جائے اور نہ اتنی اُٹھائیں کہ کمر سے بلند ہو جائے۔ (السنن للنسائی:174،م:رحمانیہ۔الفقہ الاسلامی وادلتہ:889،م:رشیدیہ)

(4) دونوں ہاتھوں سے گھٹنے مضبوطی سے پکڑ لیں جیسے گرنے والا کسی چیز کو پکڑتا ہے، دونوں ہاتھوں کی انگلیاں خوب اچھی طرح کھلی ہوئی ہوں۔

(السنن للنسائی:174،م:رحمانیہ۔الفقہ الاسلامی وادلتہ:889،م:رشیدیہ)

(5) کلائیاں اور بازو پہلو سے جدا رکھیں اور بالکل سیدھے اور تنے ہوئے ہوں، اسی طرح ٹانگیں بھی بالکل سیدھی ہوں کہ ان میں خم نہ ہو۔ (السنن للنسائی:174،م:رحمانیہ)

رکوع میں عمومی غلطیاں

رکوع کے اندر بھی عام طور پر پانچ غلطیاں کی جاتی ہیں: (۱) بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ

صرف رکوع کا اشارہ دیا اور ابھی جسم حرکت ہی میں ہوتا ہے کہ پھر فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں، جبکہ ایسا کرنا سنگین غلطی ہے۔ یاد رکھیں فقہاء کرام رحمہم اللہ نے رکوع کے اندر تین درجات تحریر فرمائے ہیں۔ پہلا درجہ: اتنی دیر رکوع میں جھکنے کے تمام ہڈیاں وغیرہ میں سکون پیدا ہو جائے، یہ فرض ہے۔ دوسرا درجہ: ایک تسبیح یعنی ایک مرتبہ **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمْ** کی بقدر ٹھہرنا واجب ہے۔

تیسرا درجہ: تین تسبیحات کی بقدر رکوع میں ٹھہرنا سنت ہے۔ (معارف السنن:9،م)

اب جن لوگوں کا پہلا درجہ چھوٹ جائے ان کی تو سرے سے نماز نہیں ہوگی اور اگر دوسرا درجہ چھوٹ جائے تو بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی، جبکہ جان بوجھ کر ایسا کرنے سے نماز دوبارہ لوٹانا ضروری ہے۔ (الترغیب والترھیب:198،م:رشیدیہ)

(۲) بعض لوگ رکوع کرتے وقت صرف اتنا سا جھکتے ہیں کہ صرف انگلیوں کے سرے گھٹنوں تک پہنچتے ہیں۔ (۳) یا پھر انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑا تو ہوتا ہے مگر بازؤں میں خم آیا ہوا ہوتا ہے۔ (٤) یا پھر گھٹنوں کو تو پکڑا ہوتا ہے اور بازو بھی تنے ہوتے ہیں، مگر ٹانگوں میں خم ہوتا ہے۔ (٥) اسی طرح رکوع کی حالت میں بعض لوگ سر یا تو زیادہ اُٹھا لیتے ہیں یا پھر بالکل جھکا لیتے ہیں۔

یاد رکھیں یہ تمام صورتیں غلط ہیں، صحیح طریقہ وہ ہے جو اوپر لکھ دیا گیا۔

(6) نظر پاؤں کی پُشت کی طرف ہو۔ (الترغیب والترھیب:210،م:رشیدیہ۔ھندیہ:72،م:رشیدیہ)

(7) دونوں پاؤں پر برابر وزن ہو، گھوڑے کی طرح ایک ٹانگ پر وزن دیے کر نہ کھڑے ہوں۔ (ھندیہ:108،م:رشیدیہ)

(8) رکوع میں اتنی دیر رُکیں کہ کم از کم تین مرتبہ اطمینان سے "**سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمْ**" کہہ سکیں۔ (الجامع الترمذی:35،م:فاروقی۔الفقہ الاسلامی وادلتہ:889،م:رشیدیہ)

سجدے میں تسبیح کی مقدار

سجدے میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی پڑھنا مسنون ہے، بالکل نہ پڑھنا یا تین سے کم

پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، تین مرتبہ سے زیادہ پڑھ سکتے ہیں، طاق عدد مثلاً پانچ یا سات مرتبہ پڑھنا مستحب ہے، بہتر تو یہ ہے کہ دونوں سجدوں میں برابر تعداد میں تسبیح پڑھی جائے، البتہ ایک سجدے میں تین مرتبہ اور دوسرے میں پانچ یا سات مرتبہ تسبیح پڑھ لی جائے تو بھی نماز ہو جائے گی۔

قَوْلُهُ: (وَسَبِّحَ فيه ثَلَاثًا) أَيْ فِي رُكُوعِهِ بِأَنْ يَقُولَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثًا لِحَدِيثِ ابْنِ مَاجَهْ إذَا رَكَعَ أحدكم فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثًا وَذَلِكَ أَدْنَاهُ وإذا سَجَدَ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا وَذَلِكَ أَدْنَاهُ (1) وفي صَحِيحِ مُسْلِمٍ أَنَّهُ كان يقول في رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وفي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى۔ (البحر الرائق، ص88)

جب رکوع سے کھڑے ہوں

(1) رکوع مکمل کرنے کے بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہہ کر رکوع سے اس طرح سیدھے کھڑے ہوں کہ جسم میں خم نہ رہے۔ (الصحیح للبخاری: 109، م: قدیمی)

(2) اطمینان سے سیدھے کھڑے ہو کر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہیں، یا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ یا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْداً كَثِيْراً طَيِّباً مُبَارَكاً فِيْهِ۔ کہیں۔

قومہ کی دُعا کے فضائل

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع سے کھڑے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا، ایک شخص نے یہ کلمات پڑھے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْداً كَثِيْراً طَيِّباً مُبَارَكاً فِيْهِ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ابھی یہ کلمات کس نے پڑھے ہیں؟ اس شخص نے کہا میں نے، آپ علیہ السلام نے فرمایا میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا وہ ان کلمات کو پہلے پہلے لکھنے کے لیے جلدی سے لے رہے ہیں۔ (المشکوۃ المصابیح: 82، م: حقانیہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو جس کا قول فرشتوں کے موافق ہو جائے اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(المشکوۃ المصابیح:82،م: حقانیہ)

(3) اس حالت میں نظر سجدے کی جگہ پر رہے۔ (ھندیہ:72،م: رشیدیہ)

قومہ میں عمومی غلطیاں

رکوع سے کھڑے ہونے کی حالت میں بعض لوگ سنگین غلطی کرتے ہیں کہ صرف قیام کا اشارہ دیا اور سجدے میں چلے گئے، یاد رکھیں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ رکوع کے بعد ایک تسبیح کی بقدر کھڑا ہونا واجب ہے اور تین تسبیح کی بقدر سنت ہے۔ (شامیہ:464،م)

اب جو لوگ صرف قیام کا اشارہ کر کے سجدہ میں چلے جاتے ہیں اُن کو نماز لوٹانا ضروری ہے۔

رکوع وسجدہ اطمینان سے نہ کرنے پر وعید

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سب سے بڑا چور وہ ہے، جو اپنی نماز میں سے چوری کرے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز سے چوری کیسے کرے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی نماز میں رکوع اور سجود اچھے طریقے سے نہ کرے۔ (مشکوۃ:84،م: رحمانیہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو بالکل سیدھا نہیں کرتا اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (السنن الکبری:126،م: دار الکتب)

جب سجدے میں جائیں

(1) پھر تکبیر کہتے ہوئے اس طرح سجدے میں جائیں کہ زمین پر ہاتھ لگنے سے پہلے کمر میں جھکاؤ پیدا نہ ہو۔ (الصحیح للبخاری:113،م: قدیمی۔ ردالمحتار:497،م)

(2) پہلے گھٹنے زمین پر رکھیں، پھر ہاتھ، پھر ناک اور پھر پیشانی۔

(الصحیح للبخاری: 112،م: قدیمی۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ: 893،م: رشیدیہ)

(3) سجدے میں سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح رکھیں کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے کانوں کی لو کے برابر آجائیں۔ (الجامع الترمذی: 37،م: فاروقی۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ: 893،م: رشیدیہ)

(4) دونوں ہاتھ بالکل سیدھے اور اُنگلیاں قبلہ رُخ ہوں، ہاتھ ترچھے نہیں ہونے چاہیں۔ (الجامع الترمذی: 37،م: فاروقی۔ ردالمحتار: 498،م)

سجدہ میں قبلہ رُخ ہاتھ رکھنے کی فضیلت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو قبلہ کی طرف کرے، کیونکہ ہاتھ بھی چہرے کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 236،م: دار الکتب العلمیہ)

(5) دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہوں، اُن میں زیادہ فاصلہ نہ ہو۔

(مجمع الزوائد: 268،م: دار الکتب۔ ردالمحتار: 498،م)

(6) کہنیاں زمین سے اُٹھی ہوئی ہوں۔

(السنن لأبی داؤد: 133،م: رحمانیہ۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ: 893،م: رشیدیہ)

(7) دونوں بازو پہلوؤں سے الگ ہوں۔ (الصحیح للبخاری: 112،م: قدیمی۔ ھندیہ: 75،م: رشیدیہ)

(8) رانیں پیٹ سے جدا ہوں۔ (الصحیح للبخاری: 112،م: قدیمی۔ ھندیہ: 75،م: رشیدیہ)

(9) پورے سجدے میں ناک زمین پر لگی رہے۔ (الصحیح للبخاری: 109،م: قدیمی۔ ردالمحتار: 498،م: سعید)

سجدہ میں ناک زمین پر نہ لگانے پر وعید

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے آدمی کے

پاس سے گزرے جو سجدہ کر رہا تھا اور اس کی ناک زمین پر نہیں لگی ہوئی تھی، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا، جس نے اس طرح نماز پڑھی کہ وہ اپنی ناک زمین پر نہیں لگاتا، جیسا کہ پیشانی کو لگاتا ہے، تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ:235،م: دار الکتب)

(10) حالتِ سجدہ میں دونوں پاؤں اس طرح کھڑے رکھے جائیں، کہ اکثر انگلیاں اچھی طرح مڑ کر قبلہ رُخ ہو جائیں۔ (الصحیح للبخاری:112،م: قدیمی۔ ردالمحتار:503،م: سعید)

(11) سجدے کے دوران پاؤں زمین سے نہ اُٹھیں۔ (الصحیح للبخاری:112،م: قدیمی۔ ھندیہ:70،م: رشیدیہ)

(12) دورانِ سجدہ ناک کے کناروں پر نظر رہے۔ (ھندیہ:72،م: رشیدیہ)

(13) سجدہ کی جگہ پھونک وغیرہ نہ مارے۔

پھونک مارنے پر وعید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سجدے کی جگہ پر پھونک مار کر پھر اس پر سجدہ کرنے سے انگارے پر سجدہ کرنا بہتر ہے۔ (مجمع الزوائد:193،م: دار الکتب)

(14) اور اتنی دیر سجدہ کرے کہ تین مرتبہ اطمینان سے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہہ سکے۔

(السنن للنسائی:189،م: رحمانیہ۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ:897،م: رشیدیہ)

سجدہ میں جلدی کرنے پر وعید

حضرت ابوعبداللہ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھنے والے کو دیکھا کہ رکوع وسجود جلدی جلدی کر رہا تھا، تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اسی حالت میں اس کو موت آگئی تو اس کی موت ملت محمدیہ پر نہیں ہوگی۔

(مجمع الزوائد:249،م: دار الکتب)

سجدہ میں عمومی غلطیاں

قیام سے سجدہ کی طرف آنے میں بھی متعدد غلطیاں کی جاتی ہیں: (1) بعض لوگ قیام سے اس طرح سجدے میں آتے ہیں کہ پہلے ہاتھ زمین پر لگاتے ہیں، یاد رکھیں اس میں دو غلطیاں ہوئیں، نمبر ایک تو یہ کہ جب وہ اس طرح جھکے گا تو رکوع کے بعد ایک اور رکوع کرتا ہوا سجدہ میں جائے گا اور نمبر دو، وہ شرعی ترتیب اور جسمانی وضع سے ہٹ کر سجدہ کرے گا، کیونکہ حکم یہ ہے کہ سجدہ کی طرف آتے وقت جو جو حصہ اس کا زمین کے قریب ہے پہلے اسے زمین پر ٹیکے اور اس نے گھٹنے زمین پر ٹیکنے سے پہلے ہاتھ زمین پر ٹیک لیے ہیں۔(۲) بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ صرف سجدے کا اشارہ دیا اور ابھی جسم حرکت ہی میں ہوتا ہے کہ پھر فوراً اُٹھ جاتے ہیں، جبکہ ایسا کرنا سنگین غلطی ہے، یاد رکھیں فقہاء کرام رحمہم اللہ نے سجدے کے اندر بھی رکوع کی طرح تین درجات تحریر فرمائے ہیں۔

پہلا درجہ: اتنی دیر سجدے میں رہے کہ تمام ہڈیاں وغیرہ میں سکون پیدا ہو جائے، یہ فرض ہے۔

دوسرا درجہ: ایک تسبیح یعنی ایک مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کی بقدر ٹھہرنا واجب ہے۔

تیسرا درجہ: تین تسبیحات کی بقدر سجدے میں ٹھہرنا سنت ہے۔ (معارف السنن:9،م)

اب جن لوگوں کا پہلا درجہ چھوٹ جائے ان کی تو سرے سے نماز نہیں ہوگی اور اگر دوسرا درجہ چھوٹ جائے تو بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی، جبکہ جان بوجھ کر ایسا کرنے سے نماز دوبارہ لوٹانا ضروری ہے۔ (الترغیب والترھیب:198،م: رشیدیہ)

(۳) اسی طرح بعض لوگ دورانِ سجدہ ایک پاؤں یا دونوں پاؤں زمین سے اُٹھا لیتے ہیں، حالانکہ پورے سجدے میں دونوں پاؤں کی انگلیاں مسلسل نہ صرف یہ کہ زمین پر ٹیکی رہیں بلکہ اُنہیں موڑ کر قبلہ رُو کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔(٤) اسی طرح بعض لوگ سجدہ میں اپنی کہنیوں کو رانوں پر ٹیک لیتے ہیں۔(٥) یا پھر زمین پر بالکل بچھا کر سجدہ کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ تمام انداز غلط ہیں۔

(15) سجدہ اور رکوع وغیرہ میں امام سے پہلے اپنا سر نہ اُٹھائے۔

امام سے پہلے سر اُٹھانے پر وعید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنا سر رکوع یا سجدہ میں امام سے پہلے اُٹھالیتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دیں یا اس کی شکل وصورت گدھے کی سی بنا دیں۔ (الصحیح للبخاری:96،م:قدیمی)

جب دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھیں

(1) پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اُٹھا کر بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا کرلیں کہ اس کی انگلیاں مڑ کر قبلہ رُخ ہوجائیں۔

(السنن للنسائی:189،م:رحمانیہ۔الفقہ الاسلامی وادلتہ:897،م:رشیدیہ)

(2) دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیوں کے سرے گھٹنے کے ابتدائی کنارے تک پہنچ جائیں، نہ ان کناروں سے ہاتھ لٹکے ہوئے ہوں اور نہ ہی بہت پیچھے ہٹے ہوئے ہوں۔ (السنن للنسائی:189،م:رحمانیہ۔الفقہ الاسلامی وادلتہ:897،م:رشیدیہ)

(3) اس حالت میں نظر گود کی طرف رہے۔ (ھندیہ:73،م:رشیدیہ)

(4) اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں کم از کم ایک مرتبہ **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ** یا دومرتبہ **رَبِّ اغْفِرْلِیْ** کہا جاسکے۔ (السنن للنسائی:188،م:رحمانیہ)

جب دوسرا سجدہ کریں

(1) اس کے بعد تکبیر کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں جائیں، دوسرا سجدہ بھی پہلے سجدہ کی طرح کیا جائے۔ (السنن للنسائی:189،م:رحمانیہ۔ھندیہ:75،م:رشیدیہ)

جب دوسری رکعت کے لیے اُٹھیں

(1) سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی زمین سے اُٹھائیں پھر ناک، پھر ہاتھ اور پھر گھٹنے۔ (الجامع للترمذی:38،م:فاروقی۔مجمع الزوائد 2692/،م:دار الکتب العلمیہ۔ھندیہ:75،م:رشیدیہ)

(2) دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ کر اپنے قدموں کے بل بالکل سیدھے کھڑے ہوجائیں۔

(الجامع للترمذی:16،م:فاروقی۔ھندیہ:75،م:رشیدیہ)

(3) دوسری رکعت میں پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھیں، اس کے بعد سورۂ فاتحہ، پھر اگر کوئی سورت پڑھنا ہو تو دوبارہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھیں اور اگر آخر سورت یا درمیان سورت سے پڑھنا ہو تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

(شرح معانی الآثار:133،م:رحمانیہ)

(وضاحت) اگر کوئی آدمی نمازوں میں ترتیب وار اور شروع سے قرآن پڑھتا آرہا ہے اور وہ نمازوں میں قرآن ختم کرنا چاہتا ہے، تو اس کے لیے درمیان سورت سے بھی پڑھنا درست ہے، ورنہ عام حالات میں یا تو مکمل سورت پڑھے یا پھر کسی سورت کے آخر سے پڑھا کرے۔

(ردالمحتار:541،م:سعید۔ھندیہ:75،م:رشیدیہ۔الفتاوی التاتارخانیہ:66،م:فاروقیہ)

جب قعدہ میں بیٹھیں

(1) دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد قعدہ میں بیٹھیں، قعدہ میں بیٹھنے کا وہی طریقہ ہے جو دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا ہے۔ (السنن لأبی داؤد:145،م:رحمانیہ۔ھندیہ:75،م:رشیدیہ)

(2) قعدہ میں التحیات پڑھیں، جب اَشْهَدُ اَنْ لَّا کی لَا پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اُٹھا کر اشارہ کریں اور اِلَّا اللّٰهُ پر گرا دیں۔ (السنن لأبی داؤد:145،م:رحمانیہ۔مراقی الفلاح:269،م:قدیمی)

(3) اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں، چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی بند کرلیں۔ (آثار السنن: 140، م: رحمانیہ۔ مراقی الفلاح: 269، م: قدیمی)

(4) اور شہادت کی انگلی اس طرح اُٹھائیں کہ انگلی قبلے کی طرف جھکی ہوئی ہو، بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ ہو، اور اِلَّا اللہ کہتے وقت انگلی اس طرح جھکالیں کہ شہادت والی انگلی اور بیچ کی انگلی کا درمیانہ جوڑ برابر ہوجائے اور شہادت والی انگلی کا اگلا حصہ اس طرح جھکا ہو کہ گھٹنے پر نہ لگے، بلکہ تھوڑا سا اُٹھا رہے اور آخر نماز تک اسی حالت پر رکھی جائے۔ (السنن للنسائی: 189، م: رحمانیہ۔ مجمع الانھر: 151، م: المنار۔ الموسوعۃ الفقھیۃ: 82، م: علوم اسلامیہ)

سلام پھیرتے وقت

(1) پھر درود اور دعا پڑھ کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہ کہہ کر دائیں جانب چہرہ پھیر دیں اور اس جانب والے انسانوں اور فرشتوں کو سلام کی نیت کریں۔

(الجامع للترمذی: 39، م: فاروقی۔ ھندیہ: 76، م: رشیدیہ)

(2) سلام کے وقت جب گردن موڑے تو نظر کندھے پر ہو اور گردن اس حد تک موڑیں کہ رخسار کی سفیدی پیچھے والوں کو نظر آنے لگے۔ (الصحیح لمسلم: 260، م: رحمانیہ۔ مجمع الزوائد 265، م: دار الکتب العلمیہ۔ ھندیہ: 76، م: رشیدیہ)

(3) پھر اسی طرح بائیں جانب بھی سلام پھیریں اور اس جانب والے انسانوں اور فرشتوں کو سلام کی نیت کریں۔ (الجامع للترمذی: 39، م: فاروقی۔ ھندیہ: 76، م: رشیدیہ)

(4) اور امام کی جانب سلام پھیرتے ہوئے امام کی نیت بھی کریں اور اگر امام کے بالکل پیچھے ہوں تو دونوں جانب میں امام کی نیت کریں اور اس طرح نماز مکمل کرلیں۔ (ھندیہ: 75، م: رشیدیہ)

(5) پھر دوسرے سلام کے بعد پہلے ایک یا تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہیں پھر تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللہ، اَسْتَغْفِرُ اللہ، اَسْتَغْفِرُ اللہ پڑھیں۔ (الصحیح لمسلم: 262، م: رحمانیہ۔ مرقاۃ: 38، م: التجاریۃ)

جب دُعا کریں

(1) ہاتھ سینے کے برابر اُٹھائیں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ رکھیں، ہاتھوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے سامنے رکھیں۔ (السنن لأبی داؤد:219،م:رحمانیہ۔ردالمحتار:507،م:سعید)

(2) دُعا کا آغاز اللہ کی حمد وثنا سے کریں اور کچھ نہ آتا ہو تو شروع میں الحمد شریف ہی" مالک یوم الدین" تک پڑھ لیں، پھر درود شریف، اس کے بعد دُعا مانگیں۔ (ابوداؤد:218،م:رحمانیہ)

نماز میں خشوع وخضوع کا خاص خیال رکھیں

(1) بغیر ضرورت جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دیں، سکون کے ساتھ کھڑے ہونا چاہیے۔ (سورۃ المؤمنون: آیت نمبر 2۔مجمع الزوائد 188،م:دار الکتب العلمیہ۔ردالمحتار:464،م:سعید)

(2) اگر جمائی آنے لگے تو اس کو روکنے کی پوری کوشش کریں۔

(المشکوۃ المصابیح:90،م:حقانیہ۔ھندیہ:107،م:رشیدیہ)

(3) جمائی کو روکنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نیچے والا ہونٹ اوپر والے دانتوں کے نیچے دبا لیا جائے، اگر پھر بھی نہ رُکے تو قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ کی پشت اور دیگر حالات میں بائیں ہاتھ کی پشت منہ پر رکھیں۔ (ھندیہ:107،م:رشیدیہ)

(4) اگر ڈکار آجائے تو ہوا کو پہلے منہ میں جمع کرلیں، پھر آہستہ سے بغیر آواز خارج کردیں، زور سے ڈکار لینا نماز کے آداب کے خلاف ہے۔ (ردالمحتار:478،م:سعید)

وضاحت: واضح رہے کہ نماز سنت کے مطابق پڑھنے کا مندرجہ بالا طریقہ ایک صحیح اور تندرست آدمی کے لیے ہے، لہذا جو آدمی مریض یا بوڑھا اور کمزور ہو تو وہ بوقتِ ضرورت اور شدید مجبوری کی حالت میں اپنی سہولت کے مطابق بھی عمل کرسکتا ہے، مگر بغیر ضرورت اور بلا مجبوری سنت طریقہ کے خلاف نماز پڑھنے سے یقینا آدمی نماز کے حقیقی نور سے محروم ہوگا۔

عورت کی نماز کا طریقہ

اب ہم فقہائے کرام کے کلام سے فقہ حنفیہ کے مطابق عورت کی نماز کا طریقہ بھی بیان کریں گے؛ مگر چوں کہ مکمل طریقہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ صرف ان موقعوں کو بتانا ہے، جن میں مرد و عورت کی نماز میں فرق ملحوظ رکھا گیا ہے؛ لہٰذا ان موقعوں کو بیان کرنے پر اکتفا کریں گے اور ساتھ ہی مرد کے لیے ان موقعوں کا کیا حکم ہے، اس کو بھی پیش کریں گے۔

عورتیں جماعت نہ کریں

عورتیں جماعت نہ بنائیں؛ بلکہ تنہا تنہا نماز پڑھیں، اسی میں ان کے لیے بھلائی اور خیر ہے اور جماعت بنانے میں حدیث کی رو سے ان کے لیے خیر و بھلائی نہیں ہے۔ یہ حدیث اور اس کا حوالہ اور اس پر کلام اوپر گذر چکا ہے؛ لہٰذا ان کے لیے جماعت بنانا مکروہ ہوگا، جیسا کہ فقہا نے لکھا ہے۔ (الاشباہ: ۳/ ۳۸۴، البحر الرائق: ۱/ ۳۸۲، الدر المختار: ۱/ ۵۶۵)

اور جو بعض صحابیہ عورتوں سے جماعت بنانا مروی ہے، یہ کبھی کبھی اور کسی مصلحت سے ہوا ہے، اور اسی طرح عورتوں کی امامت کرنا بھی قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

تکبیرِ تحریمہ میں ہاتھ اٹھانے کا طریقہ

نماز تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے، اس میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے، مرد کے لیے تو کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے اور عورت کے لیے مسئلہ یہ ہے کہ وہ کندھوں تک اپنے ہاتھ اٹھائے۔

(البحر الرائق: ۱/ ۳۲۲، الھدایۃ: ۱/ ۸۴، بدائع الصنائع: ۱/ ۱۱۹۔ الجوھرۃ النیرۃ: ۱/ ۷۰، شامي: ۱/ ۵۰۴)

اس کی تائید حضرت امّ درداء رضی اللہ عنہا صحابیہ خاتون کے عمل سے ہوتی ہے کہ وہ ہاتھ کندھوں تک اٹھاتی تھیں، جیسا کہ اس کا حوالہ گزر چکا ہے؛ نیز ایک مرفوع حدیث سے بھی اس کی

تائید ہوتی ہے، جس کو طبرانی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد اپنے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور عورت اپنی چھاتیوں تک اٹھائے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۲/ ۱۹)

علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں ایک راویہ ام یحیی بنت عبدالجبار ہے جس کو میں نہیں جانتا اور باقی راوی سب ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد: ۲/ ۱۰۳)

لہٰذا یہ روایت ایک روای کے مجہول ہونے کی وجہ سے کمزور ہوگی، تاہم تائید وتقویت کے لیے لی جاسکتی ہے اور مونڈھوں اور چھاتیوں میں کچھ زیادہ فاصلہ نہیں ہے، اس لیے دوروایتوں میں اختلاف کا شبہ نہ کیا جائے، عورت کے لیے علمانے یہ حکم کیوں دیا ہے کہ وہ مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے؟ اس کی وجہ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ اس میں عورت کے لیے زیادہ پردہ ہے۔ (الهدایۃ: ۱/ ۸۴)

ہاتھ باندھنے کا طریقہ

عورتوں کے لیے طریقہ یہ ہے کہ ''وہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر سینے کے اوپر رکھے اور حلقہ نہ بنائے؛ بلکہ صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھ لے''۔

(البحر الرائق: ۱/ ۳۳۹، الجوهرة النیرة: ۱/ ۷۵، درمختار مع الشامي: ۱/ ۴۸۷، الفقه علی المذاهب الأربعة: ۱/ ۲۴۲)

اور اس کی وجہ بھی وہی ہے، جو اوپر عرض کر چکا ہوں کہ اس میں عورت کے لیے زیادہ پردہ ہے؛ چنانچہ علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **لأنه أستر لها، فیکون في حقّها أولی۔**

کیونکہ یہ عورت کے لیے زیادہ پردے کا سبب ہے؛ لہٰذا اس کے حق میں یہ بہتر ہوگا۔

اسی طرح علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ حاشیہ شرح وقایہ میں فرماتے ہیں کہ ''ہمارے احباب نے عورت کے لیے اس کو اختیار کیا ہے؛ کیوں کہ ہاتھ کا سینہ پر رکھنا عورت کے حق میں زیادہ پردے کا سبب ہے۔ (عمدۃ الرعایۃ: ۱/ ۱۴۴)

رکوع کا طریقہ

رکوع کا طریقہ عورت اس طرح رکوع کرے: وہ پورے طور پر نہ جھکے؛ بلکہ ذرا سا جھکے، گھٹنوں کو نہ پکڑے؛ بلکہ صرف ان پر ہاتھ رکھے اور انگلیاں ملا کر رکھے، بازو بھی پہلو سے ملا دے اور گھٹنوں کو موڑ کر رکھے''۔

اور ان سب امور کی وجہ بھی پردے ہی کا اہتمام ہے؛ چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ اس موقعہ پر بحوالہ ''معراج الدرایہ مجتبیٰ'' سے نقل کرتے ہیں کہ ''اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کے لیے اس میں زیادہ پردہ ہے''۔ اسی طرح علامہ عبدالرحمان الجزیری رحمہ اللہ بھی ''الفقہ علی المذاہب'' میں ان امور میں سے بعض کو ذکر کر کے ان کی وجہ یہی پردے کی بات بتاتے ہیں۔

سجدے کا طریقہ

عورتیں سجدہ اس طرح کرے کہ:

۱- اس کے تمام اعضا ملے ہوئے ہوں، ہاتھ بغلوں سے، رانیں پیٹ سے ملی ہوئی ہوں۔

(الدر المختار مع الشامي: ۱/ ۵۰۴، الفقہ علی المذاہب: ۱/ ۱۴۴، کنز الدقائق: ۲۵، البحر الرائق: ۱/ ۳۳۹)

اس کی وجہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے درمختار میں یہ لکھا ہے کہ اس میں عورت کے لیے زیادہ پردہ ہے۔

۲- سُرین کے حصے کو اوپر کی طرف نہ اٹھائے؛ بلکہ اپنے جسم کو حتی الامکان زمین سے ملا کر پست رکھے، اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے، جو پہلے نمبر پر بحوالہ ''مراسیل'' ہم نے درج کی ہے۔ (الدر المختار مع الشامي: ۱/ ۵۰۴، نیز البحر الرائق: ۹ ۳۳، بدائع الصنائع: ۱/ ۲۱۰)

۳- اپنے ہاتھوں کو زمین پر بچھا کر رکھے، مرد کی طرح اٹھا کر نہ رکھے۔

(الشامي: ۱/ ۵۰۴، بدائع الصنائع: ۱/ ۲۱۰)

۴- اپنے دونوں پیر ایک طرف (داہنی طرف کو) نکال دے اور اپنے پیروں کو کھڑا نہ کرے۔(البحر الرائق:۱/ ۳۳۱،شامي:۱/ ۵۰۴،بہشتی زیور:۲/ ۱۶)

بیٹھنے کا طریقہ

نماز میں بیٹھنے کا طریقہ عورتوں کا یہ ہے: ''وہ اپنی سُرین کے بل زمین پر بیٹھے اور اپنے دونوں پاؤں کو داہنی طرف نکالدے اور ہاتھ کی انگلیاں ملا کر رکھے''۔(الشامي:۱/ ۵۰۴۔۵۰۴۔البحر:۱/ ۳۲۱، الجوهرة:۱/ ۵۷،الآثار للإمام محمد:۴۴،الهداية:۱/ ۹۳،الأشباه مع الحموي:۳/ ۳۸۵)

صاحبِ ہدایہ وصاحبِ بدائع عورت کو اس طرح بیٹھنے کا حکم دینے کی وجہ وہی بیان کرتے ہیں کہ اس میں عورت کے لیے زیادہ پردہ ہے۔(الهداية:۱/ ۹۳،بدائع الصنائع:۱/ ۲۱۱)

شرائط نماز

(۱) نمازی کا بدن نجاستِ حقیقی وحکمی سے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ اُس کے کپڑوں کا پاک ہونا۔(سورۃ المدثر:4،مائدہ:6،الدرالمختار:402/ 1،ایچ ایم سعید)

(۲) جگہ کا پاک ہونا۔(سورۃ البقرہ:125،الدرالمختار:403/ 1،ایچ ایم سعید)

(۳) سَتر چھپانا۔یعنی مرد وعورت کے جسم کے جتنے حصے کا ظاہر کرنا حرام ہے اس کو چھپانا۔

(سورۃ الاعراف:31،الدرالمختار:404/ 1،ایچ ایم سعید)

(۴) قبلہ (بیت اللہ) کی طرف رُخ کرنا۔(سورۃ البقرہ:150،الدرالمختار:427/ 1،ایچ ایم سعید)

(۵) جو نماز پڑھنی ہے اس کا وقت ہونا۔(سورۃ النساء:103،الفقہ الاسلامی وادلتہ:728/ 1،رشیدیہ)

(۶) جو نماز پڑھنی ہے اس کی نیت کرنا۔(سورۃ البینۃ:5،الدرالمختار:414/ 1،ایچ ایم سعید)

شرائط کا حکم: نماز شروع کرنے سے پہلے ان مندرجہ بالا شرائط کی رعایت رکھنا ضروری ہے ان میں سے اگر ایک بھی رہ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔

فرائض نماز

(1) تکبیر تحریمہ (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) کہنا۔ (سورة الاعلیٰ:15، سورة المدثر:3)

(2) قیام کرنا۔ یعنی ہر رکعت میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ۔ کہنے کی بقدر کھڑا رہنا۔

(سورة البقرہ:238)

(3) قرأت کرنا۔ یعنی قرآن مجید میں سے کوئی سورت، تین چھوٹی آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھنا۔ (سورة المزمل:20)

(4) رکوع کرنا۔ (سورة البقرہ:43)

(5) دونوں سجدے کرنا۔ (سورة الحج:77)

(6) قعدہ اخیرہ کرنا۔ یعنی نماز کے آخر میں التحیات پڑھنے کی بقدر بیٹھنا۔

(شرح معانی الآثار:175/1، رحمانیہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ:851/2، رشیدیہ)

فرائض کا حکم: اگر ان مذکورہ بالا میں سے کوئی ایک فرض بھی بھول کر یا جان بوجھ کر رہ جائے تو نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

نماز کے واجبات

(1) سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ (سنن ابی داؤد:126/1، رحمانیہ، الدر المختار:458/1، ایچ ایم سعید)

(2) سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت یا چھوٹی تین آیات کے بقدر قرأت کرنا۔

(صحیح مسلم:170/1، قدیمی، الدر المختار:458/1، ایچ ایم سعید)

(3) نماز میں فرائض کی ترتیب برقرار رکھنا۔ یعنی پہلے قیام، پھر رکوع، پھر سجدہ کرنا۔

(صحیح مسلم:170/1، قدیمی، الدر المختار:460/1، ایچ ایم سعید)

(4) پہلے سورۂ فاتحہ پڑھنا پھر کوئی اور سورت پڑھنا۔

(سنن نسائی:157/1، رحمانیہ، الدر المختار:459/1)

(5) تعدیل ارکان یعنی رکوع، سجدہ، رکوع کے بعد اور دوسجدوں کے درمیان کم از کم ایک تسبیح (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی) کی بقدر ٹھہرنا۔ (الصحیح البخاری:109/1،قدیمی،الدر المختار:464/1،ایچ ایم سعید)

(6) قعدہ اولیٰ کرنا۔ یعنی اگر نماز دو رکعت سے زیادہ ہو تو دو رکعت کے بعد تشہد کی بقدر بیٹھنا۔ (سنن نسائی:175/1،رحمانیہ،الدر المختار:465/1،ایچ ایم سعید)

(7) ہر قعدہ میں تشہد (التحیات) پڑھنا۔ (سنن نسائی:174/1،رحمانیہ،الدر المختار:466/1،سعید)

(8) لفظ السلام کے ساتھ نماز سے نکلنا۔ (جامع الترمذی:171/1،رحمانیہ،الدر المختار:468/1،سعید)

(9) وتر کی نماز میں قنوت کے لیے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا اور دُعاِ قنوت پڑھنا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی:300+297/2دار الکتب العلمیہ،الدر المختار:468/1،ایچ ایم سعید)

(10) جہری نمازوں میں امام کا بلند آواز سے اور سرّی نمازوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا۔ (صحیح مسلم:170/1،قدیمی،الدر المختار:469/1،ایچ ایم سعید)

(11) قرأت کے علاوہ تمام ارکان میں امام کی اتباع کرنا۔

(سنن نسائی:146/1،الدر المختار:470/1)

(12) اگر نماز میں کوئی ایسی غلطی ہو گئی جس کی تلافی سجدہ سہو سے ہو جاتی ہو تو سجدہ سہو کرنا۔

(الصحیح البخاری:115/1،قدیمی،ھندیہ:126/1،رشیدیہ)

واجبات کا حکم: اگر کسی شخص نے بھول کر مندرجہ بالا واجبات میں سے کوئی ایک واجب کو یا زیادہ کو چھوڑ دیا تو سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جاتی ہے دوبارہ پوری نماز لوٹانا ضروری نہیں، اور اگر جان بوجھ کر کوئی واجب چھوڑ دیا تو پھر سجدہ سہو کرنے سے نماز ادا نہیں ہوگی، بلکہ دوبارہ پڑھنی ہو گی، اگر دوبارہ نہیں پڑھے گا تو گناہ گار ہو گا۔

نماز کی سنتیں

(1) تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اُٹھانا اور عورتوں کا سینے تک اُٹھانا۔

(مجمع الزوائد:222/2،دار الکتب،الفقہ الاسلامی وادلتہ:869/2،رشیدیہ)

(2) تکبیر کہتے وقت ہاتھ اُٹھاتے ہوئے، ہاتھوں کی انگلیاں طبعی حالت پر رکھنا، نہ زیادہ کھلی ہوئی ہوں نہ زیادہ ملی ہوئی ہوں اور ہتھیلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف رکھنا۔

(مجمع الزوائد: 221/2، دار الکتب، الدر المختار: 474/1، ایچ ایم سعید)

(3) تکبیر کہہ لینے کے بعد ہاتھ باندھنا۔ مردوں کا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پُشت پر ناف کے نیچے اس طرح رکھنا کہ انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے حلقہ بنا کر بائیں کلائی کے جوڑ کو پکڑ لیا جائے اور دائیں ہاتھ کی باقی تین اُنگلیاں بائیں کلائی پر بچھا دی جائیں۔

(صحیح ابن حبان: حدیث نمبر: 6239، 156/7، دار ابن حزم۔ الدر المختار: 476/1)

جبکہ عورتوں کا داہنی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کی پُشت پر رکھ کر سینے پر رکھنا۔

(اعلاء السنن: 199/2، ادارۃ القرآن)

(4) پہلی رکعت میں **سُبحَانَکَ اللّٰھُم** (یعنی ثناء) پڑھنا۔

(نسائی: 143/1، رحمانیہ، الدر المختار: 475/1)

(5) پہلی رکعت میں ثناء کے بعد آہستہ تعوذ اور تسمیہ دونوں پڑھنا، بقیہ ہر رکعت کے شروع میں صرف تسمیہ پڑھنا۔ (مجمع الزوائد: 230/2، دار الکتب، شرح معانی الاثار: 132/1، رحمانیہ، الدر المختار: 475/1، سعید)

(6) سورۂ فاتحہ کے آخر میں امام، منفرد اور مقتدیوں سب کا آمین آہستہ آواز سے کہنا اگرچہ قرأت بلند ہو۔ (جامع الترمذی: 162/1، رحمانیہ، الدر المختار: 475/1، ایچ ایم سعید)

(7) فجر کے علاوہ بقیہ نمازوں کے فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

(صحیح بخاری: 107/1، قدیمی، الھدایہ: 114/1، میزان)

(8) جس نماز میں جس قدر قرآن پڑھنا مسنون ہے اس کے مطابق قرأت کرنا۔

(سنن نسائی: 154/1، رحمانیہ، الھدایہ: 120/1، میزان)

(9) امام کا تمام تکبیریں، **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** اور **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ**۔

مناسب بلند آواز سے کہنا، جبکہ مقتدی اور منفرد کا سب چیزیں اتنی آواز سے کہنا کہ خود سن لے۔

(بخاری: 114/1، الدر المختار: 475/1)

(10) مردوں کے لیے رکوع میں اپنی کمر اس طرح جھکانا کہ سر اور اور پُشت بالکل سیدھ میں ہوں اور ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر گھٹنوں کو اس طرح پکڑنا کہ بازو، پہلوؤں سے جُدا رہیں اور پنڈلیاں سیدھی رہیں اُن میں خم نہ ہو۔ (سنن نسائی: 159/1، رحمانیہ، الدر المختار: 476/1، ایچ ایم سعید)

(11) رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ۔ پڑھنا۔

(ترمذی: 165/1 الدر المختار: 476/1)

(12) رکوع سے کھڑے ہوتے وقت امام کا سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور مقتدی کا۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ جبکہ منفرد کا یہ دونوں کہنا۔ (سنن نسائی: 162/1، رحمانیہ، الدر المختار: 477/1، الفقہ الاسلامی وادلتہ: 891/2)

(13) سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر ناک، پھر پیشانی رکھنا اور اُٹھتے وقت برعکس کرنا۔ (جامع الترمذی: 167/1، الفقہ الاسلامی وادلتہ: 893/2، رشیدیہ)

اور حالتِ سجدہ میں مردوں کا کہنیوں کو پہلو سے اور پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھنا جبکہ بازو زمین سے اُٹھے ہوئے ہوں اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رُو ہوں۔

(سنن نسائی: 167/1، رحمانیہ، مجمع الزوائد: 268/2، دار الکتب)

(14) ہر سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھنا۔ (ترمذی: 165/1، رحمانیہ، ھندیہ: 72/1)

(15) تشہد میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ پر تشہد والی انگلی کو اُٹھانا۔

(ابوداؤد: 145/1، الفقہ الاسلامی وادلتہ: 902/2)

(16) آخری قعدہ میں تشہد کے بعد دُرود اور اس کے بعد کوئی ماثور دُعا پڑھنا۔

(سنن ابوداؤد: 148+149/1، رحمانیہ، الدر المختار: 477/1، ایچ ایم سعید)

(17) پہلے دائیں طرف منہ پھیر کر سلام کرنا، پھر بائیں طرف منہ پھیر کر سلام کرنا اور سلام ان الفاظ سے کہنا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ۔ (جامع الترمذی: 171/1، رحمانیہ، الھدایہ: 116/1، میزان)

سنتوں کا حکم: اگر نماز میں کوئی سنت بھول کر یا کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ جائے تو نہ نماز ٹوٹتی ہے ، نہ سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور نہ ہی گناہ ہوتا ہے۔ اور اگر جان بوجھ کر کوئی سنت چھوڑ دی جائے تو نماز ٹوٹتی تو نہیں اور نہ ہی سجدہ سہو واجب ہوتا ہے البتہ ایسا کرنا بُرا بھی ہے اور ثواب میں بھی کمی آجاتی ہے۔

نماز کے مستحبّات

(1) تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت مردوں کے لیے ہاتھ چادر وغیرہ سے نکال کر اُٹھانا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔ (الدر المختار: 1/478)

(2) قیام میں نگاہ سجدے کی جگہ پر، رکوع میں قدموں پر، سجدے میں ناک پر، بحالتِ جلسہ وقعدہ گود میں اور سلام کے وقت کندھوں پر رہے۔ (الدر المختار: 1/477، ایچ ایم سعید)

(3) جمائی اور کھانسی کو روکنے کی کوشش کرنا۔ (الدر المختار: 1/478، ایچ ایم سعید)

(4) ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملانے سے پہلے **بِسْمِ اللہ** پڑھنا۔
(مجمع الزوائد: 2/231، دار الکتب)

(5) دو سجدوں کے درمیان یہ دُعا پڑھنا: **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ** یا صرف **رَبِّ اغْفِرْلِيْ** دو مرتبہ پڑھنا۔

(جامع الترمذی: 1/169، نسائی: 1/188، الفقہ الاسلامی وادلتہ: 2/898)

(6) وتر کی حالت میں قنوت میں خاص دُعائے قنوت پڑھنا۔

(شرح معانی الآثار: 1/159، الفقہ الاسلامی: 2/1002)

(7) تنہا نماز پڑھنے والے کو رکوع اور سجدے میں تین بار سے زیادہ تسبیحات پڑھنا۔

(سنن ابوداؤد: 1/137، رحمانیہ)

مستحبات کا حکم: مستحبات کا حکم یہ ہے کہ ان کو کرنا افضل اور باعثِ اجر و ثواب ہے اور نہ کرنے سے گناہ بھی نہیں ہوتا۔

نمازِ جنازہ کے احکام

جب تکفین سے فراغت ہو جائے، تو میت کو کسی چار پائی (پلنگ) یا جنازہ پر رکھ کر جلد سے جلد نمازِ جنازہ پڑھنے کی فکر کریں۔

نمازِ جنازہ کا طریقہ

نمازِ جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ جنازہ کو سامنے رکھ کر امام اس کے سینہ کے برابر کھڑا ہو اور باقی لوگ امام کے پیچھے صفیں بنا کر کھڑے ہوں۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور وسط (درمیان) میں کھڑے ہوئے۔ (بخاری:۱۲۴۶، مسلم:۱۶۰۲، ترمذی:۹۵۶، نسائی:۳۹۰، ابوداؤد:۲۷۸۰، ابن ماجہ:۱۴۸۲، احمد:۱۹۳۰۳، طحاوی:۱/۲۳۷)

اور بہتر ہے کہ امام کے پیچھے کم از کم تین صفیں بنائی جائیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ماصلّٰی ثلاثة صفوف من المسلمین علی رجل مسلم یستغفرون له الا اوجب۔

(سنن بیہقی:۷۰۰۵، ترمذی:۹۴۹، ابوداؤد:۲۷۵۳، ابن ماجہ:۱۴۷۹)

یعنی کسی بھی مسلمان پر تین صفیں مسلمانوں کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھتیں؛ مگر اللہ اس کے لیے (جنت) واجب کر دیتا ہے۔

صفوں کو درست کرنے کے بعد امام چار تکبیر کہے اور اس کے بعد مقتدی بھی چار تکبیریں کہیں؛ مگر صرف پہلی تکبیر پر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں، جیسا کہ عام نمازوں میں کانوں تک اٹھاتے ہیں

اور بعد کی تین تکبیروں میں ہاتھ نہ اٹھائیں۔ (بخاری: ۱۲۳۴، مسلم: ۱۵۸۰، ترمذی: ۹۴۳، نسائی: ۱۹۴۶، ابوداؤد: ۲۷۸۹، ابن ماجہ: ۱۵۲۳، احمد: ۶۸۵۰، مالک: ۹۷۴، طحاوی: ۱/ ۲۳۸)

پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھا کر باندھ لیں، جیسے عام نمازوں میں باندھتے ہیں۔ (ترمذی: ۹۹۸)

پھر اللہ کی حمد و ثنا کریں اور یہ حمد و ثنا خواہ سورۂ فاتحہ سے ہو یا اور کسی دعا سے ہو، جیسے عام نمازوں میں ثنا پڑھی جاتی ہے۔ (مؤطا امام مالک: ص: ۷۹)

پھر دوسری تکبیر کہہ کر درود شریف پڑھا جائے جیسے کہ نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ (اخرجہ ابن الجارود فی المنتقی: ۵۴۰، وعبدالرزاق: ۶۴۲۸، والبیہقی فی السنن: ۷۰۶۱، والحاکم فی المستدرک: ۱/ ۳۶۰)

پھر تیسری تکبیر کہہ کر میت کے لیے دعا کریں، اگر میت بالغ مرد یا عورت ہے تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَ ارْحَمْہُ وَ عَافِہٖ وَ اعْفُ عَنْہُ وَ اَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَ الْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَ اَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ۔ (مسلم: ۱۶۰۰، نسائی: ۱۹۰۷، ابن ماجہ: ۱۴۸۹، احمد: ۲۲۸۵، ترمذی مختصراً: ۹۴۶، ابن ابی شیبہ: ۳/ ۱۷۶)

یا یہ دعا پڑھی جائے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔ (ترمذی: ۹۴۵، ابن ابی شیبہ: ۳/ ۱۷۷، نیز اس کو احمد: ۱۶۸۸۵، نسائی: ۱۹۶، ابن الجارود: ۵۴۱)

نوٹ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا۔ یہ دعا بالغ مرد و عورت دونوں کیلئے پڑھیں گے۔

اور میت اگر نابالغ ہو تو لڑکے کے لیے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا۔

اور نابالغ لڑکی ہو تو اسی دعا کو اس طرح پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطاً وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْراً وَّذُخْراً وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً۔

(فتح الباری: ۳/ ۲۰۳، التلخیص الحبیر: ۲/ ۱۲۳، موطا امام مالک: ۴۸۰)

پھر چوتھی تکبیر کہہ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔ (سنن البیہقی: ۷۰۸۷)

مسواک کی فضیلت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے پہلے مسواک کی فضیلت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

تَفْضُلُ الصَّلٰوۃُ الَّتِی یُسْتَاكُ لَھَا عَلَی الصَّلٰوۃِ الَّتِی لَا یُسْتَاكُ لَھَا سَبْعِیْنَ ضِعْفًا۔

جس نماز کے وضو میں مسواک کی گئی ہو اُس کی فضیلت اُس نماز پر ستر درجہ زیادہ ہے جس کے وضو میں مسواک نہیں کی گئی۔

مسواک کرنا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ اور دائمی عمل تھا۔ حضرت شریح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''مسواک کرتے تھے۔ (مسلم، الصحیح، کتاب الطھارۃ، باب السواک، 1:220، رقم: 253)

ایک اور حدیث مبارکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (مسلم، الصحیح، کتاب الطھارۃ، باب السواک، 1:220، رقم: 252)

''اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

مسواک صحابہ کرام کی نظر میں

عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِیَّۃَ اَلسِّوَاكُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ وَالْوُضُوْءُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ: حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ مسواک کرنا نصف ایمان ہے اور وضو بھی نصف ایمان ہے۔ (شرح احیاء ۲ معجم ابی یعلی الموصلی رقم الحدیث ٦٦)

مسواک پر مداومت

عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ فَلَا تَغْفُلُوْا عَنْهُ وَاَدِيْمُوْهُ فَاِنَّ فِيْهِ رِضَى الرَّحْمٰنِ وَتَضَاعَفُ صَلَاةٌ اِلٰى تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ ضِعْفًا اَوْ اِلٰى اَرْبَعِ مِأَةِ ضِعْفٍ۔

ترجمہ: حضرت علی وابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسواک کو لازم کرلو اِس میں کوتاہی نہ کرو اور اِس کو ہمیشہ کرتے رہو کیونکہ اِس میں حق تعالیٰ کی رضا ہے اور اِس سے نماز کا ثواب ننانوے یا چارسو گنا زیادہ ہوجاتا ہے۔

مسواک اور فصاحت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَلسِّوَاكُ يَزِيْدُ الرَّجُلَ فَصَاحَةً۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسواک انسان کی فصاحت میں اضافہ کرتی ہے۔

مسواک سے حافظہ میں اضافہ

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَلسِّوَاكُ يَزِيْدُ فِي الْحِفْظِ وَيُذْهِبُ الْبَلْغَمَ۔

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مسواک (قوتِ) حافظہ کو بڑھاتی ہے اور بلغم کو دُور کرتی ہے۔

مسواک اور شفاء

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَلسِّوَاكُ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ اِلَّا السَّامُ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا گیا ہے فرماتی ہیں کہ مسواک موت کے سوا ہر مرض سے شفا ہے۔

فرشتوں کا مصافحہ

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ فَلَا تَغْفُلُوْهُ فَاِنَّ فِي السِّوَاكِ اَرْبَعٌ وَّعِشْرِيْنَ خَصْلَةً اَفْضَلُهَا اَنَّهُ يَرْضَى الرَّحْمٰنُ وَيُضَاعَفُ صَلَاةً سَبْعَةً وَّسَبْعِيْنَ ضِعْفًا وَيُوْرِثُ السِّعَةَ وَالْغِنٰى وَيُطِيْبُ النَّكْهَةَ وَيَشُدُّ اللِّثَّةَ وَيُسَكِّنُ الصُّدَاعَ وَيُذْهِبُ وَجَعَ الضِّرْسِ وَ تُصَافِحُهُ الْمَلَائِكَةُ لِنُوْرِ وَجْهِهٖ وَتَبَرُّقِ اَسْنَانِهٖ۔

ترجمہ: حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ مسواک کو لازم کرلو اِس میں غفلت نہ کرو کیونکہ مسواک میں چوبیس خوبیاں ہیں اُن میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اللہ راضی ہوجاتا ہے ، مالداری اور کشادگی پیدا ہوتی ہے، منہ میں خوشبو پیدا ہوجاتی ہے، مسوڑھے مضبوط ہوجاتے ہیں، دردِ سر کو سکون ہوتا ہے، داڑھ کا درد دُور ہوجاتا ہے اور چہرے کے نور اور دانتوں کی چمک کی وجہ سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں۔

دس خصلتیں

رُوِيَ عَنِ ابْنِ عبَّاسٍ فِيْهِ عَشْرُ خِصَالٍ يُذْهِبُ الْحَفَرَ وَيَجْلُو الْبَصَرَ وَيَشُدُّ اللِّثَّةَ وَيُطَيِّبُ الْفَمَ وَتَفْرَحُ لَهُ الْمَلَائِكَةُ وَيَرْضَى الرَّبُّ وَتُوَافِقُ السُّنَّةَ وَيَزِيْدُ فِيْ حَسَنَاتِ الصَّلَاةِ وَتَصْحِيْحِ الْجِسْمِ ۔ (كذا فی النزهۃ والقسطلانی ونقلہ ابن العربی فی شرحہ للترمذی وقال واسندہ الدارقطنی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مسواک میں دس خصلتیں ہیں: (دانتوں کی) سبزی دُور کرتی ہے، بینائی کو تیز اور مسوڑھے کو مضبوط بناتی ہے، منہ کو صاف کرتی ہے، ملائکہ خوش ہوتے ہیں، اللہ کی رضائ، سنت کا اتباع، نماز کے ثواب میں اضافہ، جسم کی تندرستی، یہ سب اُمور حاصل ہوتے ہیں۔

مسواک کے آداب

مسواک اگر چہ سنت ہے فرض یا واجب نہیں مگر اِس کے باوجود اس کے آداب و مستحبات کی

رعایت نہایت ضروری ہے اس میں تغافل وتکاسل نقصان دہ ہے علماء نے لکھا ہے:

مَنْ تَهَاوَنَ بِالْآدَابِ حُرِمَ السُّنَنَ وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالسُّنَنِ حُرِمَ الْفَرَائِضَ وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالْفَرَائِضِ حُرِمَ الْآخِرَةَ۔

جو شخص آداب کی ادائیگی میں تہاون (سستی) کرتا ہے وہ سنن سے محروم کر دیا جاتا ہے اور جو شخص سنن کے ساتھ تہاون کرتا ہے وہ فرائض سے محروم کر دیا جاتا ہے اور جو شخص فرائض کے بارے میں تہاون کرتا ہے وہ آخرت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

بستان العارفین میں فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اسلام کی مثال اُس شہر کی طرح ہے جس میں پانچ قلعے ہوں ایک سونے کا، دوسرا چاندی کا، تیسرا لوہے کا، چوتھا پختہ اینٹ کا، پانچواں کچی اینٹ کا، پس جب تک قلعے والے اس کچی اینٹ کے قلعہ کی حفاظت کرتے رہیں گے تو دشمن دوسرے قلعوں کے حاصل کرنے کی طمع نہ کرے گا اور جب وہ اس کی حفاظت نہ کریں گے تو یہ قلعہ خراب ہو جائے گا اور دشمن دوسرے قلعے کے حاصل کرنے کی طمع کرے گا اور پھر تیسرے کی یہاں تک کہ سارے قلعے خراب ہو جائیں گے، اسی طرح اسلام کے بھی پانچ قلعے ہیں ایک یقین، دوسرا اخلاص، تیسرا فرائض، چوتھا سنن، پانچواں آداب، پس جب تک انسان آداب کی حفاظت کرتا رہتا ہے تو شیطان طمع نہیں کرتا اور جب وہ آداب ترک کر دیتا ہے تو شیطان سنتوں سے بہکانے کی طمع کرتا ہے پھر اسی طرح فرائض سے پھر اخلاص سے اور پھر یقین سے ہٹانے کی طمع کرتا ہے (اور دین برباد ہو جاتا ہے) اس لیے انسان کو تمام اُمور میں وضو میں، نماز میں اور شریعت کے تمام کاموں میں حتی کہ خرید و فروخت میں آداب کی رعایت کرنی چاہیے۔

مشائخ نے ہمیشہ آداب و سنن کا خاص طور پر اہتمام کیا ہے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے محض ایک ادب کے چھوٹ جانے کی وجہ سے چالیس سال کی نمازیں قضا کیں۔

حضرت ابن سماعۃ سے نقل کیا گیا ہے فرماتے ہیں کہ میں چالیس سال تک تکبیر اُولیٰ کا اہتمام کرتا رہا کبھی تکبیر اُولیٰ فوت نہ ہوئی مگر جس روز میری والدہ کا انتقال ہوا، نہ جماعت ملی نہ تکبیرِ اُولیٰ مجھے اِس کا بڑا قلق ہوا چنانچہ میں نے جماعت اور تکبیرِ اُولیٰ کی فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے اس نماز کو پچیس بار دہرایا مگر اِس کے بعد بھی مجھے خواب میں بتایا گیا کہ جماعت کی فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی ۲ الفوائد لبہیۃ الشیخ عبدالحیٔ)

مسواک کے اوقات

چونکہ مسواک صحیح واقوی قول کے مطابق سنن دین سے ہے اس لیے اس کا استعمال ہر وقت مسنون ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تمام اوقات میں مسواک کرنے کو مستحب لکھا ہے:

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے:

اَلسِّوَاكُ سُنَّةٌ فَاسْتَاكُوْا اَیَّ وَقْتٍ شِئْتُم۔

مسواک کرنا سنت ہے پس جس وقت جی چاہے مسواک کرو" مگر بعض اوقات میں اس کا استحباب مؤکدہ ہوجاتا ہے مثلاً دانتوں کے زرد ہوجانے کے وقت، قرآن وحدیث پڑھنے کے وقت، جماع سے قبل، مرنے سے پہلے، سونے اور بیدار ہوجانے کے وقت خواہ بدبو خاموش رہنے کے سبب یا زیادہ بولنے یا کسی بدبودار چیز کھالینے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو، بہرحال ان صورتوں میں مسواک کرنا مستحب ہے۔

وضو میں مسواک

یہ مسئلہ اختلافی ہے عام فقہاء احناف کے نزدیک وضو کی سنت ہے اس لیے وضو میں ضرور استعمال کیا جائے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز کی سنت مسواک کرنے کو مسنون کہتے

ہیں، بعض فقہاءِ احناف بھی نماز کے شروع میں مسواک کرنے کو مستحب کہتے ہیں اس لیے اگر نماز کے شروع میں مسواک کی جائے تو اس کا خیال ضرور رکھا جائے کہ خون نہ نکلے، خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لہٰذا مسواک آہستہ آہستہ کی جائے اور صرف دانتوں پر کی جائے تاکہ خون نہ نکلے۔

مسواک کی لکڑی

ہر قسم کی لکڑی سے مسواک کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ لکڑی نقصان دینے والی نہ ہو، جو زہریلی ہو اُس سے مسواک کرنا حرام ہے، انار، بانس، ریحان اور چنبیلی کی لکڑی سے مسواک کرنا مکروہ ہے، سب سے بہترین لکڑی مسواک کے لیے پیلو کی ہے حضور اکرم نے اس کی تعریف فرمائی ہے اور خود آنحضرت نے اور صحابہ نے اس کی مسواک استعمال فرمائی ہے اس کے بعد زیتون کی لکڑی ہے کہ اس کی بھی حدیث شریف میں فضیلت آئی ہے اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو پھر تلخ لکڑی سے مسواک کرنا مسنون ہے۔ (کذافی القدیر وشیرہ ۲ فتاوی شامی ۳ کذافی القہستانی وشرح المنیہ ۱۳ ٤ کذافی المراقی)

مسواک پکڑنے کا طریقہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مسواک اس طرح پکڑنی چاہیے کہ چھوٹی اُنگلی مسواک کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا اُوپر کی جانب مسواک کے منہ کے نیچے اور باقی اُنگلیاں مسواک کے اُوپر رہیں ۲ مٹھی میں دبا کر مسواک نہ کی جائے اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے ۳ نیز مسواک داہنے ہاتھ سے کی جائے کہ یہ بھی مستحب ہے۔

مسواک کی دعا

بنایہ میں درایہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسواک کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ فَمِیْ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ وَطَھِّرْ بَدَنِیْ وَحَرِّمْ جَسَدِیْ۔

اسی طرح علامہ نووی نے شرح مہذب میں ایک دوسری دعا نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ دعا اگرچہ بے اصل ہے لیکن اچھی دعا ہے اس لیے اس کو پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ اَسْنَانِیْ وَشَدِّدْ لِسَانِیْ وَثَبِّتْ بِهٖ لَهَاتِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

چند مختلف آداب

(۱) مسواک کا منہ نہ زیادہ نرم ہو، نہ زیادہ سخت، درمیانی درجہ کا ہونا چاہیے۔

(۲) مسواک کی لکڑی سیدھی ہونی چاہیے اس میں گرہ وغیرہ نہ ہو، ہاں ایک آدھ گرہ ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔

(۳) مسواک کا اُنگلی کے برابر موٹا ہونا مستحب ہے۔

(٤) چت لیٹ کر مسواک کرنا مکروہ ہے، اس سے تلی بڑھ جاتی ہے۔

(٥) مسواک ابتداء ایک بالشت کے برابر ہونا چاہیے بعد میں اگر کم ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر ایک بالشت سے زیادہ ہو تو شیطان اس پر سواری کرتا ہے۔

(٦) مسواک کھڑی کر کے رکھنی چاہیے، زمین پر نہ ڈالی جائے ورنہ جنون کا خطرہ ہے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص مسواک کو زمین پر رکھنے کی وجہ سے مجنون ہوجائے تو وہ اپنے نفس کے علاوہ کسی کو ملامت نہ کرے کہ یہ خود اس کی غلطی ہے۔

(٧) اگر مسواک خشک ہو تو اس کو پانی سے نرم کرنا مستحب ہے۔

(٨) کم از کم تین مرتبہ مسواک کرنی چاہیے اور ہر مرتبہ پانی میں بھگونی چاہیے۔

(٩) وضو کے پانی میں مسواک داخل کرنا اگر اس پر میل کچیل ہو مکروہ ہے۔

(١٠) بیت الخلاء میں مسواک کرنا مکروہ ہے۔

(١١) مسواک دونوں طرف سے استعمال نہ کی جائے۔

(۱۲) مسجد میں مسواک کرنا جائز ہے لیکن بذل المجہود میں لکھا ہے کہ مسواک کا استعمال مسجد میں مناسب نہیں ہے کیونکہ اس کے ذریعہ منہ کی گندگی دُور کی جاتی ہے اور گندگی کے ازالہ کے لیے مسجد محل نہیں۔

فوائدِ مسواک

علماء نے مسواک کے بہت سے فائدے شمار کیے ہیں ابن حجر نے منبہات میں مسواک کے بیس فائدے ذکر کیے ہیں صاحب الفائق نے تیس سے کچھ اُوپر منافع بتائے ہیں جن میں سب سے ادنیٰ گندگی کا دور ہونا اور سب سے اعلیٰ موت کے وقت کلمہ یاد آنا ذکر کیا ہے۔ علامہ حصکی نے دُرمختار میں لکھا ہے کہ مسواک موت کے وقت کلمہ شہادت یاد دلاتی ہے اور موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے۔

نہایۃ الامل میں لکھا ہے مسواک میں بہتر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ موت کے وقت کلمہ شہادت یاد آجاتا ہے اور اس کے برخلاف حشیشہ بھنگ کھانے میں ستر نقصان ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ موت وقت کلمہ شہادت یاد نہیں آتا۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مراقی کے حاشیہ پر مسواک کے فوائد نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: ”مسواک کے وہ فضائل جن کو ائمہ کرام نے حضرت علی حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عطائؒ سے نقل کیا فرماتے ہیں کہ مسواک لازم کرلو اِس سے غافل نہ رہو اِس پر مداومت کرتے رہو کیونکہ اس میں حق تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور اس سے نماز کا ثواب ننانوے یا چار سو گنا بڑھ جاتا ہے اور ہمیشہ مسواک کے کرنے سے کشادگی اور مالداری پیدا ہوتی ہے، روزی آسان ہوجاتی ہے دردِ سر کو اور سر کی تمام رگوں کو سکون ہوجاتا ہے حتیٰ کہ کوئی ساکن رگ حرکت نہیں کرتی اور نہ ہی کوئی حرکت کرنے والی رگ ساکن ہوتی ہے، بلغم کو دور کرتی ہے، دانتوں کو مضبوط بناتی ہے، بینائی کو صاف کرتی ہے، معدہ کو درست اور بدن کو قوی بناتی ہے، انسان کی فصاحت و حافظہ و عقل کو بڑھاتی ہے، دل کو پاک کرتی ہے، نیکیوں میں اضافہ ہوجاتا ہے، ملائکہ خوش ہوتے ہیں اور اس کے چہرہ کے نور

کی وجہ سے مصافحہ کرتے ہیں اور جب وہ مسجد سے نکلتا ہے تو فرشتے اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور انبیاء علیہ السلام اور رسول اس کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

مسواک شیطان کو ناراض کر دیتی ہے اور اس کو دھتکارتی ہے، ذہن کو صاف، کھانے کو ہضم کرتی ہے، بچوں کی پیدائش بڑھاتی ہے، پل صراط پر سے کوندنے والی بجلی کی طرح (بہت جلد) اُتار دیتی ہے، بڑھاپے کو مؤخر کرتی ہے، نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دلاتی ہے، بدن کو اللہ کی اطاعت کے لیے قوت دیتی ہے، حرارت کو بدن سے دور کرتی ہے، پیٹھ کو مضبوط بناتی ہے، کلمۂ شہادت یاد دلاتی ہے، حالتِ نزع کو بہت جلد ختم کر دیتی ہے، دانتوں کو سفید منہ کو خوشبودار حلق اور زبان کو صاف کرتی ہے، رطوبت کے لیے قاطع ہے، بینائی کے لیے مفید حاجتوں کو پورا ہونے میں مدد کرتی ہے، قبر کو کشادہ بناتی ہے اور مردہ کے لیے غمخوار ہو جاتی ہے اور مسواک کرنے والوں کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے اور اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور فرشتے اس کے بارے میں ہر دن کہتے ہیں کہ یہ (شخص) انبیاء علیہ السلام کا اقتدا کرنے والا ہے، ان کے نشانِ قدم پر چلتا ہے ان کی سیرت کا متلاشی ہے اور اس کی طرف سے دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، مسواک کرنے والا شخص دنیا میں (گناہوں) سے پاک صاف ہو کر جاتا ہے اور موت کا فرشتہ رُوح نکالنے کے لیے ان کے پاس اس صورت میں آتا ہے جس صورت میں اولیاء کے پاس آتا ہے۔ بعض عبارات میں ہے کہ جس صورت میں انبیاء علیہم السلام کے پاس آتا ہے اُسی صورت میں آتا ہے اور مسواک کرنے والا دنیا سے نہیں جاتا مگر اس وقت جبکہ حضور اکرم کے حوضِ کوثر کی شراب نہ پی لے اور وہ رحیق مختوم ہے (اور ان سب فوائد سے) بڑھ کر یہ ہے کہ اس میں حق تعالیٰ کی رضا ہے اور منہ کی بھی صفائی ہے۔

علامہ زبیدی نے بھی شرح احیاء میں مسواک کے فوائد کو نقل کیا ہے اور علماء کی نظم بھی نقل کی

ہے اکثر فوائد وہی ہیں جو ہم نے طحطاوی سے نقل کیے ہیں البتہ ایک فائدہ نیا ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسواک کرنے سے منی زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

مسئلہ: حنفیہ کے نزدیک روزہ کی حالت میں، زوال سے پہلے اور زوال کے بعد مسواک کا استعمال درست ہے خواہ مسواک تر ہو یا خشک۔

مسئلہ: کسی کو مسواک سے مارنا درست ہے۔

مسئلہ: بلا اجازت کسی کا مسواک استعمال کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: احرام کی حالت میں بھی مسواک کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر مسواک کرنے سے خون وغیرہ نکلنے لگے یا اور کوئی مرض پیدا ہو جائے تو ایسی صورت میں مسواک کرنا مستحب نہیں ہے۔

مسئلہ: نابالغ بچوں کو بھی اس کا استعمال کرانا چاہیے تاکہ ان کو بھی عادت ہو۔

مسئلہ: غسل میں بھی مسواک کرنا مسنون ہے۔

وضو کے مسائل

مسئلہ: کسی نے ناخون پالش لگائی تو جب تک اس کو چھڑا کر پانی ناخون پر نہ گذرے گا وضو نہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی نے الٹا وضو کیا یعنی پہلے پاؤں دھوئے پھر سر کا مسح کیا پھر ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا تو اس کا وضو درست ہے مگر سنت کے خلاف ہے، اگر ایسی ہی عادت بنالے تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ: کسی نے پہلے بایاں پاؤں دھویا پھر دایاں، یا پہلے بایاں ہاتھ دھویا پھر داہنا تو بھی وضو ہو جائے گا مگر مستحب کے خلاف ہوگا۔ (مفتاح الصلوۃ)

مسئلہ: کسی نے ایک عضو دھو کر دوسرا عضو دھونے میں اتنی دیر لگائی کہ پہلا عضو خشک

ہوگیا تو بھی اس کا وضو سنت کے خلاف ہوا۔ (مفتاح الصلوۃ)

مسئلہ: کسی نے ایک ہاتھ سے پورے سر کا مسح کیا تو بھی اس کا وضو سنت کے خلاف ہوا۔ مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ وضو کرنے کے بعد اپنے اعضاء کورومال وغیرہ سے صاف کرلے۔ مسئلہ: کسی نے پورا وضو ایک ہاتھ سے کیا تو اس کا وضو ہوگیا مگر سنت کے خلاف ہوا۔ (مفتاح الصلوۃ)

مسئلہ: کسی نے کسی وقت کے لئے مثلاً ظہر کے لئے وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑھی اور عصر تک اس کا وضو نہیں ٹوٹا تو اسی وضو سے دوسرے وقت کی نماز پڑھنا جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ نئے وضو سے دوسرے وقت کی نماز پڑھے۔ (مفتاح الصلوۃ)

مسئلہ: کسی نے وضو کرنے کے بعد اس وضو سے کوئی عبادت نہیں کی تو اسی حالت میں دوسرا وضو کرنا اس کے لئے مکروہ ہے، ہاں اگر دو رکعت ہی پڑھ لی ہو تو پھر دوسرا وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔ (مفتاح الصلوۃ)

مسئلہ: کسی نے سردیوں میں ہاتھ پیر پھٹ جانے کی وجہ سے موم تیل لگالیا یا دوا بھرلی تو اگر اس کے چھڑانے میں دقت ہو تو اس کے اوپر سے ہی پانی بہالینا کافی ہے۔

مسئلہ: وضو کرتے وقت کوئی جگہ خشک رہ گئی، پورا وضو کرنے کے بعد اس کا علم ہوا تو اس جگہ پانی بہانا ضروری ہے صرف ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں۔ (وضو کے آداب، 55)

مسئلہ: کسی کے ہاتھ پاؤں وغیرہ پر کوئی پھنسی ہے اور اس پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو ایسی جگہ پر مسح کرلے اور اگر مسح بھی نقصان کرتا ہے تو اتنی جگہ چھوڑ دے اس کا وضو صحیح ہے۔

مسئلہ: کسی کے ہاتھ پاؤں وغیرہ پر زخم ہے اور زخم پر پٹی بندھی ہے تو اگر پٹی کے کھولنے میں دقت نہ ہو تو کھول کر پانی بہائے ورنہ پٹی پر ہی مسح کرلے۔ (وضو کے آداب، 55)

مسئلہ: اگر پوری پٹی کے نیچے زخم نہیں بلکہ تھوڑی جگہ پر ہے اور پٹی کھولنے میں نقصان

ہوتو ساری پٹی پر ہی مسح کر لے۔ (وضو کے آداب، 55)

مسئلہ: اگر ریح پیشاب کی راہ سے نکلی تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: بدن کے کسی حصہ سے خون یا پیپ نکلا تو اگر وہ اپنی جگہ پر ہے تو وضو باقی ہے اور ذرا بھی بہہ گیا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالی تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا، پھر دوبارہ انگلی ڈالی پھر خون کا دھبہ دکھائی دیا مگر خون اتنی کم مقدار میں ہے کہ وہ انگلی کو تو لگ جاتا ہے مگر بہتا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (وضو کے آداب، 55)

مسئلہ: کسی کی آنکھ میں خون نکل کر پوری آنکھ میں پھیل گیا مگر باہر نہیں نکلا تو بھی وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: کسی کی آنکھ میں کوئی دانہ تھا اور وہ ٹوٹ گیا اور اس کا پانی نکل کر پوری آنکھ میں پھیل گیا تو اگر بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ (وضو کے آداب، 55)

مسئلہ: کسی کی آنکھیں آ گئیں اور آنکھ سے آنسو نکل کر بہنے لگے تو وضو نہیں ٹوٹا مگر بہتر یہ ہے کہ پھر سے وضو کر لے۔

مسئلہ: کسی کی آنکھ سے سرمہ کی تیزی یا سلائی کی چوٹ کی وجہ سے پانی نکلا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: عورت کے پستان سے دودھ نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (کشکول موتی، ص62)

مسئلہ: نماز میں بچہ نے پستان پکڑ کر دودھ پی لیا تو نماز فاسد ہو گئی مگر وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: کسی نے دانتوں سے امرود وغیرہ کاٹا اور اس پر خون کا دھبہ معلوم ہوا مگر تھوک میں خون کی رنگت نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (کشکول موتی، ص62)

مسئلہ: کسی کو قے ہوئی اور اس میں منہ بھر کھانا پانی یا پت وغیرہ گرا تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (کشکول موتی، ص62)

مسئلہ: کسی کو قے ہوئی اور اس میں منہ بھر جما ہوا خون ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا تو بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: کسی کو قے ہوئی اور اس میں منہ بھر بلغم گرا تو وضو نہیں ٹوٹا چاہے وہ کتنی ہی مقدار میں ہو۔

مسئلہ: کسی کو قے ہوئی اور اس میں بہتا ہوا پتلا خون گرا تو وضو ٹوٹ گیا چاہے منہ بھر بھی نہ ہو۔

مسئلہ: کسی کو تھوڑی تھوڑی قے کئی مرتبہ ایک ہی متلی سے ہوئی تو ان سب کو جمع کیا جائے گا، اگر منہ بھر کے بقدر ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں

مسئلہ: کسی کو ایک متلی سی تھوڑی سی قے ہوئی پھر متلی جاتی رہی، تھوڑی دیر کے بعد دوسری متلی پیدا ہوئی اور تھوڑی سی قے ہوئی پھر وہ جاتی رہی، پھر تیسری متلی سے تھوڑی سی قے ہوئی تو ان سب کو جمع نہیں کیا جائے گا اور نہ وضو ٹوٹے گا۔

مسئلہ: منہ بھر قے نجس ہے اور منہ بھر نہ ہو تو پاک ہے پس اگر کسی نے منہ بھر قے کی اور پھر اپنا منہ برتن سے لگا کر پانی پیا تو وہ برتن ناپاک ہو جائے گا۔ (کشکول موتی، ص 62)

مسئلہ: چار زانو سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ: کوئی اتنی غفلت سے ٹیک لگا کر سو گیا کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتا تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: کسی کو بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی اور نیند کی وجہ سے گر پڑا تو اگر گرتے ہی فوراً آنکھ کھل گئی تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر گرنے کے ذرا دیر کے بعد آنکھ کھلی تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: تمباکو یا کسی اور نشہ آور چیز کے کھا لینے سے قدم ڈگمگانے لگے اور صحیح طور پر چلا نہیں جاتا تو وضو ٹوٹ گیا۔ (وضو کے سنن و آداب، ص/120)

مسئلہ: کوئی شخص نماز میں اتنے زور سے ہنسا کہ اس نے اپنی آواز خود بھی سن لی اور آس پاس والوں نے بھی سن لی تو وضو ٹوٹ گیا۔ مسئلہ: کسی کو نماز میں اتنی زور سے ہنسی آئی کہ اس نے اپنی آواز سنی مگر دوسروں تک اس کی آواز نہیں گئی تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا، البتہ ایسی صورت میں نماز ٹوٹ جائے گی۔

مسئلہ: کوئی شخص نماز میں مسکرایا یعنی فقط دانت کھل گئے تو نہ وضو ٹوٹا نہ نماز۔

مسئلہ: نماز میں بچہ کے قہقہہ مارنے سے نہ اس کا وضو ٹوٹتا ہے اور نہ نماز۔

مسئلہ: کسی نے نماز میں سوتے ہوئے قہقہہ مارا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: کسی نے جاگتے ہوئے جنازہ کی نماز میں قہقہہ مارا تو بھی وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: کسی نے پورا وضو کیا، وضو کرنے کے بعد اسے شک ہوا کہ وضو میں کوئی عضو چھوٹ گیا ہے تو محض شک کی وجہ سے وضو کے لوٹانے کا حکم نہیں دیا جائے گا ایسا شخص اسی حالت میں نماز پڑھ لے اس کا وضو درست ہے۔

مسئلہ: ستر دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ (مفتاح الصلوۃ، ص/34-35-36)

تیمم کے مسائل

مسئلہ: جو چیز زمین کی جنس سے ہو جیسے مٹی، ریت، پتھر، چونا وغیرہ ان سب پر تیمم کرنا درست ہے۔

مسئلہ: جو چیزیں زمین کی جنس سے نہ ہوں جیسے سونا، چاندی، گیہوں، لکڑی، کپڑا وغیرہ ان پر تیمم کرنا درست نہیں۔ (وضو کے سنن وآداب، ص/175)

مسئلہ: جو چیز نہ گلے نہ آگ میں جلے وہ زمین کی جنس سے ہے اس پر تیمم کرنا درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا گل جائے اس پر تیمم کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: راکھ پر تیمم کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: جن چیزوں پر تیمم کرنا درست نہیں اگر ان پر اس قدر گرد ہو کہ ہاتھ مارنے سے خوب اُڑتی ہو ان پر تیمم کرنا درست ہے۔ مسئلہ: پکی اینٹ اور پتھر پر تیمم کرنا درست ہے چاہے ان پر ذرہ برابر بھی گرد نہ ہو۔ (وضو کے سنن وآداب، ص/175)

مسئلہ: جس زمین پر پیشاب وغیرہ گر کر سوکھ جائے اور نجاست کی بو جاتی رہے تو اس پر نماز پڑھنا درست ہے مگر تیمم کرنا جائز نہیں۔ (وضو کے سنن و آداب، ص/175)

مسئلہ: اگر صرف قرآن کریم چھونے کیلئے تیمم کیا تو اس تیمم سے نماز پڑھنا درست نہیں اور اگر نماز کے لئے تیمم کیا تو اس سے قرآن کریم کا چھونا جائز ہے۔

مسئلہ: اسباب کے ساتھ پانی بندھا ہوا تھا لیکن یاد نہیں رہا اور اسی طرح تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا تو نماز درست ہے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ (وضو کے سنن و آداب، ص/175)

مسئلہ: جتنی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اتنی ہی چیزوں سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح اگر تیمم کرنے کے بعد پانی مل گیا تو بھی تیمم ٹوٹ گیا۔ (وضو کے سنن و آداب، ص/175)

مسئلہ: جس طرح وضو کی جگہ تیمم کرنا درست ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی تیمم کرنا درست ہے۔

مسئلہ: بیمار کے بدن پر نجاست لگی ہے اور پانی نقصان کرتا ہے تو نجاست دھو ڈالے اور پھر تیمم کرے۔

مسئلہ: کسی نے جلدی کی وجہ سے نماز جنازہ میں شرکت کرنے کے لئے تیمم کیا تو درست ہے مگر اس تیمم سے وقتیہ نماز نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ: اگر پانی بیماری یا ضعف کی وجہ سے نقصان کرتا ہے تو ایسی حالت میں بھی تیمم کرنا درست ہے۔

مسئلہ: بخار کی حالت میں بھی اگر پانی نقصان کرتا ہے تو بھی تیمم کرنا درست ہے۔

مسئلہ: ایک جگہ پر متعدد بار تیمم کرنا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی مریض صرف وضو کر سکتا ہے غسل نہیں کر سکتا تو وضو کر لے اور غسل کی جگہ تیمم کر لے۔

مسئلہ: اگر کوئی وضو بھی نہ کر سکتا ہو تو دونوں کی نیت کر کے تیمم کر لے۔ (نماز کے آداب، ص72)

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

مسئلہ: کسی نے وضو کر کے موزے پہنے تو اگر مقیم ہے تو ایک دن ایک رات تک ان پر مسح

کرنا درست ہے اور اگر مسافر ہے تو تین دن تین رات تک ان پر مسح کرسکتا ہے۔

مسئلہ: خالص چمڑے کے موزے یا سوتی موزے جن میں چمڑے کا تلا لگا ہوا ہو ان پر مسح کرنا درست ہے۔ (موزوں پر مسح کا طریقہ، ص/65)

مسئلہ: اگر اونی سوتی موزے اس قدر موٹے اور گاڑھے ہوں کہ خالی موزے پہن کر تین میل چل سکے تو ان پر مسح کرنا درست ہے۔

مسئلہ: مروجہ اونی سوتی موزوں پر جب کہ یہ شرط نہ پائی جائے مسح کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر موزہ اس قدر چھوٹا ہو کہ ٹخنے موزے سے باہر نکلے ہوئے ہوں تو ان پر مسح کرنا درست نہیں۔ (موزوں پر مسح کا طریقہ، ص/65)

مسئلہ: موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے آگے کی طرف رکھے اور ہتھیلی موزے سے علیحدہ رکھے پھر ان کو کھینچ کر ٹخنے کی طرف لے جائے۔

مسئلہ: اگر کسی نے الٹا مسح کیا یعنی ٹخنوں سے کھینچ کر انگلیوں کی طرف لایا تو بھی درست ہے مگر مستحب کے خلاف ہے۔

مسئلہ: کسی نے موزے پر صرف انگلیوں کے سرے رکھے اور مسح کیا تو مسح نہیں ہوا۔

مسئلہ: ہاتھ کی تین انگلیوں کے بقدر مسح کرنا ہر موزے پر فرض ہے اس سے کم میں مسح نہیں ہوگا۔

مسئلہ: جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انہی چیزوں سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح موزہ نکال دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ (موزوں پر مسح کا طریقہ، ص/95)

مسئلہ: کسی نے پورا وضو کر کے موزوں پر مسح کیا پھر موزے نکال دیئے تو اب صرف پاؤں دھو ڈالے وضو کو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ: اگر صرف ایک ہی موزہ اتارا تب بھی مسح ٹوٹ گیا دوسرا موزہ نکال کر دونوں پاؤں دھوئے۔

مسئلہ: اگر مسح کی مدت پوری ہوگئی تب بھی مسح ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: کسی کا پیر پانی میں پڑا، موزے کے ڈھیلا ہونے کی وجہ سے پانی اندر چلا گیا تو اگر سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو مسح ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔

مسئلہ: جو موزہ اتنا پھٹ گیا ہو کہ چلنے میں پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم کھلا ہو تو درست ہے۔ (موزوں پر مسح کا طریقہ، ص/95)

مسئلہ: اگر ایک موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے اور سب ملا کر تین انگلیوں کے بقدر ہو جاتا ہے تو مسح درست نہیں اور اگر اتنی مقدار میں نہ ہو تو مسح درست ہے۔

مسئلہ: ایک موزہ میں دو انگلیوں کے برابر پاؤں کھل جاتا ہے اور دوسرے موزہ میں ایک انگلی کے برابر تو کوئی حرج نہیں مسح درست ہے۔

مسئلہ: برقع اور دستانوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے۔

مسائل نماز

مسئلہ: فجر کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے، جب آفتاب کا کنارہ ظاہر ہو جائے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ (نماز کے اہم مسائل، ص/ 67)

مسئلہ: فجر کی نماز ایسے وقت پڑھنا مستحب ہے جب کہ خوب اجالا ہو جائے مگر آفتاب نکلنے سے اتنی دیر پہلے نماز شروع کریں کہ چالیس آیتیں ترتیل کے ساتھ پڑھ سکیں اور اگر اعادہ کی ضرورت ہو تو اعادہ کر سکیں، گویا کہ آفتاب نکلنے سے آدھ گھنٹہ پہلے نماز شروع کریں۔

مسئلہ: عورتوں کو فجر کی نماز اول وقت پڑھنا مستحب ہے۔ (نماز کے اہم مسائل، ص/ 67)

مسئلہ: ظہر کا وقت زوال سے شروع ہو کر اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دو مثل نہ ہو جائے اور اس کے بعد سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک رہتا ہے۔ (نماز کے اہم مسائل، ص/ 67)

مسئلہ: جمعہ کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کا ہے مگر یہ کہ جمعہ میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: عصر کی نماز اگر کسی نے نہیں پڑھی اور سورج غروب ہونے کے وقت پڑھتا ہے تو پڑھ لینی چاہئے مگر قصداً اتنی تاخیر کرنا گناہ ہے۔(نماز کے اہم مسائل،ص/67)

مسئلہ: جس وقت سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ پھیکی پڑ جائے ایسے وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے لے کر شفق احمر کے ختم تک ہے مگر اتنی دیر کرنا کہ آسمان پر ستارے خوب چٹک جائیں مکروہ ہے۔(طریقۂ نماز،ص/137)

مسئلہ: رمضان کے مہینے میں روزہ کھولنے کی وجہ سے قدرے تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اطمینان سے روزہ کھول کر نماز پڑھنی چاہئے۔(طریقۂ نماز،ص/137)

مسئلہ: عشاء کا وقت شفق احمر کے غائب ہونے سے لے کر صبح صادق تک ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔(طریقۂ نماز،ص/137)

مسئلہ: گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں تاخیر اور جاڑوں کے موسم میں تعجیل مستحب ہے۔

مسئلہ: بدلی کے دن فجر، ظہر اور مغرب کی نماز میں تاخیر اور عصر کی نماز میں تعجیل مستحب ہے۔

مسئلہ: عصر کی نماز اتنی دیر سے پڑھنا بہتر ہے کہ وقت آنے کے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے چاہے گرمی کا موسم ہو یا سردی کا دونوں میں حکم ایک ہی ہے۔

مسئلہ: طلوع شمس، زوال شمس اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ایسے وقت نماز پڑھنا کہ درمیان میں زوال کا وقت آجائے درست نہیں۔ مسئلہ: صبح صادق کے بعد فجر کی دو سنتوں اور قضا نماز کے علاوہ کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں، بلکہ حنفیہ کے نزدیک تو اس وقت تحیۃ المسجد کی نفلیں پڑھنا بھی جائز نہیں۔(طریقۂ نماز،ص/137)

مسئلہ: عصر کے فرضوں کے بعد بھی کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ: زوال کے وقت جمعہ کے دن بھی کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ: زوال کے وقت قرآن کریم کی تلاوت کرنا درست ہے۔

مسئلہ: آفتاب نکلتے ہی نماز پڑھنا درست نہیں جب تک کہ آفتاب ایک دو نیزہ بلند نہ ہوجائے۔

مسئلہ: بدن کے پاک ہونے سے مراد حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہونا ہے یعنی اگر غسل کی ضرورت ہو تو غسل کرے وضو کی ضرورت ہو تو وضو کرے۔

مسئلہ: جگہ کے پاک ہونے سے مراد ان مقامات کا پاک ہونا ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے قدم رہتے ہیں، اسی طرح سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے، ہاتھ، پیشانی اور ناک رہتی ہے۔

مسئلہ: اگر صرف ایک پاؤں کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پاؤں کی جگہ ناپاک تو بھی درست ہے مگر اس حالت میں ناپاک جگہ پر پاؤں نہ رکھے بلکہ اس پاؤں کو اٹھائے رہے۔

مسئلہ: اگر کسی کپڑے وغیرہ پر نماز پڑھی جائے تو بھی اس کپڑے کے اتنے ہی حصہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ (طریقۂ نماز، ص/210)

مسئلہ: اگر ناپاک جگہ پر کوئی کپڑا وغیرہ بچھا کر نماز پڑھی جائے تو بھی درست ہے جبکہ وہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ نیچے کی زمین صاف نظر نہ آتی ہو۔

مسئلہ: اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نمازی کا کپڑا کسی سوکھے نجس مقام پر پڑتا ہو تو بھی درست ہے۔ مسئلہ: تخت پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا ستر دونوں ہتھیلیوں، دونوں قدموں اور چہرہ کے علاوہ پورا بدن ہے جسکا ڈھانکنا نماز میں فرض ہے۔

مسئلہ: مرد کو باریک لنگی پہن کر نماز پڑھنا درست نہیں، اسی طرح عورت کو باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (طریقۂ نماز، ص/210)

مسئلہ: نماز پڑھتے وقت عورت کی چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی پیٹ یا چوتھائی کوئی عضو کھل جائے جو ستر میں داخل ہے اور ایک رکن کی مقدار کھلی رہے تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر اتنی مقدار نہ کھلی ہو تو نماز درست ہے۔

مسئلہ: مرد کا ستر چونکہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اس لئے اس کے علاوہ اگر بدن کا کوئی حصہ کھل جائے تو بھی نماز درست ہے مگر بلاضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: مرد کو کھلی کہنیوں سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: مرد کو لانگ یعنی ہندوانی دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں کیوں کہ اس سے صحیح طریقہ پر ستر نہیں چھپتا اور اگر کشف عورت نہ بھی ہو تو بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: صرف نیکر میں نماز پڑھنا جائز نہیں البتہ اگر اس کے اوپر لنگی باندھ لے تو نماز درست ہے۔

مسئلہ: باریک اور موٹے کپڑے میں امتیاز شرعاً یہ ہے کہ کھال کا رنگ معلوم نہ ہو، اگر کھال کا رنگ نظر آتا ہے تو وہ باریک کپڑا شمار ہوگا اور اس سے نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: مرد کو بغیر ٹوپی کے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ اگر خشوع وخضوع ایسے ہی پیدا ہو تو درست ہے۔ (مفتاح الصلوۃ، ص/67)

مسئلہ: بغیر ٹوپی کے عمامہ یا رومال باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ایسے گندے کپڑوں میں نماز پڑھنا کہ نمازی کسی محفل یا بازار وغیرہ میں جاتے ہوئے شرمائے مکروہ ہے۔ (مفتاح الصلوۃ، ص/67)

مسئلہ: نماز کا وقت ہونا اور نمازی کو اس کے آنے کا یقین ہونا بھی نماز کی صحت کے لئے ضروری ہے سو اگر نماز کا وقت نہیں ہوا اور نماز پڑھ لی تو نماز درست نہیں ہوگی اسی طرح اگر وقت ہو گیا مگر نمازی کے دل میں تردد ہے یقین نہیں تو بھی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہاں کوئی آدمی ہے جس سے پوچھا جائے تو دل میں سوچے اور جدھر دل گواہی دے ادھر ہی نماز پڑھ لے اور اگر بے سمجھے سوچے نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی۔ (مفتاح الصلوۃ، ص/67)

مسئلہ: کسی نے بے سوچے سمجھے کسی طرف نماز پڑھ لی بعد میں معلوم ہوا تو اگر واقع کے موافق معلوم ہوا تو نماز درست ہے ورنہ نماز کو لوٹانا پڑے گا۔

مسئلہ: بے رخ نماز پڑھنی شروع کی، درمیان میں ہی معلوم ہو گیا کہ قبلہ ادھر نہیں ہے تو نماز ہی میں فوراً قبلہ کی طرف گھوم جائے، اگر گھومنے میں ایک رکن کے بقدر تاخیر کی تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام و مقتدی سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہئے لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہو تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے درست نہ ہوگی کیونکہ اس کے نزدیک امام غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتدا کرنا جائز نہیں اسلئے ایسی صورت میں اس مقتدی کو تنہا نماز پڑھنا چاہئے جس طرف بھی اس کا غالب گمان ہو۔ (مفتاح الصلوۃ، ص/67)

مسئلہ: نیت دل کے ارادے کا نام ہے، زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں، صرف دل میں سوچ لے کہ میں آج مثلاً ظہر کے فرض یا ظہر کی سنتیں پڑھتا ہوں، زبان سے نیت کے الفاظ ادا کر لینا بہتر ہے۔ (مفتاح الصلوۃ، ص/67)

مسئلہ: اگر زبان سے بھی نیت کے الفاظ ادا کرنا چاہے تو بس اتنا ہی کہہ لے

مسئلہ: دل میں تو یہی ارادہ ہے کہ ظہر کی نماز پڑھنی ہے مگر ظہر کی جگہ عصر کا وقت زبان سے نکل گیا تو بھی نماز درست ہے۔

مسئلہ: اگر بھولے سے چار رکعت کی بجائے چھ رکعت زبان سے نکل گئی تو بھی نماز درست ہے۔

مسئلہ: سنت، نفل اور تراویح کی نماز میں فقط اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں، بغیر سنت اور نفل کا نام لئے ہوئے بھی نماز درست ہے۔ (مفتاح الصلوۃ ص/172)

مسئلہ: مقتدی کو اپنے امام کی اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔

مسئلہ: امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ: مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں، بلکہ صرف اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔

مسئلہ: اگر مقتدی نے امام کی تعیین کی مگر اس کے علاوہ دوسرے نے نماز پڑھادی تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام کی اجازت مقتدی کے لئے شرط نہیں، سو اگر کسی امام نے کسی کو یہ کہا کہ میرے پیچھے نماز مت پڑھ۔ پھر اس نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اس کی نماز درست ہے مگر امام کا یہ فعل برا ہے۔

مسئلہ: بہت سے لوگوں کی عادت ہے کہ وہ نماز کی نیت بہت لمبی کرتے ہیں بسا اوقات تو امام قرات شروع کر دیتا ہے اور ان کی نیت ہی ختم نہیں ہوتی، مثلاً ظہر کے فرضوں کی ''نیت کرتا ہوں میں چار رکعت نماز فرض، فرض اللہ تعالیٰ کے واسطے، وقت ظہر کا، پیچھے پیش امام صاحب کے، منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر'' اسی طرح سنتوں کی ''نیت کرتا ہوں میں چار رکعت نماز سنت، سنت رسول اللہ کی، وقت ظہر کا وغیرہ وغیرہ ایسا کرنا برا ہے۔ (نماز کی کنجی، ص/30-32)

مسئلہ: کسی کی کئی نمازیں قضا ہو گئیں اور قضا پڑھنے کا ارادہ کیا تو وقت مقرر کر کے نیت کرے یعنی دل میں یہ خیال کرے کہ میں فجر کے فرض پڑھتا ہوں پھر ظہر کے فرضوں کی اسی طرح پھر عصر کے فرضوں کی، اگر صرف اتنی نیت کی کہ میں قضا نماز پڑھتا ہوں تو نماز درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر کئی دن کی نمازیں قضا ہو گئیں تو دن تاریخ بھی مقرر کرے۔

مسئلہ: اگر کئی مہینے یا کئی سال کی بہت سی نمازیں قضا ہو گئیں تو مہینے اور سال کا بھی نام لے اور کہے کہ فلاں سال کے فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کی فجر یا ظہر کی نماز پڑھتا ہوں۔

مسئلہ: اگر دن تاریخ مہینہ وغیرہ کچھ بھی یاد نہیں تو یوں نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ قضا ہیں ان میں جو سب سے پہلے ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں، اسی طرح ہر نماز کی قضا کرتا رہے یہاں تک یقین ہو جائے کہ اب میرے ذمہ کوئی نماز قضا نہیں ہے۔

مسئلہ: جنازہ کی نماز میں یہ نیت کرے کہ میں نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعا کے لئے پڑھتا ہوں۔ (نماز کی کنجی، ص/55-67)

مسئلہ: تکبیر تحریمہ سے مراد اللہ اکبر کہنا ہے، تکبیر تحریمہ اگرچہ شرط ہے مگر قیام کے متصل ہونے کی وجہ سے اس کو ارکان میں بیان کیا جاتا ہے۔

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کوئی اجنبی فاصلہ نہ ہو، سو اگر کسی نے نماز کی نیت کی مگر پھر کھانے پینے میں لگ گیا پھر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کی تو تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔ (نماز کی کنجی، ص/55-67)

مسئلہ: تکبیر تحریمہ جس طرح مردوں کو کہنا فرض ہے اسی طرح عورتوں کو بھی کہنا فرض ہے۔

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کے لئے قیام شرط ہے، سو اگر کسی نے جھک کر تکبیر تحریمہ کہی تو اگر اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکتے ہیں تو تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی اور اگر اتنے جھک کر نہ کہی گئی تو تکبیر تحریمہ مکروہ ہوگی۔

مسئلہ: بہت سے لوگوں کی عادت ہے کہ وہ جب امام کو رکوع کی حالت میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے بھاگتے دوڑتے آتے ہی امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، ایسے لوگوں کی نماز نہیں ہوتی اسلئے کہ تکبیر تحریمہ کے صحیح ہونے کیلئے قیام شرط ہے اور یہاں قیام نہیں پایا گیا، دوسری خرابی یہ ہے کہ مسجد میں بھاگنے دوڑنے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ (نماز کی کنجی، ص/55-67)

مسئلہ: بہت سے لوگ تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ ختم ہونے سے پہلے ہی کہہ دیتے ہیں ایسے

لوگوں کی بھی نماز نہیں ہوتی۔

مسئلہ: کسی شخص نے تکبیر تحریمہ کے ساتھ نماز شروع کی، قرأت کرنے کے بعد اسے شک ہوا کہ میں نے تکبیر تحریمہ نہیں کہی، اس نے پھر دوبارہ تکبیر تحریمہ کہہ کر قرأت کی، پھر اسے یاد آیا کہ تکبیر تحریمہ تو شروع میں کہہ دی تھی تو ایسی صورت میں اس کی نماز صحیح ہے مگر اخیر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: بہت سے حضرات تکبیر کہنے میں غلطی کرتے ہیں اور اللہ کے الف کو بڑھا کر آللہ اکبر کہتے ہیں، یا اکبر کے الف کو بڑھا کر آکبر کہتے ہیں، یا اکبر کی ب کو بڑھا کر اکبار کہتے ہیں سو ان تینوں صورتوں میں نماز فاسد ہے۔ (نماز کی کنجی، ص/178)

مسئلہ: تکبیر تحریمہ کے لئے ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ اتنی آواز سے کہی جائے کہ اس کی آواز خود سن سکے، اگر صرف دل ہی دل میں تکبیر تحریمہ کہی تو اس کی تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: قیام سے مراد ایسا سیدھا کھڑا ہونا ہے کہ ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں

مسئلہ: قیام صرف فرض اور واجب نمازوں میں فرض ہے اتنے وقت کہ جس میں بقدر فرض قرأت کی جاسکے۔ (نماز کی کنجی، ص/178)

مسئلہ: اگر بیماری کی وجہ سے کھڑا ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر فرض اور واجب نمازیں پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: نفل نماز میں قیام فرض نہیں، بلا عذر بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، مگر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے میں آدھا ثواب ہے۔ (نماز کی کنجی، ص/178)

مسئلہ: قرأت سے مراد قرآن کریم کی ایک آیت پڑھنا ہے۔

مسئلہ: امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے قرأت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو ایک آیت بھی یاد نہیں تو سبحان اللہ یا الحمد للہ پڑھ لے اور ایسے شخص کے لئے جلد سے جلد قرأت سیکھنا فرض ہے۔ (نماز کی کنجی، ص/178)

مسئلہ: ایک آیت سے مراد ایسی ایک آیت ہے جو کم از کم دو کلموں سے مرکب ہو جیسے ثم نظر پس اگر کسی نے ایک آیت پڑھی جو صرف ایک ہی کلمہ ہے جیسے مدھامتان یا ایک حرف کی آیت پڑھی جیسے ص۔ن۔ق۔ یا دو حرفوں کی جیسے حٰم۔طس۔ یا چند حرفوں کی جیسے حمعسق۔کھیعص۔تو ان سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: رکوع سے مراد اس قدر جھکنا ہے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

مسئلہ: اگر بڑھاپے کی وجہ سے کمر اس قدر جھک گئی کہ رکوع کی شکل ہوگئی تو ایسی صورت میں ذرا سا سر جھکا دینے سے رکوع ہو جائے گا۔

مسئلہ: سجدہ سے مراد زمین پر پیشانی کا رکھنا ہے۔

مسئلہ: سجدہ میں اگر صرف ناک یا پیشانی رکھی تو اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو درست ہے اور اگر بغیر عذر کے صرف پیشانی رکھی تو سجدہ تو ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا اور اگر بغیر عذر صرف ناک پر سجدہ کیا تو سجدہ نہ ہوگا۔

مسئلہ: ہر رکعت میں دو سجدے کرنا فرض ہے۔

مسئلہ: اگر ناک اور پیشانی دونوں پر زخم ہے تو صرف سجدے کا سر سے اشارہ کر دینا کافی ہے۔

مسئلہ: عیدین یا جمعہ میں یا کسی بڑی جماعت میں لوگوں کی کثرت کی وجہ سے جگہ تنگ ہوگئی اور پچھلے والے شخص نے اپنے آگے والے شخص کی پیٹھ پر سجدہ کر لیا تو درست ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے سنت طریقہ چھوڑ کر اپنے ہاتھ پیشانی کی جگہ رکھ لئے اور اس پر سجدہ کیا تو سجدہ ادا ہو گیا مگر خلاف سنت ہوا۔

مسئلہ: دونوں سجدوں کے درمیان اتنا بیٹھنا فرض ہے جتنے کو بیٹھنا کہا جائے سو اگر کسی نے پہلے سجدہ کے بعد صرف پیشانی اور ناک اٹھائی پھر فوراً دوسرا سجدہ کر لیا تو سجدہ ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ: مکروہ وہ چیز ہے جس سے نماز نہیں ٹوٹتی البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے

مسئلہ: کپڑے یا بدن سے کھیلنا نماز میں مکروہ ہے اسی طرح سجدہ کی جگہ سے کنکریوں کا ہٹاتے رہنا، لیکن اگر سجدہ کرنے میں دشواری ہو تو ایک دو مرتبہ کنکریوں کو ہٹا سکتا ہے۔

مسئلہ: نماز میں انگلیاں چٹخانا، دائیں بائیں دیکھنا بغیر سینہ پھرے مکروہ ہے

مسئلہ: نماز میں دونوں پیر کھڑے کر کے بیٹھنا، کتے کی طرح بیٹھنا یا چارزانو بیٹھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: سلام کے جواب میں ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔

مسئلہ: نماز میں کپڑوں کا سمیٹنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں کسی کے ہنسانے کا ڈر ہو۔ (نماز کا سنت طریقہ، ص/78)

مسئلہ: تصویر دار کپڑے پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: تصویر دار کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر تصویر سر کے اوپر ہو یعنی چھت میں بنی ہوئی ہو، یا آگے کی طرف ہو یا دائیں بائیں طرف ہو تو نماز مکروہ ہے، اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں۔

مسئلہ: جائے نماز پر اگر بہت چھوٹی تصویر بنی ہوئی ہو کہ کھڑے ہو کر دکھائی نہ دے یا پوری تصویر نہ ہو بلکہ سر کٹا ہوا ہو تو پھر نماز درست ہے کوئی کراہت نہیں۔ (نماز کا سنت طریقہ، ص/78)

مسئلہ: دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے لمبی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: درمیان میں ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے مثلاً پہلی رکعت میں الم تر کیف اور دوسری میں ارئیت الذی پڑھنا، البتہ نفل نمازوں میں یہ شکل درست ہے۔

مسئلہ: خلاف ترتیب سورتوں کا پڑھنا مکروہ ہے مثلاً پہلی رکعت میں سورہ ناس اور دوسری میں سورہ فلق پڑھنا۔ (نماز کا سنت طریقہ، ص/78)

مسئلہ: نماز میں کسی سورت کا مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھتا رہے مکروہ ہے۔

مسئلہ: ایک رکعت میں دو سورتوں کا جمع کر کے پڑھنا مکروہ ہے مثلاً سورہ ناس اور سورہ فلق ایک ہی رکعت میں پڑھنا۔

مسئلہ: قرآن کریم کا تجوید کے خلاف پڑھنا مکروہ ہے۔(نماز کا سنت طریقہ،ص/176)

مسئلہ: کندھے پر رومال ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: زیادہ بھوک کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: بے ضرورت نماز میں کھانسنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: بہت میلے کچیلے کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: امام کا تنہا بلند جگہ پر کھڑا ہونا جو بقدر ایک ذراع ہو مکروہ ہے، ایسے ہی تنہا پست جگہ میں کھڑا ہونا، لیکن اگر امام کے ساتھ ایک دو مقتدی بھی کھڑے ہوں تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ: امام کا مکمل طور پر محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے لیکن اگر امام محراب کے باہر کھڑا ہے اور سجدہ محراب کے اندر کر رہا ہے تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ: آگ یا تنور کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے بشرطیکہ تنور میں آگ ہو۔

مسئلہ: راستہ اور مقبرہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: کرتا ہوتے ہوئے صرف لنگی میں نماز پڑھنا یا صرف پاجامہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: بلا عذر ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

نماز کے مفسدات

مسئلہ: قصداً یا بھول کر نماز میں بول دیا یا کچھ کہہ دیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: نماز میں آہ، اوہ یا اُف وغیرہ کہا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: نماز میں ہائے ہائے کیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: نماز میں زور زور سے رو پڑا تو نماز ٹوٹ گئی، البتہ اگر جنت دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز نکلی یا آہ، اوہ، اُف وغیرہ بھی نکل گیا تو نماز نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ: بے ضرورت نماز میں کھنکارنے اور گلا صاف کرنے سے جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہوجائے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

مسئلہ: نماز میں کسی دوسرے چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہا تو نماز ٹوٹ گئی،

مسئلہ: نماز میں کسی کے سلام کا زبان سے جواب دے دیا تو نماز ٹوٹ گئی

مسئلہ: نماز میں اچھی خبر سنی اس نے سن کر الحمد للہ کہہ دیا تو نماز ٹوٹ گئی

مسئلہ: کسی نے نماز میں موت کی خبر سنی اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: کسی نے نماز کی حالت میں دوسرے شخص سے سورہ فاتحہ سنی جو کہ نماز میں نہیں ہے اس کے ولا الضالین کہنے پر نمازی نے آمین کہہ دیا تو آمین کہنے والے کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

مسئلہ: کسی نے نماز سے باہر کوئی دعا مانگی، اس پر کسی نے نماز کی حالت میں جواباً آمین کہہ دیا تو کہنے والے کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

مسئلہ: دو آدمی نماز پڑھ رہے تھے ان میں سے ایک کو چھینک آئی اس پر ایک تیسرے شخص نے جو نماز سے باہر تھا یرحمک اللہ کہا، اس پر ان دونوں نمازیوں نے نماز کی حالت میں آمین کہہ دیا تو چھینکنے والے کی نماز فاسد ہوجائے گی دوسرے کی نماز درست ہے۔

مسئلہ: کسی شخص نے نمازی سے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا کیا مال ہے؟ اس نے جواب میں الخیل والبغال والحمیر پڑھ دیا تو پڑھنے والے کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

مسئلہ: ایک شخص جس کا نام یحیٰ تھا، کسی نے نماز کی حالت میں کہا یا یحیٰ خذ الکتاب بقوۃ تو کہنے والے کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

مسئلہ: کسی شخص نے جس کا نام موسیٰ تھا نماز کی حالت میں کہا ما تلک بیمینک یا موسیٰ تو اس کہنے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی، بشرطیکہ خطاب مقصود ہو، اور اگر اس سے تلاوت مقصود ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ: کوئی شخص گھر میں نماز پڑھ رہا تھا کہ باہر سے دستک ہوئی، نمازی نے زور سے سبحان اللہ کہہ کر یہ بتلا دیا کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام کو بھول ہوگئی، مقتدی نے یاد دلانے کے لئے سبحان اللہ کہہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ: کسی نے نماز کی حالت میں کسی کو کسی کام سے روکنے کے لئے یا کسی کام کو کرنے کے لئے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہہ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: کسی نے نماز کی حالت میں لفظ اللہ سن کر جل جلالہ کہہ دیا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیا تو اگر جواب دینے کی غرض سے کہا ہے تو نماز فاسد ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ: کسی نے دنیوی وسوسہ کی وجہ سے لاحول پڑھ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر اخروی معاملہ کے وسوسے کی وجہ سے پڑھا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ: کسی نے نماز میں قرآن کریم دیکھ دیکھ کر پڑھا تو نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ: قرأت میں امام نے ایسی غلطی کی جس کی وجہ سے معنیٰ فاسد ہوگئے جیسے **اولئک هم المفلحون**۔ کی جگہ ہم المشرکون پڑھ دیا، یا کافرون کی جگہ مومنون پڑھ دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: کسی نے قرآن کریم غلط پڑھا مگر معنی نہیں بدلے مثلاً **والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات فلهم اجر غیر ممنون** پڑھ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ: کسی نے اعراب غلط پڑھ دیا جس کی وجہ سے معنی فاسد ہوگئے تو نماز فاسد ہو جائے گی جیسے اَنعَمتَ کی جگہ اَنعَمتُ پڑھ دیا۔

مسئلہ: کسی نے اللہ اکبر کہتے ہوئے الف کو بڑھا دیا اور آللہ اکبر کہا، یا اکبر کے الف کو بڑھا کر آکبر

کہا، یا اکبر کی باء کو بڑھا کر اکبار کہا تو تینوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: نمازی نے سامنے کسی خط کو دیکھا اور دل ہی دل سے اس کا مطلب سمجھ لیا مگر زبان سے نہیں پڑھا تو نماز درست ہے اور اگر زبان سے پڑھ لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ: نماز میں قبلہ کی طرف سے سینہ ہٹ گیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

مسئلہ: نماز کے درمیان باہر سے کوئی چیز کھائی تو نماز ٹوٹ گئی اگر چہ تل کے برابر ہی ہو۔

مسئلہ: کسی کے دانتوں میں کوئی چیز اٹکی ہوئی تھی اس نے اسے کھالیا تو اگر وہ چنے سے کم ہے تو نماز درست ہے اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو نماز فاسد ہے۔

مسئلہ: نماز سے باہر منہ میں پیسہ یا کنکری وغیرہ ڈالی اور اسی حالت میں نماز شروع کر دی، تو اگر قرأت کرنے میں تکلف ہو تو نماز نہ ہو گی اور اگر قرأت آسانی سے کر سکتا ہو تو نماز مکروہ ہو گی۔

مسئلہ: نماز سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھائی اور نماز کی حالت میں اس کا لعاب حلق میں جاتا ہے تو نماز درست ہے۔

مسئلہ: نمازی کے سامنے سے اگر کوئی شخص نکل جائے تو اس کے گذرنے سے نماز پڑھنے والے کی نماز خراب نہیں ہوتی البتہ ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر تو درست ہے اس لئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مقام حکماً متحد سمجھے جائیں گے، اسی طرح اگر کسی کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائے گی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتداء کرنا جو مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔

مسئلہ: اگر مسجد بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر بہت بڑا یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہیں ہو گی۔

مسئلہ: اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر ہو کہ جس میں ناؤ وغیرہ چل سکے، یا اتنا بڑا

حوض ہو کہ جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو، یا کوئی عام رہ گذر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہوگی، البتہ بہت چھوٹی گول اگر حائل ہو جس کی برابر تنگ راستہ نہیں ہوتا تو وہ مانع اقتدا نہیں۔

مسئلہ: اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسی رہ گذر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتداء درست نہ ہوگی جو ان چیزوں کے اس پار ہے۔

مسئلہ: پیادے کی اقتداء سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی اقتداء دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں اس لئے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں، ہاں اگر دونوں ایک ہی سواری پر سوار ہوں تو درست ہے۔

مسئلہ: مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغائر نہ ہونا، اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغایر ہوگی تو اقتداء درست نہ ہوگی، مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے، یا امام کل ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کے ظہر کی، ہاں اگر دونوں کل کی ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے، البتہ اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتداء صحیح ہے اس لئے کہ امام کی نماز قوی ہے۔

مسئلہ: مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتداء درست نہ ہوگی کیوں کہ امام کی نماز ضعیف ہے۔

مسئلہ: امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کرلیں خواہ آدمی کے ذریعہ سے کی جائے یا خط کے ذریعہ سے۔

مسئلہ: مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے۔ اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتداء درست نہ ہوگی، امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے، اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑا ہونے کی وجہ سے یا انگلیوں کے لمبی ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتداء درست ہوگی۔

مسئلہ: اگر امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہ ہو لیکن قرائن سے اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو بشرطیکہ وہ شہر یا گاؤں کے اندر ہو اور نماز پڑھائے مسافر کی سی، یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقتدی کو اس سلام سے امام کے متعلق سہو کا شبہ ہو تو اس مقتدی کو اپنی چار رکعتیں پوری کر لینے کے بعد امام کی حالت کی تحقیق کرنا واجب ہے کہ امام کو سہو ہوا یا وہ مسافر تھا، اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہوا تو نماز صحیح ہوگئی، اور اگر سہو کا ہونا متحقق ہوا تو نماز کا اعادہ کرے، اور اگر کچھ تحقیق نہیں کیا بلکہ مقتدی اسی شبہ کی حالت میں نماز پڑھ کر چلا گیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ: اگر امام کے متعلق مقیم ہونے کا خیال ہے مگر وہ نماز شہر یا گاؤں میں نہیں پڑھا رہا ہے بلکہ شہر یا گاؤں سے باہر پڑھا رہا ہے اور اس نے چار رکعت والی نماز میں مسافر کی سی نماز پڑھائی اور مقتدی کو امام کے متعلق سہو کا شبہ ہوا تو اس صورت میں بھی مقتدی اپنی چار رکعت پوری کر لے اور نماز کے بعد امام کا حال معلوم کر لے تو اچھا ہے اور اگر معلوم نہ کرے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ شہر یا گاؤں سے باہر امام کا مسافر ہونا ہی ظاہر ہے، اور اس کے متعلق مقتدی کا یہ خیال کہ شاید اس کو سہو ہوا ہے ظاہر کے خلاف ہے لہٰذا اس صورت میں تحقیق حال ضروری نہیں، اسی طرح اگر امام چار رکعت والی نماز شہر یا گاؤں میں پڑھائے یا جنگل وغیرہ میں اور کسی مقتدی کو اس کے متعلق مسافر ہونے کا شبہ ہو لیکن امام نے پوری چار رکعت پڑھائیں تب بھی مقتدی کو نماز کے بعد امام کی تحقیق واجب نہیں، اور فجر اور مغرب کی نماز میں کسی وقت بھی امام کے مسافر یا مقیم ہونے کی تحقیق ضروری نہیں کیونکہ ان نمازوں میں مقیم و مسافر سب برابر ہیں، خلاصہ یہ کہ اس تحقیق کی ضرورت صرف ایک صورت میں ہے جبکہ امام شہر یا گاؤں میں یا کسی جگہ چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھائے اور مقتدی کو امام پر سہو کا شبہ ہو۔

مسئلہ: اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے،

یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتداء امام سے پہلے کی جائے اور اخیر تک امام اس میں شریک نہ ہو، مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کرے مقتدی کھڑا ہو جائے ان دونوں صورتوں میں اقتداء درست نہ ہوگی۔

مسائل اذان واقامت

مسئلہ: تمام فرض عین نمازوں کے لئے ایک بار اذان کہنا سنت مؤکدہ ہے مسافر ہو یا مقیم، جماعت کی نماز ہو یا تنہا، ادا ہو یا قضا، اور نماز جمعہ کے لئے دو بار اذان کہنا۔

مسئلہ: اذان کے لئے وقت کا ہونا ضروری ہے اگر وقت سے پہلے اذان کہی تو اذان صحیح نہ ہوگی اور اس اذان کا اعادہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: اذان واقامت کا عربی زبان میں انہی الفاظ کے ساتھ کہنا ضروری ہے اگر کسی اور زبان میں، یا عربی میں ان الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ میں اذان کہی گئی تو اذان صحیح نہ ہوگی اگرچہ لوگ اس کو سن کر اذان بھی سمجھ لیں۔

مسئلہ: مؤذن کا مرد ہونا ضروری ہے عورت کی اذان درست نہیں۔

مسئلہ: مؤذن کا صاحبِ عقل ہونا بھی ضروری ہے اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون اذان دے تو اذان صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: نابالغ لڑکا اگر وہ مراہق یعنی قریب البلوغ ہے تو اس کی اذان درست ہے۔

مسئلہ: نابالغ لڑکا اگر قریب البلوغ نہیں لیکن عاقل ہے تو بھی اس کی اذان درست ہے۔

مسئلہ: اذان پنجگانہ مسجد کے فرش پر جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ مسجد سے باہر کسی اونچی جگہ کھڑے ہو کر کہے۔

مسئلہ: جو شخص صحیح طریقہ پر اذان کے الفاظ ادا نہ کر سکے اس کی اذان درست نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی امام اپنی مسجد کے علاوہ دوسری مسجد میں اذان پڑھ کر اپنی مسجد میں امامت کرے تو درست ہے۔

مسئلہ: اگر ایک شخص ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان دے تو بلا ضرورت مکروہ ہے اور ضرورت ہو تو درست ہے۔

مسئلہ: جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت، پاک ہو یا ناپاک اس کے لئے اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔

مسئلہ: جس طرح اذان سن کر اذان کا جواب دینا مستحب ہے اسی طرح تکبیر کا جواب دینا بھی مستحب ہے۔

مسئلہ: اذان کے جواب میں وہی الفاظ کہے جو مؤذن سے سن رہا ہے مگر حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بھی کہے اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و بررت کہے۔

مسئلہ: اقامت کا جواب بھی اذان ہی کی طرح دینا چاہئے اور قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں **اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا** کہے۔

مسئلہ: جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر قرآن کریم پڑھتے ہوئے اذان سنے تو سنت یہ ہے کہ قرآن کریم بند کر کے اذان کا جواب دے اور اگر قرآن کریم ہی پڑھتا رہے اذان کا جواب نہ دے تو بھی کوئی گناہ نہیں۔

مسئلہ: اذان کہتے وقت حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں دائیں بائیں طرف منہ کرنا چاہئے مگر سینہ قبلہ کی طرف رہے۔

مسئلہ: اقامت کے لئے شریعت میں کوئی جگہ مقرر نہیں مثلاً امام کے بالمقابل یا امام کے پیچھے یا امام کے دائیں بائیں جانب، حسب موقع اور حسب ضرورت جہاں پر بھی مکبر کھڑا ہو کر تکبیر کہے درست ہے۔

مسئلہ: اقامت اذان ہی کی طرح ہے مگر یہ کہ اقامت میں حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں بائیں جانب منہ نہ کرے اور اذان میں یہ فعل کرے۔

مسئلہ: بے وضو اذان کہنا جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ باوضو ہو کر اذان کہے۔

مسئلہ: وباء اور قحط وغیرہ میں نماز کے علاوہ اوقات میں اذان پڑھنا منقول نہیں۔

مسئلہ: مؤذن متعین ہو یا غیر متعین بہر صورت مؤذن کے علاوہ دوسرا شخص تکبیر کہہ سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جس نے اذان کہی ہو وہی تکبیر کہے یا دوسرے شخص کو اجازت دیدے۔

مسئلہ: بلا عذر اذان واقامت بیٹھ کر کہنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ننگے سر اذان واقامت کہنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: امام کی موجودگی میں اقامت کہہ دینا درست ہے یہ ضروری نہیں کہ جب امام مصلیٰ پر آئے تب ہی تکبیر شروع کی جائے۔

مسئلہ: اگر گھر میں جماعت کی جائے تو اس کے لئے محلہ کی اذان کافی ہے البتہ تکبیر کہہ کر جماعت شروع کی جائے۔

مسئلہ: مکبر نے تکبیر کہی اس کے بعد امام نے کچھ دیر توقف کیا پھر جماعت شروع کی تو اگر فصل قلیل ہے تو تکبیر کے اعادہ کی ضرورت نہیں ورنہ تکبیر کو لوٹائے۔

مسئلہ: اگر ایک مسجد میں دو مرتبہ جماعت کیجائے تو بھی تکبیر کہنا ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے اور اذان کے بعد خیال آئے تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دیدے ورنہ نہیں۔

مسئلہ: اگر مؤذن اذان کے بیچ میں بھول جائے یا علیحدہ ہو جائے تو اذان کو از سر نو کہنا ضروری ہے۔

سجدہ سہو کے مسائل

مسئلہ: نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے چھوٹ جائیں تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بعد ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے، پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر نماز پوری کرے۔

مسئلہ: کسی نے فرض نماز کی پہلی یا دوسری رکعت میں بھول سے دو مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھی یا سورہ فاتحہ کے اکثر حصہ کو دوبارہ پڑھا تو دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے، اور اگر یہی صورت فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں پیش آئی تو اب سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی نے سورہ فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھا اور تھوڑا سا باقی رہ گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں، اور اگر تھوڑا حصہ پڑھا اور اکثر حصہ رہ گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: کسی نے پہلی یا دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اور بھولے سے سورت پڑھنے لگا، پھر یاد آیا تو اسے چاہئے کہ سورت چھوڑ کر پہلے سورہ فاتحہ پڑھے پھر سورت پڑھے اور اخیر میں سجدہ سہو کر لے، اور اگر سورہ فاتحہ کو چھوڑ کر پوری سورت پڑھ لی تو سجدہ کرنے سے پہلے جب بھی یاد آئے لوٹ کر پہلے سورہ فاتحہ پڑھے پھر ترتیب کے موافق بقیہ کام کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کر لے۔

مسئلہ: کسی نے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد التحیات پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر سورہ فاتحہ سے پہلے التحیات پڑھی تو اب سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی نے فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کی جگہ التحیات پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی نے صرف سورہ فاتحہ پڑھی یا صرف سورت پڑھی تو دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: کسی نے ثنا یعنی **سبحانک اللھم** الخ پڑھا اور بھول کر بغیر سورہ فاتحہ و سورت ملائے رکوع میں چلا گیا، پھر یاد آیا تو اسے چاہئے کہ رکوع سے لوٹ کر قرأت کرے اور دوبارہ رکوع وغیرہ کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کر لے۔

مسئلہ: امام نے سورہ فاتحہ کے بعد بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنے کے بعد غلطی کردی، تو اگر وہ غلطی ایسی ہے جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے تو ایسی صورت میں مقتدیوں پر لقمہ دینا لازم ہے ورنہ سب کی نماز فاسد ہوجائے گی، اور اگر ایسی غلطی نہیں کی تو ایسی صورت میں لقمہ دینا جائز ہے مگر جلدی نہ کرنی چاہئے اور امام کیلئے بہتر یہ ہے کہ رکوع کردے اور اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام نے سورہ فاتحہ کے بعد صرف چھوٹی دو آیتیں پڑھیں اور بھولے سے رکوع میں چلا گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: کسی نے فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں بھول کر سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھی تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: امام نے مغرب، عشاء اور فجر کی نماز میں آہستہ قرأت کی، یا ظہر عصر کی نماز میں آواز سے قرأت کی تو اگر امام نے چھوٹی تین آیتیں یا بڑی ایک آیت پڑھی ہو تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھی ہو تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی نے سورہ فاتحہ پڑھی اور ایک رکن کی مقدار خاموش کھڑا رہا پھر سورت ملائی تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: کسی نے پہلی اور دوسری رکعت میں ایک ہی سورت پڑھی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: امام نے جہری نماز میں بھولے سے آہستہ پڑھنا شروع کیا، چھوٹی تین آیتیں پڑھنے کے بعد اسے یاد آیا کہ یہ جہری نماز ہے تو اس کو چاہئے کہ ان آیتوں کے بعد بلند آواز سے قرأت کرے اور اخیر میں سجدہ سہو بھی کرے۔

مسئلہ: امام نے سری نماز میں بھولے سے بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا، چھوٹی تین آیتیں پڑھنے کے بعد اسے یاد آیا کہ یہ سری نماز ہے تو اس کو چاہئے کہ ان آیتوں کے بعد بلند آواز سے پڑھے اور اخیر میں سجدہ سہو بھی کرے۔

مسئلہ: فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں کسی نے بلند آواز سے پڑھا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: قرأت کرتے کرتے درمیان سے ایک دو آیتیں چھوٹ گئیں تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنے کے بعد امام بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نماز بلا کراہت درست ہے، نہ اس پر سجدہ سہو واجب ہے، اور اگر بھولنے کے بعد ایک رکن کے بقدر کھڑا سوچتا رہا پھر رکوع کیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: امام نے سورہ فاتحہ پڑھ کر سورت شروع کی اور بھول گیا اور ایک رکن کی مقدار کھڑا سوچتا رہا، پھر اس نے دوسری سورت پڑھ کر رکوع کیا تو ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب ہوگا، اور اگر ایک رکن کی مقدار سے کم کھڑا رہا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی نے دوسری رکعت میں پہلی رکعت والی سورت کا الٹا پڑھا یعنی پہلی رکعت میں مثلاً قل یاایھا الکافرون پڑھی تھی اور دوسری میں انا اعطیناک پڑھ دی، تو اگر بھولے سے ایسا کیا ہے

تو نماز بلا کراہت درست ہے اور اگر قصداً ایسا کیا ہے تو نماز مکروہ ہوگی اور سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی نے بھول کر دوسری رکعت میں خلاف ترتیب سورت پڑھنی شروع کی اور شروع کرتے ہی اسے یاد آ گیا، اس نے اسے چھوڑ کر ترتیب والی سورت پڑھنی شروع کر دی، تو ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں مگر نماز مکروہ ہوگی کیونکہ اس کے لئے اس سورت کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا بہتر نہیں۔

مسئلہ: امام نے پہلی رکعت میں کوئی سورت شروع کی اور آدھا حصہ بھول گیا اس نے پھر دوبارہ یا سہ بارہ شروع سے لوٹا کر پوری سورت پڑھی تو نماز درست ہے اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: امام قرأت کرتے کرتے بھول گیا، پیچھے سے اس کو کسی ایسے شخص نے لقمہ دیا جو امام کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہے، تو اگر امام نے اس کا لقمہ فوراً لے لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر کچھ توقف کے بعد لیا تو نماز درست ہے اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی نے سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھی اور خاموش ہو گیا اور ایک رکن کے بقدر کھڑا رہا، پھر رکوع کیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: امام نے ظہر یا عصر کی نماز میں بھول کر بلند آواز سے قرأت کرنی شروع کی، کسی غیر نمازی نے زور سے کہا آہستہ پڑھو، تو اگر امام نے فوراً آہستہ پڑھنا شروع کیا تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر توقف کے بعد آہستہ پڑھا تو نماز درست ہے۔

مسئلہ: امام نے سورہ عصر پڑھی اور الا الذین امنوا وعملوا الصالحات پڑھ کر سورہ تین میں پہنچ گیا یعنی **فلھم اجر غیر ممنون** پڑھنے لگا اور اسی طرح آخر تک پڑھ دیا تو نماز درست ہے سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: تین چھوٹی آیتوں کی مقدار ثم نظر۔ ثم عبس وبصر۔ ثم ادبر واستکبر ہے، پس اگر کسی نے اس سے کم پڑھ کر رکوع کر دیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: امام کے پیچھے کسی کا رکوع یا سجدہ چھوٹ گیا تو جس وقت یاد آئے فوراً رکوع سجدہ

کر کے امام کے ساتھ شریک ہو جائے، اور اگر اس وقت یاد نہیں آیا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کرے، اگر سلام پھیرنے کے بعد بھی نہیں کیا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: کسی نے نماز میں دو رکوع کر لئے یا تین سجدے کر لئے تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے نماز کا اعادہ کیا گیا تو اس امام کے پیچھے ایسے شخص کی نماز نہ ہوگی جو نئے سرے سے فرض نماز پڑھنا چاہتا ہے۔

مسئلہ: کسی کو نماز میں کسی واجب کے چھوٹنے کا شک ہو گیا تو اس کی وجہ سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی سے ایک ہی نماز میں متعدد غلطیاں ہوئیں جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو اس صورت میں صرف ایک ہی سجدہ سہو کر لینا کافی ہوگا۔

مسئلہ: کوئی شخص بھول کر رکوع سے اٹھ کر قومہ کی حالت میں اطمینان سے کھڑا نہیں ہوا یا جلسہ میں اطمینان سے نہیں بیٹھا تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر قصداً ایسا کیا ہے یا ایسی ہی عادت ڈال لی ہے تو یہ سخت مکروہ ہے اور نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

مسئلہ: کسی نے چار رکعت والی نماز میں پہلی یا تیسری رکعت میں بھولے سے قعدہ کیا، پھر یاد آیا تو اگر ایک رکن کی مقدار تاخیر ہوگئی ہو تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر اتنی تاخیر نہیں ہوئی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی نے بھولے سے فجر کی نماز دو رکعت کی بجائے چار رکعت پڑھ لی، یا عصر کی نماز چار رکعت کے بجائے چھ رکعت پڑھ لی تو اگر زائد رکعتیں قعدہ اخیرہ کر کے پڑھیں تو نماز درست ہے اور زائد رکعتیں نفل ہو جائیں گی، البتہ اخیر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ: نفل نماز کے علاوہ کسی فرض، واجب یا سنت مؤکدہ نماز کے قعدۂ اولیٰ میں بھول کر التحیات کے بعد درود شریف پورا پڑھ دیا یا اللھم صل علی محمد تک پڑھ دیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا ہو تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: کوئی شخص چار رکعت والی فرض یا سنت مؤکدہ نماز میں قعدۂ اولیٰ کرنا بھول گیا تو اس

پر سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر ایک رکن کی مقدار خاموش بیٹھا رہا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: کسی نے قعدۂ اولیٰ میں بھولے سے ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا، پھر فوراً یاد آیا تو اگر کلام نہ کیا ہو تو تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور اخیر میں سجدہ سہو کر لے۔

مسئلہ: کسی نے قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھی اور بھولے سے کھڑا ہو گیا، پھر یاد آیا اور فوراً بیٹھ گیا تو ایسا شخص بیٹھتے ہی فوراً سلام پھیر دے اس پر سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی نے قعدۂ اخیرہ میں التحیات، درود شریف اور دعاء پڑھنے کے بعد سلام نہیں پھیرا بلکہ ایک رکن کی مقدار سوچتا رہا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: کسی مسبوق نے بھول کر امام کے ساتھ بلا کسی تاخیر کے دونوں طرف سلام پھیر دیا، پھر کسی کے یاد دلانے پر کھڑا ہو گیا، پس اگر کسی کے کہنے یا کہنی مارنے سے فوراً کھڑا ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی، اور اگر کچھ دیر توقف کرنے کے بعد کھڑا ہوا تو اس کی نماز درست ہے، البتہ اس پر سجدہ سہو واجب ہے بشرطیکہ ایک رکن کی مقدار تاخیر ہوئی ہو۔

مسئلہ: اگر امام کے ساتھ مسبوق نے سجدہ سہو کیا، پھر اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پوری کرنے کے لئے اٹھا اور اس میں مسبوق سے کوئی سہو ہو گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: مسبوق نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد سلام پھیر دیا اور ہاتھ اٹھا کر عربی میں دعا بھی مانگ لی، پھر اسے یاد آیا، پس اگر اس نے بات چیت نہیں کی ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں ہٹا تو اٹھ جائے اور اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کر کے سجدہ سہو کر لے۔

مسئلہ: امام پر سجدہ سہو واجب تھا اس نے سجدہ سہو نہیں کیا، نماز ختم ہونے کے بعد نماز کا اعادہ کیا تو مسبوق اپنی نیت نہ توڑے بلکہ اپنی نماز پوری کر لے۔

مسئلہ: امام نے وتر کی نماز میں رمضان کے اندر آہستہ قرأت کی تو خواہ کسی رکعت میں کی ہو اس پر سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: تراویح کی نماز میں امام نے آہستہ آواز سے قرأت کی اور چھوٹی تین آیتوں سے زیادہ آہستہ پڑھ لیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: تراویح میں اگر کوئی ایسی غلطی ہوجائے جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ: امام تراویح کی نماز میں دو رکعت پر قعدہ کئے بغیر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اور چوتھی رکعت بھی پڑھ لی تو اخیر میں سجدہ سہو واجب ہے، مگر اس صورت میں پہلی دو رکعتیں قعدۂ اولیٰ کے ترک ہوجانے کی وجہ سے فاسد ہوگئیں اس لئے ان دو رکعتوں میں پڑھے ہوئے قرآن کو دوبارہ پڑھنا ہوگا، اخیر کی دو رکعتیں صحیح اور تراویح میں شمار ہوں گی اور اس میں پڑھا ہوا قرآن بھی معتبر ہوگا۔

مسئلہ: تراویح کی نماز میں دو رکعت پر قعدہ کئے بغیر امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور باقاعدہ سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے، اور اگر نہیں لوٹا بلکہ تیسری رکعت کا سجدہ کر کے قعدہ کیا تو سجدہ سہو کے باوجود تینوں رکعتیں فاسد ہوگئیں اس لئے ان تینوں رکعتوں میں پڑھے ہوئے قرآن کا اعادہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر امام تراویح کی دوسری رکعت پر قعدہ کر کے کھڑا ہوا اور چار رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرا تو چاروں رکعتیں صحیح ہیں اور سب کی سب تراویح میں شمار ہوں گی اور اس پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: تراویح میں قرآن کریم سناتے ہوئے امام کو بھول لگی اور وہ کھڑا ہو کر سوچنے لگا اور ایک رکن کی مقدار کھڑا سوچتا رہا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: تراویح پڑھاتے ہوئے امام بھولے سے پہلی رکعت پر بیٹھ گیا مگر لقمہ ملنے پر فوراً اٹھ گیا تو اگر ایک رکن کی مقدار سے کم بیٹھا ہے تو سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر ایک رکن کی مقدار بیٹھنے کے بعد اٹھا ہے تو اخیر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ (سجدہ سہو کے بیان، ص 167)

سجدۂ تلاوت کے مسائل

مسئلہ: قرآن کریم میں سجدۂ تلاوت چودہ ہیں، جہاں جہاں کلام پاک کے کنارہ پر سجدہ لکھا رہتا ہے اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے، اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھوں کو نہ اٹھائے اور سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی کہے، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھالے بس سجدہ ادا ہو گیا۔

مسئلہ: جو چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں وہی سجدہ تلاوت کے لئے بھی شرط ہیں مثلاً بدن کا پاک ہونا، جگہ کا پاک ہونا وغیرہ وغیرہ۔

مسئلہ: اگر کسی کے ذمہ بہت سے سجدے ہوں تو ان کو عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کرلے، اگر ادا نہیں کرے گا تو گناہگار ہوگا۔

مسئلہ: سجدہ کی آیت جو شخص پڑھے اس پر بھی اور جو سنے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے نماز میں سجدہ کی آیت تلاوت کی اور فوراً سجدہ تلاوت نہیں کیا کچھ دیر کے بعد یاد آیا اور یاد آتے ہی اس نے سجدہ تلاوت کرلیا تو سجدہ تلاوت ادا ہو گیا مگر اس پر اخیر میں سجدہ سہو کرنا بھی واجب ہوگا۔

مسئلہ: امام نے سری نماز میں آیت سجدہ پڑھنے کے فوراً بعد یا دو تین آیتیں پڑھنے کے بعد رکوع کر دیا اور رکوع میں ہی سجدہ تلاوت کی نیت کرلی تو امام ومقتدی سب کی طرف سے سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام نے جہری نماز میں آیت سجدہ پڑھنے کے بعد رکوع کر دیا اور رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کرلی تو امام کا سجدہ تلاوت ادا ہو گیا، اسی طرح جن مقتدیوں نے رکوع میں سجدہ کی نیت

کی ہے اور جنھوں نے رکوع میں سجدہ کی نیت نہیں کی ان کی طرف سے سجدہ تلاوت ادا نہیں ہوگا۔

مسئلہ: کسی نے نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور فوراً سجدہ تلاوت بھی کرلیا، پھر سجدہ سے اٹھنے کے بعد وہی آیت سجدہ پڑھی تو اس پر دوسرا سجدہ بھی واجب ہوگا۔

مسئلہ: کسی نے غیر نماز میں سجدہ کی آیت کو بار بار پڑھا اور ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے پڑھا تو ایک سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: کسی نے ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدے کی بہت سی آیتیں پڑھیں تو اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے۔

مسئلہ: کسی نے ایک جگہ بیٹھ کر سجدہ کی ایک آیت پڑھی، پھر وہاں سے اٹھ کر کام میں لگ گیا، کچھ دیر بعد پھر اسی جگہ آ کر وہی آیت سجدہ پڑھی تو اس پر دو سجدے واجب ہوں گے۔

مسئلہ: کسی نے نماز کی حالت میں غیر نمازی سے سجدہ کی آیت سنی خواہ تلاوت کرنے والا بالغ ہو یا نابالغ بہر صورت نماز پڑھنے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا مگر سجدہ تلاوت نماز کے بعد ادا کرے۔

مسئلہ: کسی پر سجدہ تلاوت نماز میں واجب ہوا، اس نے نماز میں ادا نہیں کیا بلکہ نماز سے باہر ادا کیا، تو اب نماز کا سجدہ ادا نہ ہوگا ہمیشہ کے لئے گناہگار رہے گا۔

مسئلہ: امام نے نماز میں آیت سجدہ پڑھی، اس کو ایک منفرد نے بھی سنا تو اس منفرد کے ذمہ بھی سجدہ تلاوت واجب ہوگا مگر وہ اپنی نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ ادا کرے گا۔

مسئلہ: امام نے نماز میں آیت سجدہ پڑھی، ایک منفرد نے اس کو سن کر فوراً سجدہ کرلیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا اور سجدہ تلاوت پھر خارج نماز میں کرنا ہوگا۔

مسئلہ: امام نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا یہاں تک کہ امام نے سلام پھیر دیا تو اگر کلام نہیں کیا ہے تو پہلے سجدہ تلاوت ادا کرے پھر سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے۔

مسئلہ: کسی نے نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور فوراً یا دو تین آیتیں پڑھنے کے بعد رکوع میں چلا گیا

اور رکوع میں سجدہ کی نیت نہیں کی تو جب نماز کا سجدہ کرے گا تو اسی سے سجدہ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ: کسی نے نماز سے باہر آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ تلاوت ادا کرلیا، پھر اسی جگہ نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا اور وہی آیت سجدہ نماز میں پڑھی تو اب نماز میں دوبارہ سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: کسی نے نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور اس رکعت میں سجدہ کرنا بھول گیا، دوسری یا تیسری رکعت میں یاد آیا تو جس وقت بھی یاد آئے سجدہ تلاوت ادا کرلے۔

مسئلہ: کسی نے آیت سجدہ پڑھی اور فوراً سجدہ تلاوت بھی ادا کرلیا لیکن سجدہ کے بعد جب کھڑا ہوا تو اس کے آگے قرآن کریم یاد نہیں رہا تو اسے چاہئے کہ رکوع میں چلا جائے اس کی نماز درست ہے۔

مسئلہ: امام قرأت کرتے ہوئے بھول گیا، مقتدی نے آیت سجدہ پڑھ کر لقمہ دیا، امام نے اس آیت کو پڑھا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: امام نے تراویح پڑھاتے ہوئے سجدہ کی آیت سے پہلے ہی یہ خیال کرکے کہ یہ سجدہ کی آیت ہے سجدہ تلاوت کرلیا پھر سجدہ کی آیت پڑھ کر پھر سجدہ تلاوت کیا تو اخیر میں اس کے ذمہ سجدہ سہو واجب ہے اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو دونوں رکعتوں کا اعادہ کرنا ہوگا اور ان دونوں رکعتوں میں پڑھے ہوئے قرآن کا بھی اعادہ کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ: کسی نے ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی کام میں لگ گیا، پھر اس کام سے فارغ ہو کر وہی آیت پڑھی تو اس صورت میں دو سجدے واجب ہوں گے۔

مسئلہ: کسی نے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا بلکہ اسی جگہ نیت باندھ کر نماز شروع کردی اور نماز میں وہی سجدہ کی آیت پڑھی پھر سجدہ تلاوت ادا کرلیا تو یہ سجدہ دونوں سجدوں کے لئے کافی ہوگا۔

مسئلہ: اگر پڑھنے والے نے جگہ بدلی اور سننے والے نے جگہ نہیں بدلی تو سننے والے پر ایک سجدہ واجب ہوگا اور پڑھنے والے پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے جتنے کی اس نے تلاوت کی ہے۔

مسئلہ: سننے والے نے جگہ بدلی اور پڑھنے والا آیت سجدہ کو بار بار ایک جگہ پڑھتا رہا تو پڑھنے والے پر ایک سجدہ واجب ہوگا اور سننے والے پر کئی سجدے واجب ہوں گے۔

مسئلہ: سجدہ سے بچنے کے لئے آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ (دینی مسائل اور ان کا حل، ص 77)

مسئلہ: لاحق وہ مقتدی ہے جس کی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں بعد شریک جماعت ہونے کے جاتی رہیں خواہ بعذر مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہی یا لوگوں کی کثرت سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کر سکے، یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لئے جائے اور اس درمیان میں اس کی رکعتیں جاتی رہیں یا بے عذر جاتی رہیں مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع سجدہ کر لے اور اس وجہ سے رکعت اس کی کالعدم سمجھی جائے تو اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا، پس لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو اس کی جاتی رہیں، ان کے ادا کرنے کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔

مسئلہ: لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا یعنی جیسے مقتدی قرأت نہیں کرتا ایسے ہی لاحق بھی قرأت نہ کرے بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ایسے ہی لاحق کو بھی۔

مسئلہ: مسبوق یعنی جس کی ایک دو رکعت رہ گئی ہو اس کو چاہئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے، امام کی نماز ختم ہونے کے بعد کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔

مسئلہ: مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرأت کیساتھ ادا کرنا چاہئے، اور اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہئے کہ پہلے قرأت والی پھر بے قرأت کی، اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے یعنی ان

رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے۔ مثلاً ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو تو اس کو چاہیئے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملا کر رکوع سجدے کر کے پہلا قعدہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے کیونکہ یہ قرأت کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کہ یہ قعدۂ اخیرہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور شرکت کے بعد پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہیئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو شرکت کے بعد گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے مگر ان کے ادا کرنے میں اپنے کو ایسا سمجھے جیسا وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے یعنی قرأت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے اس کے بعد اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔

مثلاً عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان میں نماز ختم ہوگئی تو اس کو چاہیئے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو شریک ہونے کے بعد گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قرأت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ

کیا تھا پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں امام نے قعدہ کیا تھا، پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اس کو قرأت بھی کرنا ہوگی اس لئے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ: مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے، تحریمہ بھی امام کے تحریمہ کے ساتھ ادا کریں، رکوع بھی امام کے ساتھ، قومہ بھی اسکے قومہ کے ساتھ، سجدہ بھی اس کے سجدہ کے ساتھ، غرض ہر فعل اس کے فعل کے ساتھ کرے ہاں اگر قعدۂ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں اسی طرح قعدہ اخیرہ میں اگر امام قبل اس کے کہ مقتدی التحیات تمام کریں سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں ہاں رکوع سجدہ وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تو بھی امام کیساتھ ہی کھڑا ہونا چاہئے۔ (نماز کے تحقیقی مسائل، ص78-79)

جماعت میں شامل ہونے کے مسائل

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بتلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر واپس آ کر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو، اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر، عشاء کا وقت ہو اور

فجر، عصر اور مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو، اس لئے کہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے، اور مغرب کے وقت اس لئے کہ یہ دوسری نفل نماز ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں فرض جماعت سے ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو رکعت والا ہے جیسی فجر کی نماز تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے، اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے، اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دونوں رکعت پوری کر لے، اور اگر وہ فرض تین رکعت والا ہو جیسے مغرب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز کو پوری کر لے اور بعد میں جماعت میں شریک نہ ہو کیونکہ نفل تین رکعت کے ساتھ جائز نہیں، اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو جیسے ظہر، عصر اور عشاء تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دو رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جائے، اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے، اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو پوری کر لے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جائے ان میں سے مغرب اور فجر اور عصر میں تو دوبارہ شریک جماعت نہ ہو اور ظہر اور عشاء میں شریک ہو جائے اور جن صورتوں میں قطع کرنا ہو کھڑے کھڑے ایک سلام پھیر دے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو نفل نماز کو نہ توڑے بلکہ اس کو چاہئے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت کی نیت کی ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ظہر اور جمعہ کی سنت مؤکدہ شروع کر چکا ہو اور فرض نماز ہونے لگے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے۔ اور بہت سے فقہاء کے نزدیک راجح

یہ ہے کہ چار رکعت پوری کر لے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی تو اب چار کا پورا کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر فرض نماز ہو رہی ہے تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کی جائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو، ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پائے گی تو پڑھ لے مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت فرض کی جاتی رہے گی تو پھر سنت مؤکدہ جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے، پھر ظہر اور جمعہ میں فرض کے بعد بہتر ہے کہ بعد والی سنت مؤکدہ اول پڑھ کر ان سنتوں کو پڑھ لے مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ مؤکدہ ہیں اس لئے ان کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کر لی جائیں بشرطیکہ ایک رکعت مل جانے کی امید ہو، اور اگر ایک رکعت ملنے کی بھی امید نہ ہو تو پھر نہ پڑھے اور پھر اگر چاہے تو سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔

مسئلہ: اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سنن و مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائیں گی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہیئے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔

مسئلہ: فرض ہونے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے الگ ہو اس لئے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے الگ مسجد کے کسی گوشے میں پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر جماعت کا قعدہ مل جائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔

مسئلہ: جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت اس کو مل گئی، ہاں اگر رکوع نہ ملے تو اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

جمعہ کے خطبے کے مسائل

مسئلہ: جب سب لوگ جماعت میں آ جائیں تو امام کو چاہیئے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن

اس کے سامنے کھڑا ہو کر اذان کہے، اذان کے فوراً بعد امام کھڑا ہو کر خطبہ شروع کرے۔

مسئلہ: خطبہ میں بارہ چیزیں مسنون ہیں:

(۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔

(۲) دو خطبے پڑھنا۔

(۳) دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔

(۴) دونوں حدثوں سے پاک ہونا۔

(۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں لوگوں کی طرف منہ کرنا۔

(۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔

(۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں۔

(۸) خطبہ میں درج ذیل مضامین کا ہونا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی تعریف، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود، وعظ و نصیحت، قرآن کریم کی آیتوں یا کسی سورت کا پڑھنا، دوسرے خطبہ میں پھر ان تمام چیزوں کا اعادہ کرنا، دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔

(۹) خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔

(۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا، اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دے کر کھڑا ہونا اور منبر کے ہوتے ہوئے کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول نہیں۔

(۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور

زبان کے اشعار ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض عوام کا دستور ہے خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

(۱۲) خطبہ سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا، دوسرے خطبہ میں نبی کریم ا کے آل واصحاب وازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کے لئے دعا کرنا مستحب ہے، بادشاہ اسلام کے لئے بھی دعا کرنا جائز ہے مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: جب امام خطبہ کے لئے اٹھ کھڑا ہو اس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں قضا نماز کا پڑھنا صاحب ترتیب کے لئے اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے پھر جب تک امام خطبہ خطبہ ختم نہ کر دے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔

مسئلہ: جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور، اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا بات چیت کرنا، چلنا پھرنا، سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالت نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے، ہاں خطیب کو جائز ہے کہ وہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتائے۔

مسئلہ: اگر سنت نفل پڑھتے میں خطبہ شروع ہو جائے تو راجح یہ ہے کہ سنت مؤکدہ تو پوری کرلے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

مسئلہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک جب خطبہ میں آئے تو مقتدیوں کو دل ہی دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

عیدین کی نماز کا بیان

مسئلہ: شوال کے مہینہ کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الاضحیٰ

، یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے ہیں، ان دونوں دنوں میں دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے، جمعہ کی نماز کی صحت و وجوب کے لئے جو شرائط اوپر گذر چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں ہیں سوائے خطبہ کے کہ جمعہ کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھایا جاتا ہے اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں سنت ہے اور پیچھے پڑھا جاتا ہے مگر عیدین کے خطبہ کا سننا بھی مثل جمعہ کے خطبہ کے واجب ہے یعنی اس وقت بولنا چالنا، نماز پڑھنا سب حرام ہے۔

عیدین کی نماز کی نیت

عیدین کی نماز کی نیت دل میں اس طرح فرمائیں۔ دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ واجب مع چھ زائد تکبیروں کے پیچھے اس امام کے 'اللہ اکبر'۔ دل کے ساتھ زبان سے بھی کہہ لیں تو بہتر ہوگا۔

عیدین کی نماز کا طریقہ

عیدین کی نماز کی نیت کر لینے کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہے اور مقتدی بھی امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہیں اور عام نمازوں کی طرح امام و مقتدی دونوں زیرِ ناف ہاتھ باندھ لیں اس کے بعد امام و مقتدی دونوں ثناء پڑھیں پھر امام زائد تکبیروں میں سے پہلی تکبیر کہے اور مقتدی بھی امام کے ساتھ تکبیر کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں پھر امام و مقتدی دوسری تکبیر کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں پھر امام و مقتدی تیسری تکبیر کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور باندھ لیں پھر امام آہستہ آواز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے پھر فاتحہ اور کوئی سورت، مستحب ہے کہ 'سبح اسم ربک الاعلیٰ' پڑھے پھر رکوع، سجدہ عام نمازوں کی طرح کر کے امام و مقتدی پہلی رکعت کو پورا کر لیں اور پھر دوسری رکعت شروع کریں اب امام پہلے قرأت ، فاتحہ و سورت پڑھے مستحب ہے کہ 'ھل اتاک حدیث الغاشیۃ' پڑھے قرأت مکمل کر لینے کے بعد امام تکبیر (زائد) کہے مقتدی بھی امام کے ساتھ تکبیر کہیں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ

دیں پھر دوسری مرتبہ امام ومقتدی تکبیر کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں پھر تیسری مرتبہ تکبیر کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں پھر چوتھی مرتبہ تکبیر کہیں اور رکوع میں تشریف لے جائیں اور بقیہ نماز حسب دستور پوری فرمالیں۔

نوٹ: یادرہے کہ پہلی رکعت میں دومرتبہ ہاتھ چھوڑنے ہیں اوردوسری میں تین مرتبہ چھوڑنے ہیں۔

عیدین کی نماز کے بعد دعا

نماز مکمل کر لینے کے بعد امام اور مقتدی اگر دعا مانگنا چاہیں تو نماز کے بعد اور خطبہ سے پہلے ہی مانگ لیں یہی مستحب وافضل ہے اور خطبہ کے بعد بھی مانگنے کی گنجائش ہے۔ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا گو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔

نماز یا نماز عیدین کے بعد مصافحہ ومعانقہ

مصافحہ اور معانقہ ملاقات کی سنت ہے نماز یا نماز عید کی سنت نہیں لہذا اگر کسی سے ملاقات اتفاق سے عید کے بعد ہوئی ہو تو وہ مصافحہ ومعانقہ کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ سنت ہوگا لیکن اگر اس کو عید کا حصہ سمجھ کر کریں گے تو یہ بدعت ہوگا کیونکہ عید کے بعد سپیشل معانقہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں (مجالس الابرار ا۔م ۵۰، ص ۲۹۸)

جو کام صاحب شریعت کے طریقہ کے مطابق ہو وہ مسنون ہوتا ہے اور جو اپنی طرف سے ایجاد

کر کے ضروری سمجھ لیا جائے وہ بدعت ہوتا ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عید گاہ میں نماز عید سے پہلے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا تو ناراضی کا اظہار فرمایا کیونکہ نماز اللہ کے نبی کے طریقہ کے خلاف تھی بلکہ فرمایا کہ اللہ کے نبی کی مخالفت کی وجہ سے عذاب کا اندیشہ ہے۔ (مجمع البحرین م ۱۸، ص ۱۲۹)

بہرحال ایسے موقع پر اگر کوئی مسلمان مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھائے تو ہاتھ کھینچ کر اس کا دل نہ دکھائیں بلکہ مصافحہ کر کے اس کو اصل مسئلہ بھی بتائیں۔

عیدین میں چھ زائد تکبیریں

نماز عیدین کی زائد تکبیرات کے بارہ میں مختلف احادیث کتب احادیث میں ملتی ہیں جن کی وجہ سے فقہاء کرام کی رائے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے چنانچہ فقہاء احناف کے علاوہ باقی فقہ کے تینوں ائمہ کرام کے نزدیک نماز عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ زائد تکبیریں ہیں لیکن احناف یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ تین تکبیریں دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کے علاوہ تین تکبیریں یعنی کل چھ زائد تکبیروں کا ہے۔ احناف کا مسلک درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

وعن سعید بن العاص قال سألت ابا موسیٰ و حذیفة کیف کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابو موسیٰ کان یکبر اربعاً تکبیره علی الجنائز فقال حذیفة صدق (رواہ ابوداؤد، حدیث ۱۱۵۳)

ترجمہ: اور حضرت سعید ابن عاص فرماتے ہیں کہ میں نے ابوموسیٰ و حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر و عید الاضحیٰ کی نماز میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ

میں چار تکبیریں کہتے تھے اسی طرح عیدین کی نماز میں بھی چار تکبیریں کہا کرتے تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہا نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ابوموسیٰ نے سچ کہا۔

تشریح: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب کی تفصیل یہ ہے کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ کی نماز پڑھتے وقت چار تکبیریں کہا کرتے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کی نماز میں بھی ہر رکعت میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے اس طرح کہ پہلی رکعت میں تو قرأت کے بعد رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیریں کہتے تھے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیریں کہتے تھے۔

نوٹ: اسی بات پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع بھی ہو گیا تھا۔

جیسا کہ درج ذیل روایت سے ثابت ہے امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ روایت فرماتے ہیں۔''

قبض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم والناس مختلفون فی التکبیر علی الجنائز۔ پھر آگے چل کر فرماتے ہیں۔ فکانو اعلی ذلک(الاختلاف)حتی قبض ابوبکر فلماولی عمر رأی اختلاف الناس فی ذالک شق ذالک علیه جداً فارسل الیٰ رجال من اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم انکم معاشر اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ وسلم ومتی تختلفون علی الناس یختلفون من بعدکم ومتی تجمعون علی امر یجتمع الناس علیه۔فانظر واامراً تجتمعون علیه فکانماایقظهم فقالو نعم ! مارایت یاامیر المومنین فأ شر علینا فقال عمر: بل اشیروانتم علی فانما انا بشر مثلکم فتر اجعواالامربینهم فاجمعوا امر هم علی ان یجعلو االتکبیر علی الجنائز مثل التکبیر فی الاضحیٰ والفطر اربع۔

تکبیرات فاجمع امرھم علی ذالک۔(شرح معانی الاثار،حدیث ۲۷۷۳)

اسی پر عمل یا روایت ہیں ان صحابہ کرام کی جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

ا۔عبداللہ ابن مسعود۔ ۲۔حذیفہ بن یمان۔ ۳۔عبداللہ بن قیس (حدیث ۵۷۴۵ابن ابی شیبہ)

۴۔ابوموسیٰ اشعری۔ ۵۔ابومسعود انصاری (ابن ابی شیبہ ۵۷۵۱)

۶۔سعید بن عاص (ابن ابی شیبہ ۵۷۵۲)۔ ۷۔جابر بن عبداللہ (ابن ابی شیبہ ۵۷۵۳)

۸۔حضرت انس ۵۷۵۷۔ ۹۔حضرت عبداللہ ابن عباس (ابن ابی شیبہ ۵۷۵۴)

عید کی سنتیں اور مستحبات

(1) عید کے دن جلدی جاگنا، تاکہ جلدی تیاری کر کے عید گاہ پہنچا جاسکے۔(2) غسل کرنا۔ (3) مسواک کرنا۔(4) اپنے کپڑوں میں سے عُمدہ اور اچھے کپڑے پہننا، خواہ نئے ہوں یا دھلے ہوئے، البتہ سفید کپڑے بہتر ہیں۔(5) خوشبو لگانا۔(6) عید گاہ میں نمازِ عید ادا کرنا۔(7) عید گاہ جلدی جانا۔(8) صدقہ فطر نماز سے پہلے اداء کر دینا۔(9) عید گاہ پیدل جانا۔(10) آنے جانے کا راستہ بدلنا۔(11) عید گاہ جانے سے پہلے طاق عدد میں کھجوریں کھانا، کھجور نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز کھائی جاسکتی ہے۔(12) وقار و اطمینان کے ساتھ جانا جن چیزوں کو دیکھنا جائز نہیں ان سے آنکھیں ہٹانا اور نیچی نگاہ رکھنا۔(13) عید الفطر کیلئے جاتے ہوئے عید گاہ پہنچنے تک راستہ میں آہستہ اور عید الاضحیٰ کیلئے جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر کہتے جانا، تکبیر کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

عیدین کی نماز سے واپس آنے کے بعد گھر پر چار رکعت یا دو رکعت نفل پڑھنا، چار رکعت افضل ہے۔(عالمگیری:1/149، 150)(شامیہ:2/168)

عید الفطر کا پہلا خطبہ

اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُنْعِمِ الْمُحسِنِ الدَّيَّانِ، ذِي الْفَضْلِ وَالْجُوْدِ وَالْاحْسَانِ، ذِي الْكَرَمِ والْمَغْفِرَةِ وَالْاِمْتِنَانِ ۞ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا اِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۞ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَلَّذِيْ أُرْسِلَ حِيْنَ شَاعَ الْكُفْرُ فِي الْبُلْدَانِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ مَا لَمَعَ الْقَمَرَانِ وَتَعَاقَبَ الْمَلَوَانِ ۞ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۞

أَمَّا بَعْدُ! فَاعْلَمُوْا أَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ، لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ فِيْهِ عَوَائِدُ الْاِحْسَانِ، وَرَجَاءُ نَيْلِ الدَّرَجَاتِ وَالْعَفْوِ وَالْغُفْرَانِ ۞ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۞ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَّهٰذَا عِيْدُنَا ۞ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۞ وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلَائِكَتَهٗ، فَقَالَ: يَا مَلَائِكَتِيْ! مَا جَزَاءُ أَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهٗ ؟ قَالُوْا: رَبَّنَا جَزَائُهٗ أَنْ يُوَفّٰى أَجْرُهٗ، قَالَ: مَلَائِكَتِيْ! عَبِيْدِيْ وَإِمَائِيْ قَضَوْا فَرِيْضَتِيْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعُجُّوْنَ إِلَى الدُّعَاءِ، وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكَرَمِيْ وَعُلُوِّيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَأُجِيْبَنَّهُمْ، فَيَقُوْلُ: ارْجِعُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ، وَبَدَّلْتُ سَيِّاٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ، فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ ۞ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۞

وَهٰذَا الَّذِيْ ذُكِرَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ كَانَ فَضْلَهٗ، وَأَمَّا أَحْكَامُهٗ ، فَمِنْهَا: صَدَقَةُ الْفِطْرِ، فَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: صَاعٌ مِنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ عَنْ اِثْنَيْنِ، صَغِيْرٍ أَوْ كَبِيْرٍ، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ. وَمِنْهَا: الصَّلَاةُ وَالْخُطْبَةُ: فَقَدْ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى إِلَى الْمُصَلّٰى، فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ، وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ، فَيَعِظُهُمْ، وَيُوْصِيْهِمْ، وَيَأْمُرُهُمْ. وَمِنْهَا: التَّكْبِيْرُ فِيْ أَثْنَاءِ

الْخُطْبَةِ: فَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَبِّرُ بَيْنَ أَضْعَافِ الْخُطْبَةِ، وَيُكْثِرُ التَّكْبِيرَ فِيْ خُطْبَةِ الْعِيْدَيْنِ. وَمِنْهَا: صِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ، فقدقَالَ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلَامُ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ ❁ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ❁ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى ❁ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَغْفِرُوْهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمِ۔

عید الفطر کا دوسرا خطبہ

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ❁ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ ❁ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ❁ وَنَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ❁ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا ❁ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ❁ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ❁ ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ ❁ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ ❁ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَرْحَمُ أُمَّتِيْ بِأُمَّتِيْ أَبُوْبَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِيْ أَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً

عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ، وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَحَمْزَةُ أَسَدُ اللهِ وَأَسَدُ رَسُوْلِهِ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ- ۞ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلِدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لاَّ تُغَادِرُ ذَنْبًا، اَللهَ اَللهَ فِيْ أَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ، وَخَيْرُ أُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ۞ وَالسُّلْطَانُ (الْعَادِلُ) ظِلُّ اللهِ فِي الْأَرْضِ مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللهِ فِي الْأَرْضِ أَهَانَهُ اللهُ ۞ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. ﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ ۞ فَاذْكُرُوا اللهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللهِ تَعَالٰى أَعْلٰى وَأَوْلٰى وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَتَمُّ وَأَهَمُّ وَأَعْظَمُ وَأَكْبَرُ ۞

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ۔

عید الاضحیٰ کا پہلا خطبہ

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ، وَعَلَّمَ التَّوْحِيْدَ وَأَمَرَ بِالْإِسْلَامِ، اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۞ وَنَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِيْ هَدَانَا إِلٰى دَارِ السَّلَامِ ۞ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۞ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ قَامُوْا بِإِقَامَةِ الْأَحْكَامِ وَبَذَلُوْا أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَيَالَهُمْ مَنْ كِرَامٍ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ۞ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۞

أَمَّا بَعْدُ! فَاعْلَمُوْا أَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ شُرِعَ لَكُمْ فِيْهِ مَعَ أَعْمَالٍ أُخَرَ ذَبْحُ الْأُضْحِيَّةِ بِالْإِخْلَاصِ وَصِدْقِ النِّيَّةِ، وَبَيَّنَ نَبِيُّهٗ وَصَفِيُّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْبَهَا وَفَضَائِلَهَا، وَدَوَّنَ عُلَمَآءُ أُمَّتِهٖ مِنْ سُنَنِهٖ فِيْ كُتُبِ الْفِقْهِ مَسَائِلَهَا ۞ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ

الْحَمْدُ۞ فَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلاَمُ: مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ، وَإِنَّهَا لَتَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلافِهَا، وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَّقَعَ مِنَ الأَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۞ وَقَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا هٰذِهِ الأَضَاحِي؟ قَالَ: سُنَّةُ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالُوْا: فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ، قَالُوْا: فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۞ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۞ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلاَمُ: مَنْ وَّجَدَ سَعَةً لِأَنْ يُّضَحِّيَ فَلَمْ يُضَحِّ فَلاَ يَحْضُرْ مُصَلَّانَا۞ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۞ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: اَلأَضَاحِي يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الأَضْحٰى۞

وَهٰذَا بَعْضٌ مِّنَ الْفَضَائِلِ، وَتَعَلَّمُوْا مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمَسَائِلَ۞ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۞ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۞ ﴿لَنْ يَّنَالَ اللهَ لُحُوْمُهَا وَلاَ دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ﴾۞ بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ. أَسْتَغْفِرُ اللهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَغْفِرُوْهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. (خطباتِ جمعہ وعیدین: ۳۲، ۳۱، ۳۰)

عید الاضحیٰ کا دوسرا خطبہ

اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ، إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلا هَادِيَ لَهُ۞ وَنَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ۞ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً كَثِيْراً. اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ۞ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ۞ وَشَرَّ الأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا۞ وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ وَكُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ. اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ

إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۞ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۞ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۞ ﴿إِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۞ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِهَا وَعَافِيَةِ الْأَبْدَانِ وَشِفَائِهَا وَنُوْرِ الْأَبْصَارِ وَضِيَآئِهَا۞ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ۞ وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَمَّنْ هُوَ أَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيْقِ رَفِيْقُهُ فِي الْغَارِ وَأَنِيْسُهُ أَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ۞ وَعَنِ النَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابِ الْفَارِقِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ الْأَوَّاهِ الْأَوَّابِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ۞ وَعَنْ كَامِلِ الْحَيَآءِ وَالْإِيْمَانِ جَامِعِ اٰيَاتِ الْقُرْاٰنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ۞ وَعَنْ إِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ أَسَدِ اللهِ الْغَالِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ۞ وَعَنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْنِ سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ: الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا۞ وَعَنْ أُمِّهِمَا الْبَتُوْلِ الزَّهْرَآءِ بِضْعَةِ جَسَدِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ الْعَزِيْزَةِ الْغَرَّآءِ سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا۞ وَعَنْ عَمَّيْهِ الْمُكَرَّمَيْنِ: أَبِيْ عُمَارَةَ سَيِّدِنَا حَمْزَةَ وَأَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا۞ وَعَنِ السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ۞ وَعَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَأَتْبَاعِهِمْ وَتَابِعِيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ۞ اَللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اَللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. ﴿رَبَّنَا لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلاًّ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾۞ اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ۞ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ ۞ عِبَادَ اللهِ! رَحِمَكُمُ اللهُ۞ ﴿إِنَّ اللهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾۞ اُذْكُرُوا اللهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللهِ تَعَالٰى أَعْلٰى وَأَوْلٰى وَأَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَتَمُّ وَأَهَمُّ وَأَكْبَرُ۞

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ۞۔ (خطبات جمعہ وعیدین: ۳۴، ۳۳، ۳۲)

عیدالفطر کے دن تیرہ چیزیں مسنون ہیں

(۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا۔

(۲) غسل کرنا۔

(۳) مسواک کرنا۔

(۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔

(۵) خوشبو لگانا۔

(۶) صبح کو بہت سویرے اٹھنا۔

(۷) عیدگاہ میں بہت سویرے جانا۔

(۸) عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا۔

(۹) عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر دے دینا۔

(۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا۔

(۱۱) جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا۔

(۱۲) پیادہ پا جانا۔

(۱۳) راستے میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔

مسئلہ: عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتدا کرے، اول خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے اور دوسرے میں سات مرتبہ۔

مسئلہ: عیدالاضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عیدالفطر میں ہیں فرق اس قدر ہے کہ عیدالاضحیٰ کی نیت میں بجائے عیدالاضحیٰ کا لفظ داخل کرے،

عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے یہاں نہیں، اور عید الفطر میں راستے میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے، اور عید الفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا مسنون ہے اور عید الاضحیٰ کی سویرے، اور یہاں صدقۂ فطر نہیں بلکہ بعد میں قربانی ہے اہل وسعت پر، اور اذان واقامت نہ یہاں ہے نہ وہاں۔

مسئلہ: عید الفطر کے خطبہ میں صدقۂ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہئے۔

مسئلہ: تکبیر تشریق ہر فرض عین نماز کے بعد ایک مرتبہ کہنا واجب ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام مصر ہو۔

مسئلہ: تکبیر تشریق عورت اور مسافر پر واجب نہیں، اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائے گی

مسئلہ: یہ تکبیر عرفہ یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہئے۔

مسئلہ: اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے ہاں اگر عورتیں کہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ آہستہ کہیں۔

مسئلہ: اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں امام کے کہنے کی انتظار نہ کریں۔

مسئلہ: عیدین کی نماز متعدد مواضع میں جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا عید کی نماز نہیں پڑھ سکتا، اس لئے کہ جماعت شرط ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص شریک نماز ہوا اور کسی وجہ سے نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا، نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے، ہاں اگر کچھ لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آ کر شریک ہوا کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو اگر قیام میں آ کر شریک ہوا ہو تو فوراً نیت باندھنے کے بعد تکبیریں کہہ لے اگر چہ امام قرأت شروع کر چکا ہو، اور اگر رکوع میں آ کر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے اور اس کے بعد رکوع میں جائے، اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور رکوع کی حالت میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے مگر رکوع کی حالت میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے، اور اگر اس سے پہلے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھالے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔

علم حدیث میں حنفی مذہب کی عظمت ورفعت دیکھئے

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو حدیثوں میں امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے نصف النہار میں آفتاب۔

حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ کا مکتوب گرامی

مکتوب نمبر ۵۵ / پر اپنے صاحبزادگان خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصومؒ کے نام مجدد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

قرآن مجید احکام شرعیہ کو جامع اور ان پر حاوی ہے، البتہ شریعت کے بعض احکام وہ ہیں جو قرآن مجید کی عبارۃ النص یا اشارۃ النص یا اقتضاء النص سے سمجھے جاتے ہیں اس وجہ سے تمام عربی داں کسی حد تک ان کو سمجھ سکتے ہیں، اور بعض احکام وہ ہیں جو اجتہاد اور استنباط کی راہ سے سمجھ میں آتے ہیں، قرآن مجید سے ان احکام کا فہم واستنباط صرف ائمہ مجتہدین کا حصہ ہے۔

اور ایک تیسری قسم احکام کی اور بھی ہے اور وہ وہ احکام ہیں جن کو (قرآن مجید سے) کوئی انسان اپنی زباں دانی یا اجتہادی صلاحیت سے خود نہیں سمجھ سکتا، جب تک کہ قرآن مجید کا نازل کرنے والا حق تعالیٰ خود نہ بتلائے اور یہ صرف پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ ہے۔

امام ابوحنیفہؒ ورع وتقویٰ اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل اتباع کی برکت سے وہ اجتہاد واستنباط کے اس مقام عالی پر فائز ہوئے جہاں دوسرے نہیں پہنچ سکے، بلکہ دوسروں کو اس کا سمجھنا بھی مشکل ہو گیا۔ اور اسی وجہ سے بہت سے لوگوں نے ان کو کتاب وسنت کا مخالف جانا، اور ان کا اور ان کے خاص تلامذہ کا نام ہی ،، اصحاب رائے ،، رکھ دیا، یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ان کی بالغ نظری اور ان کی فقیہانہ فراست ودرایت کے مقام کو نہیں سمجھا جا سکا، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اجتہادہ تفقہ کی گہرائی اور باریکی کو کسی درجہ میں سمجھا تو اعتراف کیا اور کہا الفقہاء کلھم عیال ابی حنیفہ۔ (سارے فقہاء، اور مجتہدین امامِ ابوحنیفہ کے آل وعیال ہیں)

افسوس ہے ان لوگوں کی جسارت بے جا پر جو اپنے قصور نظری کی وجہ سے دوسروں میں قصور دیکھتے ہیں۔

بلا شائبہ تعصب اور بغیر کسی بناوٹ کے کہا جاتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت نظر کشفی میں ایک عظیم دریا کی طرح نظر آتی ہے اور دوسرے مجتہدین کے مذہب تالابوں اور چھوٹی نہروں کی شکل میں دکھائی دیتے ہیں۔

ساری دنیا کے مسلمانوں کا سوادِ اعظم فقہ حنفی کی پیروی کرتا ہے، علاوہ ازیں یہ مسلک اصول وفروع میں دوسرے تمام مسلکوں کے مقابلہ میں ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ (از مکتوبات امام ربانی جلد، دوم)

سحر، ساحرین، جنات اور شیاطین سے نجات کا مجرب نسخہ

سلسلہ کے تمام حضرات اس مضمون کو بار بار پڑھ کر حرزِ جان بنالیں اور پورا پورا استفادہ کریں۔

﴿حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نہایت قیمتی ملفوظات﴾

﴿جنات کیسے بھاگتے ہیں؟﴾

فرمایا: سالک طریقت کی پیشانی کے نور سے مومن جنات گرویدہ و دیگر جنات وشیاطین بھاگ جاتے ہیں، یہ نور ازلی ہوتا ہے، ہر پریشانی میں موجود ہوتا ہے، لیکن مستور ہوتا ہے، نفس کی کدورت کی جھلی اس نور کو محجوب کئے ہوتی ہے۔

نفس جب کدورت سے پاک ہوتا ہے تو یہ نور منور ہو جاتا ہے، جگمگا اٹھتا ہے، ورنہ کسی اور طرح یہ حجاب نہیں اٹھ سکتا، بھاویں سو سو حیلے کرو، قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال جنات وشیاطین کو جلا دیتا ہے، کوئی بھی تاب نہیں لاسکتا۔

﴿قرآن شریف شیطان کو کیسے جلاتا ہے﴾

فرمایا: سالک جب قرآن شریف کی تلاوت میں محو ہوتا ہے قرآن مجید کے نور کے جلال سے ہمزات شیاطین لاغر نحیف اور بے بس ہو کر توبہ توبہ کرنے لگتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال شیطان کو جلا دیتا ہے، تلاوت قرآن، نماز، ذکر ان تینوں میں ہر مرض سے کلی شفاء ہے، ان تینوں کی کثرت مساوی ہو یہی سلف صالحین کا نسخۂ کیمیا ہے۔

شیطان سے بچنے کا ہتھیار

فرمایا: دیکھئے بیت اللہ، اللہ تعالیٰ کا گھر ہے ابرہہ نے چاہا تھا کہ اس گھر کے اوپر قبضہ

جمائے ، اللہ تعالی نے ابابیلوں کومسلط کر دیا، انہوں نے کنکریاں مار مار کراس کے پورے لشکر کو کھائے ہوئے بھس کی طرح بنا دیا ، بالکل اسی طرح انسان کا دل اللہ تعالی کا گھر ہے، اگر شیطان اس کی طرف قدم بڑھانا چاہے تو آپ لا الہ الا اللہ کی ضربوں سے اور اللہ اللہ کے الفاظ سے اس کے اوپر پتھروں کی بوچھاڑ کیجئے ، پھر دیکھئے کہ اللہ آپ کو شیطان سے محفوظ فرما لیں گے اور قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا: **إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ**۔ (سورہ الاعراف، آیت :201)

ترجمہ: بلاشبہ جنہوں نے تقوی اختیار کیا جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال بھی ان کو چھوتا ہے تو وہ اللہ کا ذکر کر لیتے ہیں تو ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شجرہ : سلسلۂ چشتیہ منظومہ: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

سلاسل اربعہ کے مشائخ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ مشائخ کا شجرہ انفرادی اور اجتماعی طور پر پڑھنے سے مصائب دور، مسائل حل اور مقاصد پورے ہوتے ہیں، اسلئے باجازت شیخ اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

(حضرت مولانا) محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز بیعت

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: حضرت حاذق الامت مولانا ذکی الدین صاحب پرنامبٹیؒ

خلیفہ ومجاز: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلالآبادیؒ

خلیفہ ومجاز: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حمد ہے سب تیری ذات کبریا کیواسطے
اوردر ودونعت ختم الانبیاء کیو اسطے
اورسب اصحاب وآل مجتبیٰ کے واسطے
رحم کر مجھ پر الٰہی اولیاء کے کے واسطے
بالخصوص ان اولیائے باصفا کے واسطے
مولوی اشرف علی شمس الہدیٰ کے واسطے
حاجی امداداللہ ذوالعطا کے واسطے
حاجی عبدالرحیم اہل غزا کے واسطے
شیخ عبدالباری شہِ بے ریا کے واسطے
شاہ عبدالہادی پیرہدے کے واسطے

شاہ عضد الدین عزیز دوسرا کے واسطے
شہ محمد اور محمدی اتقیا کے واسطے
شہ محب اللہ شیخ با صفا کے واسطے
بوسعید اسد اہل ورا کے واسطے
نشہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے
شہ جلال الدین جلیل اصفیا کیواسطے
عبد قدوس شہ صدق وصفا کیواسطے
اے خدا شیخ محمد راہنما کے واسطے
شیخ احمد عارفِ صاحب عطاء کیواسطے
احمد عبد الحق شہ ملکِ بقا کیواسطے
شہ جلال الدین کبیر اولیاء کے واسطے
شیخ شمس الدین ترک باضیا کیواسطے
شیخ علا الدین صابر بارضا کیواسطے
شہ فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے
خواجہ قطب الدین مقتول دلا کیواسطے
شہ معین الدین حبیب کبریاء کے واسطے
خواجہ عثمان با شرم وحیا کے واسطے
خواجۂ مودود چشتی پارسا کے واسطے
شاہ بویوسف شہ شاہ وگدا کیواسطے
بومحمد محترم شاہِ وِلا کے واسطے
احمد ابدال چشتی باسخا کے وا سطے
شیخ ابواسحاق شامی خوش ادا کیواسطے

خواجہ ممشاد علوی بو العلا کیواسطے
بو ہبیرہ شاہ بصری پیشوا کیواسطے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کیواسطے
شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کیواسطے
شیخ حسن بصری امام اولیاء کیواسطے
ہادی عالم علی شیر خدا کیواسطے
سرور عالم محمد مصطفے کے واسطے
یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
یاحق اپنے عاشقان باوفا کیو اسطے
یارب اپنے رحم واحسان وعطا کیواسطے
کر رہائی کا سبب اس مبتلا کیو اسطے
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کیواسطے
ہے عبادت کا سہارا عابدوں کیو اسطے
ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کیواسطے
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کیواسطے
اپنے لطف ورحمت بے انتہا کیواسطے

☆☆☆☆☆

معمولات

صبح و شام

معمولات اور ان کی تعداد کم ہوں یا زیادہ مشائخ اپنے مریدین ومتوسلین کو ان کے حسب احوال ارشاد فرماتے ہیں۔ راقم السطور مندرجہ ذیل طریقے پر سالکین طریقت و عاشقان حق کی رہنمائی کا ادنی فریضہ انجام دیتا ہے۔

﴿طبقۂ اولیٰ﴾

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت حکیم الامتؒ کے بعض ذاتی معمولات یہ تھے ۔تہجد کے بعد آپ اس طرح معمولات کو شروع فرماتے:

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِي بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ ________ 3،بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ________ 100 بار

درود شریف۔ ________ 100 بار

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ ________ 200 بار

اِلَّا اللّٰه۔ ________ 400, بار

اَللّٰهُ اللّٰه۔ ________ 600, بار

اَللّٰهُ۔ ________ 100 بار

تلاوت کلام پاک کم ازکم ایک پارہ مع سورۂ یٰسین شریف۔

مناجات مقبول حضرت حکیم الامتؒ۔ ________ ایک منزل

شام کے معمولات

استغفار۔ ______ 100، بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ ______ 100، بار

درود شریف۔ ______ 100، بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

طبقۂ ثانیہ

صبح کے معمولات

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِيْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ ______ 3، بار

اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ ______ 100، بار

درود شریف۔ ______ 100، بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ ______ 100، بار

اَللہُ اللہ۔ ______ 100، بار

اللہ۔ ______ 100، بار

کم از کم سورۂ یسین شریف کی تلاوت، زیادہ سے زیادہ تلاوت کی کوئی حد نہیں۔

مناجات مقبول حکیم الامتؒ ہر روز۔ ______ ایک منزل

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

شام کے معمولات

استغفار۔ ______ 100، بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ ______ 100، بار

درود شریف۔ ______ 100، بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

(نوٹ)

طبقۂ اولیٰ کیلئے حسب طاقت صبح میں

سورۂ اخلاص۔ ________ 100، بار

تیسرا کلمہ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ ________ 100، بار

طبقۂ اخیر کیلئے صبح کے معمولات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ________ 33، بار

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ ________ 33، بار

أَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ ________ 33، بار

قرآن شریف کی تلاوت کم از کم دس آیتیں۔ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

شام کے معمولات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ________ 33، بار

استغفار۔ ________ 33، بار

درود شریف۔ ________ 33، بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

عشاء کی نماز کے بعد وتر سے قبل دو یا چار رکعت تہجد ہر طبقہ کیلئے۔ ________

☆☆☆☆☆☆☆

{مؤلف کا تعارف}

نام : محمد علاء الدین قاسمی ابن الحاج حافظ حبیب اللہ صاحب۔

ولادت ۱۹۶۸ : مقام و پوسٹ: جھگڑوا، تھانہ جمال پور، وایا گھنشیام پور، ضلع در بھنگہ بہار (انڈیا)

ابتدائی تعلیم : ناظرہ، وحفظ، وقرأت قرآن شریف: مدرسہ عربیہ حسینیہ چلہ امروہہ ضلع مرادآباد یوپی۔

عربی اول : جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد (یوپی)

عربی دوم، سوم : مدرسہ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ (یوپی)

اعلی تعلیم : عربی چہارم تا دورۂ حدیث دار العلوم دیوبند (یوپی)

فراغت : سنہ ۱۹۹۱ء

بعد فراغت مصروفیات...

درس وتدریس : درجہ سوم تا ہفتم: مدرسہ حسینیہ شریوردھن کوکن مہاراشٹر۔

حرمین شریفین کی زیارت اور عملی سرگرمیاں: فریضۂ امامت اور جدہ اردو نیوز کے لئے کالم نگاری۔

موجودہ مصروفیات : خانقاہ اشرفیہ پالی کی ذمہ داری اور تصنیف وتالیف کے مشاغل۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مؤلف کی مشہور کتابیں

۱۔ رمضان المبارک سے محرم الحرام تک۔
۲۔ اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے۔
۳۔ نکاح اور طلاق۔
۴۔ حج گائیڈ۔
۵۔ چالیس حدیثیں۔
۶۔ جادو ٹونا، اور کہانت کا حکم۔
۷۔ دس عظیم صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز واقعات۔
۸۔ وعظ و ادب کا خزانہ۔
۹۔ عظمت قرآن۔
۱۰۔ مسائل حاضرہ۔
۱۱۔ قربانی کے ضروری مسائل۔
۱۲۔ اصلاح کا تیر بہدف نسخہ۔
۱۳۔ چراغ اصلاح۔
۱۴۔ تکبر ایک وبال ہے۔
۱۵۔ تنقید ایک بُری عادت ہے۔
۱۶۔ جنت کے حسین محلات اور لذیذ و نفیس نعمتیں۔
۱۷۔ تراویح کا پیسہ لینا جائز نہیں۔

۱۸۔رمضان المبارک کو نفع بخش اور مقبول بنانے کے صحیح طریقے۔

۱۹۔قیامت کی آخری علامتیں۔

۲۰ تصوف کی اہمیت و ضرورت۔

۲۱۔غیبت ایک گندہ عمل ہے۔

۲۲۔اصلاح کے قیمتی موتی۔

۲۳۔اصلاح کے اہم نسخے۔

۲۴۔اخلاص اور اخلاق۔

۲۵۔اصلاحی واقعات جلد، اوّل۔

۲۶۔اصلاحی واقعات جلد دوم۔

۲۷۔اصلاحی واقعات جلد سوم۔

۲۸۔دعاء کا صحیح طریقہ۔

۲۹۔اصلاح کا مبارک سفر۔

۳۰۔قربانی کی شرعی حیثیت۔

۳۱۔پنج وقتہ نماز اور ان کے ضروری مسائل۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿بیعت سے آدمی پاک صاف ہوجاتا ہے﴾

حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں میرا بیعت ہونے کو بہت جی چاہتا تھا، مگر ہمت نہیں ہوتی تھی کیونکہ مجھے یہ فکر دامن گیر تھی کہ اگر بیعت ہونے کے بعد بھی گناہ ہوتے رہے تو بیعت ہونے سے کیا فائدہ؟ اس لئے پہلے حضرت میرے ناپاک ہاتھوں کو اس قابل کردیں کہ حضور کے پاک ہاتھوں میں دے سکوں، احقر کی عرض مذکور پر تمثیلاً فرمایا کہ: ایک دریا تھا اس کے پاس ایک ناپاک اور میلا کچیلا آدمی آیا اس دریا نے کہا کہ آ تو میرے پاس آجا۔ اس نے کہا کہ میری بھلا کیا مجال ہے میں تیرے پاس آسکوں، تو بالکل صاف وشفاف، میں بالکل نجس، پلید، ناپاک، دریا نے جواب دیا تو تو اس حالت میں میرے پاس آنے نہیں پاتا اور بغیر میرے پاس آئے اور میرے اندر نہائے پاک ہو نہیں سکتا، تو بس ہمیشہ کیلئے دوری ہی رہی، ارے بھائی پاک ہونے کی تدبیر بھی تو یہی ہے کہ بس آنکھیں بند کر کے بلا پس وپیش میرے اندر کود پڑ بس، پھر فوراً ہی میرے اندر سے ایک ایسی موج اٹھے گی جو تیرے سر پر ہو کر گذر جائے گی اور آن کی آن میں تیری ساری نجاستوں کو دھو کر تجھے سر سے پاؤں تک بالکل صاف کردے گی۔ (اشرف السوانح، ج/2، صفحہ/51)

نوٹ:

اس مضمون کو طباعت کے وقت بیک فرنٹ پر ڈالیں